



ڈاکٹر حسین حسینی

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the books before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

DATE

F/Rare

mmmm

Ca. 954.91802

Acc. No. _____

YUS

Late charge fee per day for first 15 days.
Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date.

--	--	--



76146

تاریخ
مظہر شاہجہانی

۵۱۰۳۳

در بیان احوال ولایت سند از بہکر تابہ تہتہ

تالیف

فہ میرک بن میر ابوالقاسم نمکین بہکری

بتصحیح و مقدمہ و حواشی
سید حسام الدین راشدی

(دو طبع پہلی)



سندی ادبی بورڈ

کراچی - کراچی

سکر (سندھ)

1962

محمد خان بھٹو، سکر، سندھ

نشر کردہ

سید شاہ محمد شاہ • ایم اے • بی ٹی •

دبیر انجمن ادبی سندھی

حیدرآباد سندھ (پاکستان) •

(جملہ حقوق طبع این کتاب مخصوص بانجمن ادبی سندھی است)

طبع اول: ۱۹۶۲ء

تعداد: ۱۰۰۰

طبع شد سعی "احمد اے۔ جیواجی، در "آئے قدم پرنٹری"
ھاؤتھ نیپہر روڈ، کراچی، پاکستان۔

سرام ناشر

این کتاب در سلسله نشریات انجمن ادبی سندهی، تحت بر نامه "وسائل تکامل تاریخ و ادبیات ملی" ترتیب و طبع گردید. بر خوانندگان محترم پوشیده نیست، که بسا آثار گرانبهای عربی و فارسی از طرف محققین بزرگ سندهی، در زمینه تاریخ و سیر و حدیث و تصوف و ادب و شاعری نوشته شده، و تاکنون برخی از آن بصورت مخطوطات در زوایای کتب خانهای شخصی، بطاق نسیان افتاده اند.

این انجمن میخواهد که چنین آثار گزیده را از گوشه تاریخی و گمنامی بر آورده و بنظر ارباب ذوق و دانش برساند. در مدت هشت سالیکه این بر نامه از ۱۹۵۶ م تا ۱۹۶۳ م دوام میکند، در نظر داریم که (۱۳) کتاب عربی و (۳۰) کتاب تاریخ فارسی و (۵) کتاب شعر و ادب فارسی و (۷) کتاب اردو و (۶) کتاب انگلیسی را طبع و نشر نمائیم.

کتابیکه اکنون بخوانندگان گرامی تقدیم میشود، از سلسله نشریات فارسی کتاب سیزدهم است. و از جمله آثاریکه تاکنون طبع و نشر آن موفق آمده ایم، بیستم کتاب شمرده میشود که اینک از نظر خواننده عزیز میگذرد.

اعتراف

انجمن ادبی سندهی از مساعدتِ مالی، وزارت
معارف حکومت پاکستان که از روی کمال معارف
خواهی در راه طبع و نشر سلسلهٔ مطبوعات این
انجمن فرموده است، خیلی متشکّر بوده و این اقدام
نیکو را بنظر تقدیر و استحسان می‌نگرد.

فهرست

۱	سید حسام الدین راشدی	مقدمه
۷۷		فهرست مصادر
۷۹		غلط نامه
۸۰	محمد جعفر بوبگانی	افزافه در باره قوج علی و مخدوم محمد جعفر بوبگانی
۸۵		چهار عکس از متن کتاب حاضر
۸۹	(۳۶-۵۱۰۴۴)	گوشواره واقعات مهم تاریخی
		نسب نامه مؤلف کتاب
		نسب نامه‌های پدری و مادری نورجهان بیگم و شرح آن

فهرست مضامین متن کتاب مظهر شاهجهانی

قسم ثانی

۳	باب اول -	در بیان احوال ملک بهکر
۲۳	باب دوم -	در بیان احوال ملک سیوی
۳۳	باب سوم -	در بیان احوال ملک تهته
۴۴	(۱)	بیان صوبه داری تهته به شمشیرخان اوزبک
۴۵	(۲)	بیان صوبه داری تهته به مظفرخان معموری
۴۸	(۳)	صوبه داری سید بایزید بخاری از تهته
۵۵	باب چهارم -	در بیان احوال ملک سهوان
۵۷	فصل اول -	در بیان احوال پرکنجات این ملک
		از روی اجمال

- ۸۲ **فصل سوم:** در بیان متمردان و مفسدان این ملک
- ۸۹ **فصل سوم:** در بیان سبب خرابی رعیت ملک سهوان
و قوت گرفتن متمردان
- ۹۱ عمل بهختیار بیگ ترکمان
- ۱۰۳ عمل اجاره کوربا هندو
- ۱۰۵ عمل خواجه نورالدین کروری
- ۱۰۷ عمل شیخ موسی گیلانی
- ۱۰۷ عمل قره بیگ
- ۱۰۸ عمل پدر مرحوم دفعه اول
- ۱۱۳ عمل سردار خان
- ۱۱۳ عمل پدر مرحوم دفعه ثانی
- ۱۲۱ عمل شمشیر خان دفعه اول
- ۱۲۳ عمل برادر ابوالبقا
- ۱۲۹ عمل شمشیر خان دفعه ثانی
- ۱۳۵ عمل شیر خواجه
- ۱۵۰ عمل شمس الدین
- ۱۵۱ عمل نوروز بیگ
- ۱۵۲ عمل سیف الملوک کاشغری
- ۱۵۳ عمل احمد بیگ خان
- ۱۶۳ عمل دیندار خان
- ۱۸۲ **فصل چهارم:** در تربیت ملک سهوان از روی اجمال
- فصل پنجم:** در تدبیر فرو نشانیدن آتغن تمرد
مفسدان ملک سهوان ، و لشکری
که در این ملک بجهت این خدمت
در کار است .
- ۱۹۴

۱۹۳	رکن اول: در تدبیر قلع و قمع قوم سمیجه اوتر
۲۳۷	رکن دوم: در تدبیر ایل نمودن بلوچ چاندیه
۲۳۸	رکن سوم: در تدبیر فرو نشاندن آتش فساد نهمردی
۲۳۸	خاتمة
۲۵۸	تعلیقات
۲۵۹	(۱) مخدوم لعل شهباز
۲۷۳	(۲) مخدوم چتا امرانی
۲۷۹	(۳) میرزا انور
۲۸۰	(۴) سعید خان
۲۸۲	(۵) متعلق صفحه ۲۱۱۲
۲۸۳	(۶) توخته بیگ خان
۲۸۵	(۷) محاصره قندهار
۲۸۸	(۸) متعلق صفحه ۱۱۳
۲۸۹	(۹) متعلق صفحه ۱۱۳
۲۹۰	(۱۰) متعلق صفحه ۱۱۵
۲۹۲	(۱۱) شیر بیگ
۲۹۳	(۱۲) میر ابوالقاسم نمکین
۲۹۵	(۱۳) میران صدر جهان
۲۹۶	(۱۴) شمشیر خان ازبک
۲۹۸	(۱۵) میرزا رستم
۳۰۱	(۱۶) تاج خان
۳۰۳	(۱۷) میر ابوالبقا
۳۰۳	(۱۸) عتیق الله
۳۰۶	(۱۹) مظفر خان معموری
۳۰۸	(۲۰) متعلق صفحه ۱۲۹
۳۰۹	(۲۱) بهادر خان اوزبک

(۴)

۳۱۱	سید بایزید بخاری (۲۲)
۳۱۳	باقی جان خواجه (۲۳)
۳۱۶	شریر الملک (۲۴)
۳۲۰	احمد بیگ خان (۲۵)
۳۲۱	مرتضی خان میرزا حسام الدین (۲۶)
۳۲۳	حکیم صالح (۲۷)
۳۲۵	محمد علی بیگ بندری (۲۸)
۳۲۷	دیندار خان (۲۹)
۳۲۹	جان نثار خان (۳۰)

فهارس

۳۳۱	(۴) اسمای رجال
۳۳۶	(۲) نامهای کتب
۳۳۸	(۳) اماکن جغرافی
۳۵۸	(۴) اقوام و قبائل
۳۶۳	(۵) مصطلحات خاص
۳۷۲	(۶) اقوام و قبائل سنده
۳۷۵	(۷) اسمای اماکن سنده

مقدمہ

ویسے تو کراچی میں دسمبر کی شامیں اتنی سرد نہیں ہوا کرتیں کہ ایک اچھا خاصا انسان سکڑ کر گٹھڑی بن جائے، لیکن اتفاق سے اس دن کی شام بے انتہا سرد تھی جبکہ میں پیراڈائیز سٹنما کے سامنے ایک میخانے (Ritz Bar) کی اوپر والی منزل میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ خشک خشک اور انسانی جلد کو چیرنے والی تیز بلوچستانی ہوائیں انتہائی تندہی اور خشم ناکہی کے ساتھ سائیں سائیں کرتی بند کواڑوں تک کو زور سے جھنجوڑ رہی تھیں۔

نشستگاہ میں ایک طرف میری کتاب 'تذکرہ' امیر خانی کا مسودہ پڑا ہوا تھا، اور اس کے قریب ہی ایک فرشتہ صورت بوڑھا عالم، جس کے سر کے مختصر بال اور گنجان بھوویں برف کی طرح سفید ہو چکی تھیں، ایک خطی کتاب اپنے دونوں

ہاتھوں میں مضبوطی کے ساتھ تھامے بیٹھا تھا۔ یہ بوڑھا عالم جس کے معصوم اور محبوب چہرے پر خاندانی شرافت اور علمی فضیلت کے خد و خال بہت ہی نمایاں اور عیاں تھے، ڈاکٹر محمد ناظم مرحوم و مغفور تھے؛ جنہوں نے گوردیزی کے 'زین الاخبار' کو سب سے پہلے شایع کیا اور محمود غزنوی کی زندگی پر انگریزی میں پہلی مستند اور تحقیقی کتاب لکھی تھی۔ وہ اب، زندگی کے تومند دن محکمہ آثار قدیمہ میں صرف کرنے کے بعد، رٹائر ہو کر کراچی کے مذکورہ میخانہ کے اوپر والی منزل میں آکر قیام پذیر ہوئے تھے۔

ڈاکٹر مرحوم اتنے نیک اور اس حد تک بامروت اور منکسر المزاج تھے کہ 'انکار' کا لفظ ان کے لغت میں تھا ہی نہیں۔ اسی بنا پر اس وقت ان کو اپنے اوپر کوئی اعتماد نہیں تھا کہ وہ مخطوطہ، جو نہ دینے کے ارادے سے انہوں نے بڑی مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں داب رکھا تھا، اگر میں مانگ بیٹھوں تو وہ کیونکر اپنے ہاتھوں کو ڈھیلے پڑ جانے سے روکنے پر قادر ہو سکیں گے؟ وہ اپنی شرافت نفسی کی وجہ سے نہ فقط اس وقت بہت بڑے خلیجان میں تھے بلکہ وہ ہری طرح ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے۔ میں اس شش و پنج کے آثار ان کے شگفتہ گندمی رنگ کے خوبصورت اور معصوم چہرے پر پڑھ رہا تھا۔

'تذکرہ امیر خانی' کا مسودہ مکمل ہوجانے کے بعد

میں نے ملاحظہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کے حوالے کیا تھا۔ حسن اتفاق سے عین اسی زمانے میں پروفیسر آذر مرحوم کے ذمہ سے انہیں ایک خطی کتاب مطالعے کے لئے ملی تھی جس میں، ابوالقاسم نمکین اور ابوالبقا امیر خان کے نام بار بار آتے تھے، اور یہی نام ڈاکٹر صاحب 'تذکرہ امیر خانی' میں بھی دیکھ چکے تھے۔ اس خطی کتاب کو دکھانے کے لئے مجھے وہ آس شام کو اپنے فلاٹ میں لے گئے تھے، جس کے متعلق وہ ہمیشہ ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ: کراچی میں آکر انہیں میخانے کی ہمسایگی کا شرف حاصل ہوا ہے، لیکن اس وعدے کے ساتھ لے گئے تھے کہ میں ان سے کتاب مستعار نہیں مانگوں گا۔

کتاب دیکھنے کے بعد طرفین کی دلی کیفیت ہی بدل گئی، نہ میں اپنے وعدے پر قائم رہ سکا، اور نہ ڈاکٹر صاحب مرحوم ہی آئین سروت کے ماتحت اپنے ارادے کے استحکام کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکے۔ چہرے پر سرخی آگئی، گردن جھک گئی۔ دو منٹ کے لئے غور فرمایا اور اسکے بعد ذہنی کشمکش سے دامن جھٹک کر کہا کہ: بھائی کل شام تک کتاب ضرور واپس کر دینا!

یہی وہ حسن اتفاق، بلکہ یوں کہیے کہ ایک خوشگوار حادثہ تھا جس نے مجھے 'مظہر شاہجہانی' جیسی نادر روزگار سندھ کی تاریخ سے روشناس کیا، جس کے وجود کا علم، گذشتہ تین سو برس میں کسی عالم کو نہ ہو سکا اور خود سر ہنری

ایلیٹ جیسا با وسائل مستشرق بھی اس کی زیارت سے محروم رہا، جس نے اپنی 'تاریخ ہند' کے سلسلے میں فراہمی کتب کے لئے ہندوستان اور یورپ کا کونا کونا چھان مارا تھا۔ جس دور میں 'مظہر شاہجہانی' تالیف ہوئی اسی دور میں سندھ کی تاریخ پر، سندھ میں یہ کتابیں لکھی گئیں، جن کا اب تک ہمیں علم ہو سکا ہے :

- (۱) تاریخ سندھ میر معصوم بکھری (۵۱۰۰۹-۱۶۰۰ع)
- (۲) تاریخ طاہری محمد طاہر نسیانی تتوی (۵۱۰۳۰-۱۶۲۱ع)
- (۳) بیگلر نامہ ادراکی بیگلاری (۵۱۰۳۳-۱۶۲۵ع)
- (۴) ترخان نامہ سید میر محمد تتوی (۵۱۰۶۵-۱۶۵۴ع)

میر معصوم کی تاریخ میں مغلوں کی فتح سندھ تک کے واقعات دئے گئے ہیں، بقیہ تاریخیں اگرچہ مغلیہ تسلط اور میر معصوم کی تاریخ کے بعد لکھی گئیں، لیکن دراصل وہ ارغون اور ترخانی تسلط کی تاریخیں ہیں۔ خاص مغل دور پر اب تک کوئی ایسی تاریخ ہمیں نہیں ملی تھی جس سے اس زمانے کی سیاسی یا اندرونی روئداد معلوم کی جا سکے۔ اسلئے لامحالہ ہمیں عہد مغلیہ کی ان عام تاریخوں کا دامن تھامنا پڑتا تھا، جن میں سندھ سے متعلق آٹے میں نمک کے برابر حالات لکھے ہوئے ہیں۔ 'مظہر شاہجہانی' پہلی کتاب ہے جو مغلیہ تسلط کی پہلی نصف صدی کے حالات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب کے میسر آجانے سے ایک بہت بڑا الجھاؤ اور ایک بہت بڑا خلا جو تاریخ سندھ کے تسلسل

میں پڑا ہوا تھا، دور ہو گیا۔ سال تالیف کے لحاظ سے یہ کتاب مندرجہ بالا تاریخوں کے سلسلے میں بیگلر نامہ اور ترخان نامہ کے درمیان آتی ہے، کیونکہ اس کی تکمیل ۱۰۳۹ھ اور ۱۰۴۴ھ کے درمیان ہوئی ہے۔



مولف کے حالات

خاندانی پس منظر: اس سے پہلے کہ ہم کتاب پر بحث کریں اور کتاب کی خوبیوں اور خصوصیتوں کو دکھائیں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولف اور اس کے خاندانی حالات سے پڑھنے والوں کو متعارف کرائیں۔

مظہر شاہجہانی کے مولف یوسف میرک کے والد میر ابوالقاسم نمکین (۱) بن ملا میر سبزواری کا آبائی وطن بھٹی (۲) نامی

(۱) راقم الحروف نے علما اور امرا کے اس نامور خاندان کا مفصل ذکر 'تذکرہ امیر خانی' میں کیا ہے، اور اسی تالیف سے یہاں ضروری حالات اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

(۲) تحفۃ الکرام (مطبوعہ) میں بیچک (ب ی ج ک) لکھا ہوا ہے، خطی نسخہ میں بیچک (پ ی ج ک) ہے۔ اور مظہر شاہجہانی (بقیہ حاشیہ ص ۷ پر)

ایک قصبہ تھا، جو سبزوار (اسفزار) کے مضافات میں تھا، اور یہ سبزوار خراسان کے دارالسلطنت ہرات کا وہ مشہور مردم خیز شہر تھا جہاں کی خاک سے منجملہ اور مشاہیر علم و ہنر کے 'روضۃ الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات' کا مولف معین الدین اسفزاری (۱) اٹھا تھا۔ ملا میر کے متعلق ہمیں فقط اتنا معلوم ہے کہ مشہد مقدس کی تولیت کسی زمانے میں ان کے سپرد تھی، اور جب خراسان میں اوزبکوں (۲) کا فتنہ پیدا ہوا اس وقت وہ اپنے قصبہ کو چھوڑ کر قندھار میں

(بقیہ حاشیہ ص ۶۰)

کے دونوں نسخوں میں بحق (ب ج ق) مرقوم ہے (دیباچہ)۔
افغانستان کے قاموس جغرافیائی میں ایک نام بتچک ہے (پ ت ج ک) جس کے متعلق لکھا ہے: - دشتی ایست در جنوب قلعہ نو، در علاقہ بادغیسات مربوط ولایت ہرات، کہ بین ۶۳ درجہ ۲۰ دقیقہ ۲۴ ثانیہ و ۳۴ درجہ ۲۲ دقیقہ ۳۴ ثانیہ عرض البلد شمالی وقوع دارد (ج ۱ - ص ۳۱۳)۔

- (۱) سبزوار کا ایک نام اسفزار بھی تھا، خراسان کا یہ شہر اس وقت افغانستان کے حدود میں ہے اور قندھار سے ہرات جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے، اس کا موجودہ افغانی نام 'شین دند' ہے۔
- (۲) یہ روایت تحفۃ الکرام کی ہے اور اوزبکوں کے فتنے سے شاید میر قانع کی مراد محمد خان شیبانی کا خراسان پر تسلط ہے جو ۱۹۱۳ء میں ہوا۔

آگئے جہاں آن کا انتقال ہو گیا (۱)۔ میر ابوالقاسم - یعنی ملا میر کے فرزند اور مولف کتاب یوسف میرک کے والد - ابتدا میں کابل کے والی میرزا حکیم بن ہمایوں کے پاس ملازم تھے ، بعد میں انہوں نے میرزا حکیم (۲) کے دوسرے ملازموں کی طرح ہندوستان کا رخ کیا، اور جس زمانے میں اکبر بادشاہ لاہور میں

(۱) تحفۃ الکرام مطبوعہ، ج ۳ ص ۱۳۷۔ ملا میر غالباً ۹۱۳ھ میں قندھار آئے ہونگے جبکہ محمد خان شیبانی شاہ حسین بایقرا کی وفات (۹۱۱ھ) کے بعد اس کے شہزادوں کو شکست دے کر (۹۱۳ھ) پورے خراسان کو اپنے قبضے میں کر چکا تھا۔ قندھار پر اس وقت ارغون خاندان حکمران تھا جو بعد میں (۹۲۷ھ) سندھ پر مسلط ہو گیا۔

(۲) میرزا حکیم (تولد ۹۶۱ھ) نے کابل میں بتاریخ ۱۲ شعبان ۹۹۳ (۱۶ جولائی ۱۵۸۵ع) میں وفات پائی اور اہلے دادا بابر کے (بائیں) پہلو میں (باغ بابر کابل) دفن ہوا۔ بابر کے پہلو میں اس کا بیٹا میرزا ہندال دفن ہے اور اس کے برابر میرزا حکیم کی قبر ہے۔ ان تینوں قبروں پر جہانگیر نے ۱۰۱۶ھ میں جبکہ وہ تخت نشینی کے بعد پہلی مرتبہ کابل گیا تھا کتبے لگوائے۔ میرزا حکیم کی مزار کا کتبہ یہ ہے جو راقم الحروف نے اگست ۱۹۵۸ میں دوران سفر کابل میں خود نقل کیا ہے۔

(۱) اللہ اکبر

بفرمودہ ابوالمظفر نور الدین (۲) محمد جہانگیر بادشاہ
غازی ابن حضرت جلال (۳) الدین محمد اکبر غازی ،
لوح مرقد را (۴) محمد حکیم ابن جنت آشیانی ہمایوں
باد (۵) شاہ غازی صورت اتمام برفت ہر جلوس ۲
(۶) جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۱۶ھ۔

مقیم تھا، اس کے دربار میں پیش ہوئے (۱) اور مستقل طور پر امرائے اکبری کے زمرے میں شامل ہو گئے۔

میر ابوالقاسم جن کو بعد میں اکبر نے 'نمکین' (۲) کا لقب دیا تھا، اپنے سرکاری عہدوں کی وجہ سے زیادہ تر سندھ میں رہے۔ یہاں کی آب و ہوا ان کو کچھ اس طرح راس آئی کہ اپنے خاندان کی مستقل بود و باش کے لئے یہیں ڈیرے ڈال دئے۔ بکھر میں مکانات بنوائے اور وہیں اپنے خاندان کے افراد کو آباد کیا۔ ان کے دور حیات تک خاندانی وطن بکھر ہی رہا، لیکن اس کے بعد جبکہ ان کے بڑے فرزند میر ابوالبقا امیر خان ٹھٹے کے نائب الحکومت بن کر آئے تو خاندان کا ایک حصہ بکھر سے منتقل ہو کر ٹھٹے میں سکونت پذیر ہو گیا، جن کی رہائش کے لئے ابوالبقا امیر خان نے قلعہ حاکم نشین کے سامنے، اور جامع مسجد ٹھٹہ کے مشرقی دیوار سے ملحق ایک محلہ آباد کیا جو ان کے نام پر 'محلہ امیر خانی' مشہور ہو گیا۔ خانوادے جو افراد بکھر میں رہ گئے وہ میر ابوالقاسم کی

(۱) اکبر نامہ میں ان کا ذکر ۵۹۸۰ سے شروع ہوتا ہے، لہذا اکبر

کے دربار میں میر سمدوح اس سے کچھ سال قبل آئے ہونگے۔

(۲) جب نمکسر (پنجاب) کا علاقہ ان کی جاگیر میں تھا اس وقت

انہوں نے نمک کا ایک طشت بنا کر بادشاہ کے خدمت میں

بھیجا۔ جو ان کی اپنی نمک حلالی کا ایک رمز رکھتا تھا۔ بادشاہ

نے اس نکتہ سے خوش ہو کر "نمکین" کا لقب دیا۔

(مائٹرالامرا، ج ۳ ص ۳۷)

نسبت سے 'فاسم خانی' کہلائے اور جو ٹھٹھے میں آکر پھولے پھلے وہ ابوالبقا امیر خان (۱) کے نام پر 'سادات امیر خانی' مشہور ہوئے۔ اس خاندان کے بعض مشاہیر نے سہوان (سوستان) میں بھی توطن اختیار کیا، جیسا کہ خود مظہر شاہجہانی کے مولف کی زندگی زیادہ تر سہوان میں کٹی اور ابوالمکارم 'شہود' کی حیات کا اختتام بھی وہیں ہوا۔

اس خاندان نے تقریباً ڈھائی صدی تک مسلسل عروج اور اقبال مندی کے دن دیکھے۔ اکبر سے لے کر سندھ کے کلھوڑا فرمانرواؤں (بارہویں صدی کے اواخر) تک اس کے اکثر و بیشتر افراد، بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر ممتاز رہے، اور امیرانہ ٹھائے اور وجاہت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ ان لوگوں نے نہ صرف امیری کی بلکہ ادب، تاریخ، شعر و سخن اور تصوف کے میدانوں میں بھی شہسواروں کے جوہر دکھائے اور سندھ کے ادبیات اور تمدن و تہذیب میں نمایاں اور زندہ جاوید آثار اور نشان چھوڑے۔ چنانچہ: منشآت نمکین، مظہر شاہجہانی، رقائم کرائم، معلومات الافاق، رشحات الفنون، مثنوی پری خانہ، سلیمان، مثنوی بدیع الجمال و سیف الملوک اور علاوہ ازین کئی ایک فارسی دیوان اس خاندان سے سندھ کو علمی ورثے میں ملے۔ تمدنی آثار کے طور پر بھی اس خاندان نے سندھ میں کئی مسجدیں، نرہنگاہیں، عمارتیں، عیدگاہیں اور قلعے بنوائے نیز

(۱) شاہجہان کی طرف سے پہلے میر خان اور اس کے بعد امیر خان

متعدد نئے شہر بھی بسائے، ان کے ان کارناموں میں سے کئی ایک کے آثار آج بھی موجود ہیں، مثلاً روہڑی میں لبِ دریا صفہٴ صفا، جیسی عظیم المثال عمارت جس کی بالائی منزل پر خاندان کا قبرستان واقع ہے، فن تعمیر کے لحاظ سے اپنی نوعیت کی خاص چیز ہے۔ اسی طرح جامع مسجد ٹھٹھہ جس کو 'جامع شاہجہانی' کہا جاتا ہے، کاشی کاری کی وجہ سے یگانہ روزگار شمار کی جاتی ہے اور دیکھنے والوں کی طبیعتوں کو ایک ہی نظر میں شگفتہ کر دیتی ہے، اسی خاندان کے حسن ذوق کا مظہر ہے۔ میر ابوالقاسم نمکین، میر ابوالبقا امیر خان اور یوسف میرک کے علاوہ بھی اس خانوادے میں کئی مشاہیر ایسے گذرے ہیں جنہوں نے ملکداری کے ساتھ ساتھ اپنی زندگیاں علوم کی خدمت اور نشر و اشاعت میں گزار دیں، مثلاً: میر عبدالرزاق، ضیا الدین یوسف، عبدالکریم امیر خان، اشرف خان، ابوالکارم شہود، امین الدین خان، متین الدین خان، میر گدا، رضی الدین فدائی، میر ابو تراب کامل، میر محمد عطا، میر حفیظ الدین، میر معین الدین وغیرہ۔ ایک ہی خاندان سے مسلسل اتنے مشاہیر کا ہونا، بجائے خود ایک نادر مثال ہے۔ اس مقدمہ کے اختتام پر ہم ایک نصب نامہ ملحق کر رہے ہیں جس سے ان تمام مشاہیر کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

مؤلف: مؤلف کے حالات کے سلسلے میں سوائے ان کی اس تالیف کے اور کوئی ماخذ، ہمارے پاس موجود نہیں جس سے کہ ان کی سوانح حیات پر روشنی پڑ سکے، بلکہ

ان کے نام اور کام سے ہم اسی ایک کتاب کے ذریعے پہلی بار آشنا ہوئے ہیں۔ مظہر شاہجہانی میں مؤلف نے جا بجا ضمناً جتنا کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، اس سے ان کی ابتدائی زندگی، تعلیم و تربیت یا تالیف اور تصنیف کے سلسلے میں ہمیں کوئی اشارہ نہیں ملتا، ۱۶۰۱۶ء سے لے کر ۱۶۰۴ء تک کے واقعات میں جو کچھ جزوی طور پر انہوں نے اپنے متعلق لکھا ہے، اس سے ذیل کے حالات سرتب ہوتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یوسف میرک کی ابتدائی زندگی زیادہ تر اپنے والد ہی کی خدمت میں گذری، اور غالباً میر نمکین جہاں جہاں دوران ملازمت میں گئے، یہ ان کے ساتھ رہے۔ ۱۶۰۱۶ء میں جب میر ابوالقاسم نمکین باجور میں قلعہ دار تھے (ص ۱۴۳) تو یہ بھی وہیں موجود تھے، اور جب اسی (۱) سال سردار خان کے تبادلے کے بعد دوبارہ (ص ۱۱۲) میر نمکین کو سوستان کی جاگیر ملی تو انہوں نے یوسف میرک کو سپاہیوں کی جمعیت دے کر اپنی روانگی سے پیشتر بھیج دیا، اور جب تک وہ خود نہ پہنچے یہ جاگیر کا انتظام کرتے رہے۔ باجور سے پہلے میر نمکین بکھر، گجرات، سوستان، اور جلال آباد وغیرہ میں تعینات تھے، اور قیاس یہی کہتا ہے کہ یوسف میرک بھی ان تمام مقامات میں اپنے والد کے

(۱) میر نمکین ماہ صفر ۱۶۰۱۶ء میں باجور کے تھانہ دار مقرر ہوئے، اور آٹھ ماہ کے بعد رمضان ۱۶۰۱۶ء میں ان کو سوستان کی جاگیر ملی۔

ساتھ ہی رہے ہونگے۔

میر نمکین اواخر رجب ۱۰۱۷ھ میں، شاہی حکم کے مطابق میرزا غازی ابن میرزا جانی ترخان کے ساتھ کمک کے طور پر قندھار (۱) گئے، سوستان میں اپنے بڑے بیٹے میر ابوالبقا امیرخان کو انتظامات کے لئے چھوڑ گئے (ص-۱۱۵)۔ میر نمکین تقریباً ایک سال کے بعد جب وہاں سے ۱۰۱۸ھ میں واپس آ رہے تھے تو راستے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جہانگیر نے ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی، سوستان کا صوبہ مشترکہ طور پر میر ابوالبقا امیرخان اور شمشیر بیگ اوزبک کے حوالے کر دیا۔ لیکن میر ابوالبقا کو غیر کی یہ شرکت پسند نہ آئی، اور وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر دربار کی طرف چلے گئے (ص-۱۲۱)۔ یوسف میرک یہ پوری مدت اپنے بڑے بھائی کے پاس سوستان میں رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حکومت مغلیہ کی طرف سے منصب ملا ہوا تھا، جب میر ابوالبقا سوستان سے رخصت ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہونے کے لئے ہندوستان چلے گئے تو یہ اس منصب کو ترک کر کے 'جزوی مدد معاش' پر قناعت کر کے سوستان میں گوشہ نشین ہو گئے (ص-۱۲۲)۔ واقعات کے تسلسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوسف میرک ۱۰۱۶ھ سے لے کر ۱۰۳۸ھ تک سوستان ہی میں مقیم رہے، لیکن باوجود گوشہ نشینی کے، ملکی معاملات سے ان کی دلچسپی برابر قائم رہی۔ سندھ کے

(۱) میرزا غازی رجب ۱۰۱۷ھ میں نائب الحکومت بن کر قندھار

گئے اور انتقال (۱۰۲۱ھ) تک وہیں رہے۔

معاملات اور حالات کے سلسلے میں ان کا مطالعہ اتنا گہرا اور صحیح تھا کہ بعض صوبہ دار ان سے مشورہ لینا ضروری سمجھتے تھے، چنانچہ شمشیر خان کے عمل کا انحصار تو زیادہ تر یوسف میرک ہی کے مشوروں پر تھا، جب تک کسی معاملے میں ان کی رائے معلوم نہ کر لیتا تھا اس وقت تک کسی کام میں ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ (ص ۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۹) جن جن معاملات میں شمشیر خان نے ان کی رائے اور مشورے پر عمل کیا آسے سو فیصدی کامیابی ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 'مظہر شاہجہانی' کا مؤلف کس قدر دانشمند، پختہ کار صائب اور صحیح رائے کا مالک تھا۔ اور سندھ کے سلسلے میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ کس قدر مستند تھا۔

مؤلف کے آخری دور حیات کے متعلق اس کتاب سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمد بیگ خان کے دور میں سوستان سے نکل کر بکھر ہوتے ہوئے ملتان میں اپنے بڑے بھائی میر ابوالبقا امیر خان کے پاس پہنچے، اور وہاں سے انہی کے ساتھ (۱۰۳۹ھ) میں ٹھٹھے آگئے جہاں ۱۹ محرم ۱۰۴۴ کو انہوں نے اپنی اس تالیف 'مظہر شاہجہانی' کی تکمیل کی۔

یوسف میرک نے کتنی عمر پائی، کب ان کا انتقال ہوا، ۱۰۴۴ھ کے بعد سے اپنی وفات تک وہ کہاں رہے اور کیا کرتے رہے؟ اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں، نیز ان کے مدفن کے سلسلے میں بھی کوئی علم نہیں۔ اس خانوادے کے

دو قبرستان موجود ہیں۔ ایک بکھر میں۔ صفحہ صفا (۱)۔
 اور دوسرا مکلی کی پہاڑی پر، جو 'گورستان امیر خانی' کے
 نام سے مشہور ہے۔ ان دونوں گورستانوں میں ان کی قبر ہمیں
 نہیں ملی۔ بعض قبریں منہدم ہو چکی ہیں اور بہت سی قبروں
 کے کتبے ضایع ہو گئے ہیں، ممکن ہے کہ ان منہدم شدہ قبروں
 میں سے کوئی قبر یوسف میرک کی ہو، یا پھر ہو سکتا ہے کہ
 چونکہ ان کا قیام زیادہ تر سوستان میں رہا، اور انہوں نے
 اس کو اپنا 'وطن اختیاری' (۱۶۰-۷) بنا لیا تھا، اس لئے وہیں
 انتقال کیا ہو، اور اسی خاک نے ان کو اپنے آغوش میں جگہ
 دی ہو۔ کیونکہ یہی وہ خاک پاک تھی جس کی ترقی اور
 خوشحالی اور اس کو ظالموں کے پنجہ' مٹم و استبداد سے
 چھڑانے، بچانے اور نجات دلانے کے لئے انہوں نے بڑی
 جدوجہد کی تھی، جس کا ذکر آئندہ سطور میں آ رہا ہے۔

'مظہر شاہجہانی' کے ذریعے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے
 کہ مولف عقائد کے لحاظ سے کثیر سنٹی تھے، میرزا یوسف
 (برادر احمد بیگ) کے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک
 جگہ بڑی تلخی سے طنزاً ایک فقرہ ان قلم سے نکل گیا ہے جو
 ان کے عقیدے پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ لکھتے

(۱) اس گورستان میں یوسف میرک کے والد اور بڑے بھائی میر
 ابوالبقا امیرخان، خاندان کے دیگر متعدد افراد کے ساتھ مدفون ہیں۔

ہیں کہ :

ظاہراً در مذہبِ اہلِ تشیع آزار۔

مردمِ اہلِ تسمین عبادتِ خوب است (۱)

یوسف میرک کے علم و فضل، فارسی اور عربی دانی، وسعت مطالعہ، شاعری اور نثر نگاری کے لئے ان کی یہ کتاب 'مظہر شاہجہانی' ہمارے پاس بہت بڑی دلیل ہے۔ کتاب کی عبارت اور انداز بیان ہمیں بتاتا ہے کہ اس کا لکھنے والا زبان اور انشا پر قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ سلیس زبان میں شگفتہ نثر لکھنا معمولی سوجھ بوجھ کا کام نہیں، اس کے لئے بڑے کمال کی ضرورت ہے۔ مولف سادہ زبان میں اپنا مافی الضمیر اس ادای خاص سے بیان کرتا ہے کہ اس کا اثر دماغ سے ہوتا ہوا دل کی انتہائی گہرائوں تک پہنچ جاتا ہے۔ کتاب کی قسم اول کے مطالعے سے — جس کو سر دست ہم نہیں چھاپ رہے ہیں — صاف عیاں ہے کہ مولف کا مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا، دماغ روشن اور اس کا ذہن رسا تھا، وہ فہم و فراست کا مالک تھا، حکمرانی اور ملک داری کے معاملات اور راعی کے فرائض اور رعایا کے حقوق سے پورے طور پر باخبر تھا۔

(۱) یہ خاندان شروع سے آخر تک مختلف عقائد پر کاربند رہا ہے، اس میں بعض لوگ شیعہ تھے اور بعض سنی۔ اس سلسلے میں "تذکرہ امیر خانی" میں ہم نے پوری روشنی ڈالی ہے۔

مظہر شاہجہانی

ترتیب و مضامین: یہ کتاب جس کے حصہ دوم کو ہم آئندہ صفحات میں پیش کر رہے ہیں، دو حصوں پر مشتمل ہے، یعنی مؤلف کے الفاظ میں: قسم اول و قسم ثانی۔ قسم اول میں رموز جہانبانی، امور حکمرانی اور سیاست ملکی و انتظامی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ حصہ اسی انداز کا ہے جیسا کہ نظام الملک کا سیاست نامہ یا اس قسم کی اور دوسری کتابیں۔

قسم اول چار ابواب پر منقسم ہے، اور باب دوم کے سوا باقی ابواب متعدد فصول پر مشتمل ہیں، جن کے عنوانوں کی فہرست یہ ہے:

قسم اول: (از ورق ۱ تا ۲۲۸) (۱)

در آنچه بادشاہان را مجملاً در کارست و

این مشتمل بر چہار باب است۔

(۱) اوراق کا یہ شمار اس مخطوطے کا ہے جو مصنف کی ملک تھا اور

جس پر ہم نے متن کی بنیاد رکھی ہے۔

- باب اول : در ترغیب و ترہیبی کہ متعلق اند بسلطنت ، و این باب منجر بدو فصل است .
- فصل اول : در ترغیب بامارت و سلطنت (ورق ۴)
- فصل دوم : در ترہیبی کہ متعلق بسلطنت است (و- ۸)
- باب دوم : در آنچه بادشاہان مردم را بدقت نظر فهمیدہ بکنند (و- ۱۴) .
- باب سوم : در رعایت ملک و تربیت خدم و حشم و این باب منجر بچہار فصل شد (و- ۱۶) -
- فصل اول : در رعایت ملک (و- ۱۶)
- فصل دوم : در تربیت خدم و حشم و آداب ایشان (و- ۲۹)
- فصل سوم : در تربیت صاحب صوبہ (و- ۸۸)
- فصل چہارم : در تربیت خدم و حشم و عا (و- ۹۳)
- باب چہارم : در خصلتهاست کہ بادشاہان و اولوالامر را حق جل و علا عنایت کردہ ، و این باب منجر بہ بیست فصل است (و- ۱۰۵)
- فصل اول : در توکل (و- ۱۰۵)
- فصل دوم : در علو ہمت (و- ۱۰۷)
- فصل سوم : در عزم (و- ۱۰۹)
- فصل چہارم : در جدوجہد (و- ۱۱۱)
- فصل پنجم : در ثبات (و- ۱۱۴)
- فصل ششم : در عدالت (و- ۱۱۶)
- فصل ہفتم : در خیرات و سبرات (و- ۱۳۵)

- فصل ہشتم : در شفقت و مرحمت (و- ۱۴۰)
- فصل نہم : در سخاوت و احسان (و- ۱۴۴)
- فصل دہم : در انجام حاجات (و- ۱۵۸)
- فصل یازہم : در مشاورت (و- ۱۶۰)
- فصل دوازدہم : در حزم (و- ۱۶۵)
- فصل سیزدہم : در غیرت (و- ۱۶۸)
- فصل چہار دہم : در سیامت (و- ۱۷۴)
- فصل پانزدہم : در تیقظ و خبرت (و- ۱۸۰)
- فصل شانزدہم : در فراست (و- ۱۹۱)
- فصل ہفدہم : در کتمان اسرار (و- ۱۹۲)
- فصل ہژدہم : در اغتنام فرصت و طلب نیک نامی
(و- ۱۹۳)
- فصل نوزدہم : در صحبت اختیار (و- ۱۹۹)
- فصل بستم : در دفع اشرار (و- ۲۰۵-۲۲۸)

ورق ۱/۲۲۸ کی آخری دو سطروں سے ، قسم دوم کی ابتدا ہوتی ہے جس کا اختتام ورق ۴۰۱ پر ہوتا ہے۔ یہ حصہ مخصوص ہے فقط سندھ کی تاریخ پر، جس میں مؤلف نے زیادہ تر اپنے ہی دور کے سیاسی، انتظامی، اقتصادی، معاشرتی، جغرافیائی اور قبائلی حالات و واقعات جو معاصرانہ بلکہ چشم دید تھے بڑی تفصیل سے چار ابواب میں لکھے ہیں۔ پہلا باب بکھر کے حالات میں، دوسرا سیوی کے بارے میں، تیسرا ٹھٹھ کے سلسلے میں اور چوتھا باب صوبہ 'سوستان (سیون) کے تفصیلی واقعات میں،

جو پانچ فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے تین ابواب اگرچہ مختصر ہیں لیکن ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بیحد قیمتی اور اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ مؤلف نے سوستان کے حالات نہایت شرح اور تفصیل سے دئے ہیں، اور وہ اس لئے کہ دراصل اس کتاب کے تالیف کا سبب ہی سوستان کے واقعات ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ سطور میں بیان کریں گے۔

سر دست ہم کتاب کی اسی قسم ثانی کو تاریخ سندھ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شایع کر رہے ہیں، اگرچہ قسم اول بھی علمی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتی ہے، لیکن فی الحال اسے کسی دوسرے موقعے کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ البتہ مؤلف نے قسم اول میں چند موقعوں پر دلیل کے طور پر اپنے مقصد کی وضاحت کے لئے سندھ کے جن واقعات کو مثلاً پیش کیا ہے، ان عبارتوں کو ہم نے کتاب کے حاشیہ اور اس مقدمہ میں خاص عنوان کے تحت لے لیا ہے۔

اسباب تالیف: ہم بتا چکے ہیں کہ مؤلف اگرچہ منصب ترک کر کے تھوڑی سی مدد معاش پر سوستان میں گوشہ نشین ہو گیا تھا، لیکن با این ہمہ ملکی سیاست اور معاملات سے اس کی دلچسپی بدستور قائم رہی، اور یہی دلچسپی آگے چل کر اس کتاب کی تالیف کا سبب بنی، جس کی داستان یہ ہے:

شاہجہان جیسے ہی تخت نشین (۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ) ہوا اس نے اعتماد الدولہ میر غیاث کے ہوتے، میرزا احمد بیگ خان

کو سوستان کا جاگیردار بنا کر بھیج دیا (۱)۔ یہ شخص بیحد سست نا اہل اور نکٹما آدمی تھا۔ اس نے مردوں کی مجلس اور حکومت کے کاروبار پر عورتوں کی صحبت اور زناخانے کی فحشست کو ترجیح دی اور حکومت کی باگ ڈور اپنے ایک ظالم اور سفاک بھائی میرزا یوسف کے حوالے کر دی، جو اپنی فطرت کے لحاظ سے از حد پست، ذلیل، بی رحم اور بیہودہ آدمی تھا۔ یوسف میرک نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ: وہ اتنا سفاک تھا کہ حجاج بن یوسف جیسا ظالم اظلم بھی اس کے سامنے ایک ادنیٰ شاگرد کی حیثیت رکھتا تھا (ص ۱۵۴)۔ اس نے اپنے جو رو و جفا، ستم اور استبداد سے پورے صوبے کو تہ و بالا کر دیا۔ لوگ تڑپ اٹھے، ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی لیکن با این ہمہ کس کی مجال تھی کہ آہ بھی بھر سکے اور آف بھی کر سکے۔ یوسف میرک نے اپنے ہم نام کے مظالم کی جو روئداد قلمبند کی ہے، اس سے جو تصویر مرتب ہوتی ہے وہ کچھ اس طرح کی ہے:

مظالم کی تصویر: ۱۔ میرزا یوسف ہر روز، بے گناہ لوگوں کو شہر سے بلوا کر اپنے سامنے کوڑے لگواتا تھا، پٹھے پٹھے نہ فقط مظلوموں کی کھال کے چیتھڑے اڑجاتے تھے، بلکہ اس زد و کوب میں اکثر مظلوم مر بھی جاتے تھے۔ اسی طرح دو تین سو بی گناہوں کا پٹنا اس کے ہاں روزانہ کا معمول تھا، اس نے ایک ابریشم فروش کو مستقلاً وہاں حاضر رہنے کا

حکم دے رکھا تھا تاکہ جب پٹواتے پٹواتے دروں کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ فوراً درست کر کے دے اور پٹائی میں وقفہ پڑنے نہ پائے، یہ سب کچھ محض تفنن طبع کے طور پر اور تفریحاً ہوتا تھا، گناہ و بیگناہ کا کوئی سوال نہیں تھا۔ (ص ۶۱۰)

۲۔ احمد بیگ اتفاقاً جب کبھی رات کو زنائخانے سے نکل کر مردانے میں آ بیٹھتا تو اس کے سامنے بھی میرزا یوسف کا یہی عمل جاری رہتا تھا، احمد بیگ کو یہ توفیق نہیں تھی کہ بھائی سے، انسانیت کو اس حد تک ذلیل اور خوار کرنے کے اسباب، وجوہ یا جواز ہوچھ لے۔

۳۔ زدو کوب کرتے وقت جتنے مظلوم مرجاتے تھے اس کی باز پرس کرنے والا کوئی نہیں تھا، اعزہ و اقارب گھروں میں گھسٹ کر رہ جاتے تھے۔ ظلم کی گھٹا اتنی گھنگھور چھائی ہوئی تھی کہ داد گستری کے لئے کہاں پکارتے اور کس کی زنجیر جا کر ہلاتے؟ مغللوں کے بھیجے ہوئے اس جاگیردار کو زنائخانے سے کب فرصت تھی کہ باہر کی روئداد کو آکر دیکھ لیتا۔ اس کی بلا سے کوئی مرے یا جئے۔ نہ ملک اپنا نہ آدمی اپنے، احساس ہوتا تو کیونکر، داد گستری ہوتی تو کیوں اور کس لئے؟

۴۔ صوبے میں، جس کسی کے متعلق میرزا یوسف کو معلوم ہوتا کہ مالدار آدمی ہے، اس پر جھوٹے الزام تراش کر اپنے پاس بلوا لیتا، معمولی باز پرس کے بعد پہلے

تو کوڑوں سے بے تحاشا پٹواتا اور اس کے بعد اس کا پورا مال و اسباب ضبط کر لیتا تھا۔ یہ سلوک نہ فقط مردوں کے ساتھ تھا، بلکہ مالدار خواتین کے ساتھ بھی یہی کارروائی کی جاتی تھی اور اس میں مرزا یوسف مطلقاً شرم و حیا محسوس نہیں کرتا تھا۔

۵۔ مال و زر کی عوس میں دوسروں کی ہر چیز کو اپنے لئے سمیٹنے کی، اس کو اس حد تک بیماری تھی کہ، لوگوں کے ہالتو جانور بھی اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ سندھ کے اونٹ بہت قیمتی ہوتے تھے، لوگ بڑے شوق سے سواری اور بار برداری کے لئے ہالتے تھے، خوبصورتی اور کار آمدگی میں ان کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میرزا یوسف نے ان جانوروں کو بھی ان کے مالکوں کے پاس رہنے نہیں دیا، چنانچہ پورے علاقے میں جس کے ہاں اچھے اور قیمتی اونٹ نظر آئے، اس نے ضبط کر کے اپنے شترخانے میں داخل کر لئے۔ (۱۵۶-۵)

۶۔ روپے بٹورنے کے لئے اس نے طرح طرح کے طریقے ایجاد کر رکھے تھے، مثلاً خشکی کے راستوں اور دریائی گذرگاہوں پر اس نے پہرے بٹھا رکھے تھے، ہر آنے جانے والے سے بلا سبب جرمانے اور مختلف قسم کے محصول وصول کرتا تھا، اس حد تک کہ خالی ہاتھ راہ رو بھی اس راہ زنی سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک جانے کے لئے بھی راہ داری لینا ضروری قرار دیا گیا جس کے لئے روپیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اگر کوئی شخص

کسی عزیز کے وفات کی اطلاع دینے دوسرے گاؤں تک جاتا، تو بغیر فیس داخل کئے اور راہداری لئے ایک قدم اپنے گاؤں سے باہر نہیں نکال سکتا تھا۔ اس عمل کی وجہ سے مغلیہ حکمرانوں کے ذاتی خزانے تو بھرپور ہوتے کئے، لیکن ملکی کاروبار تجارت اور انفرادی آمد و رفت مفلوج ہو گئی، تجارت بند ہو گئی، مال کی لین دین رک گئی اور عام لوگ اپنے اپنے قصبوں اور شہروں میں محصور ہو کر رہ گئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلا ہوگا کہ غریب مزدور بھی روزگار کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر تک نہیں جاسکتے ہونگے۔

۷۔ دریا میں جو خالی کشتیاں چلتی تھیں ان سے بھی محصول وصول کیا جاتا تھا۔ دوسرے علاقے کی کوئی خالی کشتی اگر بھول چوک سے سوستان کے حدود میں نکل آتی تو وہ بھی اس ناجائز اور جبری محصول کی گرفت سے نہیں بچ سکتی تھی، وصولی کے اس طریقے کے سبب سے خشکی کے راستوں کے ساتھ دریائی آمد و رفت بھی بند ہو گئی، اور پورا ملک ان پابندیوں کی وجہ سے گھٹ کر رہ گیا۔ شہری آزادی اور انفرادی جدوجہد بالکل ختم ہو گئی۔

۸۔ سوداگروں کی کشتیوں پر تو طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہوا کرتی تھیں، کئی کئی دن تک بلا وجہ ان کو روکے رکھا جاتا تھا اور سوداگروں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنا قیمتی مال کوڑیوں کے دام سوستان میں بیچ ڈالیں۔ یہ اس لئے نہیں تھا کہ اس سے سوستان کے شہریوں کو کوئی

فائدہ پہنچے، بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ بیوہاری تنگ آجائیں اور میرزا یوسف کو بڑی بڑی رشوتیں دے کر رہائی حاصل کریں۔ پنانچہ ہوتا یہی تھا کہ وہ رشوتیں پیش کر کے اس بلائے ناگہانی سے نجات پایا کرتے تھے۔

۹۔ رشوت دینے کے بعد بھی غریب بیوہاریوں کی گلو خلاصی نہیں ہوتی تھی جب تک کہ ان کے مال و اسباب سے میرزا یوسف اپنی پسند کی چیزیں بطور تحفہ حاصل نہ کر لیتا تھا۔

۱۰۔ جب سوداگروں پر میرزا یوسف کے تمام وار ختم ہو جاتے تب کشتی بانوں اور کشتی کے عام مسافروں کی باری آتی تھی۔ طرح طرح کے بہانے بنا کر ان کی جیبوں پر ہاتھ صاف کیا جاتا تھا، اور ساتھ ہی ان میں سے اکثر، میرزا یوسف کی 'دُرے بازی' سے بھی اذیت اندوز ہوتے رہتے تھے۔

۱۱۔ میرزا یوسف نے پورے ملک کے ڈکیت، چور، اور راہزنوں کو اپنے سایہٴ عاطفت میں لے رکھا تھا، ان کے ذریعے وہ ملک میں ڈاکے ڈلاتا، چوریاں، لوٹ مار اور راہزنی کراتا تھا، لوٹ کا سارا مال اس کے خزانے میں داخل ہوتا تھا۔ اس ذلیل حرکت کے جو لازمی نتائج نکلے وہ نہایت ہی اندوہناک تھے، ایک طرف تو عام پیشہ ور چور اور راہزن ہی بیباک نہیں ہو گئے، بلکہ سرکاری سرپرستی حاصل ہو جانے کی وجہ سے چوری کرنا اور ڈاکے ڈالنا قابل فخر پیشہ بن گیا۔ دوسری طرف ملک بھر میں بڑے اطمینانی اور خوف و ہراس کی حالت پھیل گئی، امن و امان رخصت ہو گیا، اور کوئی آدمی اپنے مال و اسباب

کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا ۔

۱۲۔ میرزا نے انہیں طریقوں پر اکتفا نہیں کی بلکہ عوام کو لوٹنے کا ایک اور طریقہ بھی رائج کیا ۔ بنگال سے نامی قمار باز بلا کر شہر کے چوراہوں پر بٹھادے جو راہگیروں کی جیبیں ہی خالی نہ کرا لیتے تھے بلکہ ان بیچاروں کے تن بدن کے کپڑے تک اتروا لیتے تھے ۔

چوری اور جوئے کی آمدنی ہر روز شام کو 'خزانے میں' اسی طرح حلال کا مال سمجھ کر داخل کی جاتی تھی ، جیسے ملک کی مالگذاری اور دوسری جائز آمدنی داخل ہوا کرتی ہے ۔

۱۳۔ شہر کے شریف ، زاہد اور عابد لوگوں کو ذلیل و خوار کرنے میں اس شخص کو بڑا لطف آتا تھا ، اور یہ لطف غالباً اس لئے بھی آتا ہوگا کہ یہ سب لوگ ایک مفتوح ملک کے مکین تھے ، جن کا نہ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حمایتی ۔ بہر حال میرزا یوسف ہزار قسم کے حیلے بہانے تراش کر سوستان کے شرفا کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا ۔ مثلاً : ایک مرتبہ اس نے نئے قلعے کی طرح ڈال کر حکم دیا کہ : شہر کے تمام لوگ اپنے سر پر اینٹیں اٹھا کر لائیں ، خود ہی گارا بنائیں اور اس گارے کو قلعے تک پہنچائیں اور پھر خود ہی چنائی کریں ۔ بعض بیمار معذور یا بوڑھے اپنے ساتھ مزدور لے کر آئے تاکہ ، اپنے بجائے ، ان سے کام کرا دیں ، لیکن میرزا صاحب کو یہ منظور نہیں تھا ، چنانچہ انہیں معذوروں سے سب طرح کا کام لیا گیا ۔ آخر کیوں نہ لیتا ، اس کا مقصد تو یہی تھا کہ مظلوموں کو

مظلوم تر بنانے کے ساتھ ساتھ ذلیل اور خوار بھی کیا جائے۔

۱۴۔ ایک مرتبہ شہر کے ایک معزز آدمی قاضی عبدالواحد پر ایک جھوٹا الزام لگا کر ان سے سو روپیہ جرمانے کی دستاویز لکھوالی اور پھر وہ دستاویز دانستہ محض تفریح کے طور پر شہر کے ایک کھینے آدمی، ابراہیم بلوچ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ چند دن کے بعد قاضی عبدالواحد مرحوم مغفور کو بلا کر جو حالت کی گئی اس کی روئداد میرک یوسف ہی کے الفاظ میں قارئین کے گوش گزار کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ :

’یک کرہ دار‘ ابراہیم بلوچ را کرہ میزد و میگفت :

هان صد روپیہ بدہ !

و ابراہیم بلوچ قاضی عبدالواحد را کرہ میزد و میگفت :

هان صد روپیہ بدہ ! (۱)

یہ تماشا کافی دیر تک میرزا یوسف دیکھتا رہا، اور مفتوح انسانوں کی ذلت اور رسوائی، اور اپنی قوت اور بالادستی پر خوش ہوتا رہا۔ میرک نے لکھا ہے کہ : یہ دن شہر کے لوگوں کے لئے قیامت کا دن تھا، شرقاً رو رہے تھے اور رذیل ہنس رہے تھے۔

۱۵۔ میرزا یوسف نے چغل خوروں کا بھی ایک بہت بڑا گروہ ہال رکھا تھا، جن کو اس نے ’حقیقت دان‘ کا خطاب دے کر ملک کے گوشے گوشے میں خاص ہدایات کے ساتھ

تعیّنات کر دیا تھا۔ ان لوگوں کا محض یہ کام تھا کہ، ملک بھر کے شرفا اور کھاتے بیتے لوگوں کی چغلیاں کھائیں اور میرزا ان کو بلوا کر ذلیل و خوار کرے۔ اس گروہ نے اپنی کارگزار یوں کی وجہ سے پورے علاقے میں تہلکہ مچا دیا۔

۱۶۔ کھیتوں میں جب فصل تیار ہوتی تھی تو میرزا یوسف اپنے خاص آدمی، مالیہ مقرر کرنے کے لئے بھیج دیتا تھا اور وہ جا کر اتنی جمع بندی لگا آتے کہ فصل کاٹنے پر کاشتکار پوری کاشت سرکاری خزانے میں داخل کرنے کے بعد بھی، عائد کردہ جمع بندی (لگان) سے رہائی نہیں پا سکتا تھا۔ چنانچہ بقایا کی وصولی ان کا مال و اسباب بلکہ مویشی تک ضبط کر کے، کی جاتی تھی۔ غریب کاشتکار سال بھر خون پسینہ ایک کرنے کے بعد بھی کنگال اور بھوکے ننگے ہی رہتے، مغل سلطنت کے نمائندوں کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

۱۷۔ ایک مرتبہ پوری کاشت آفت سماوی کی وجہ سے تباہ ہو گئی، لیکن میرزا یوسف نے پھر بھی اپنی مرضی کے مطابق جمع بندی کرائی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غریب اور بے بس مجبور اور مظلوم کاشتکار اندھیری رات میں گھروں، کھیتوں اور اپنے قصبوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ میرزا کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے پیچھے سچاھی دوڑائے، جنہوں نے جا کر پورا مال و اسباب ان سے چھین لیا۔

۱۸۔ جہانگیر نے اپنے عہد میں 'گاؤ شماری' اور مویشیوں پر 'داغ دہی' کا رواج بند کر دیا تھا، لیکن باوجود

شاہی تسمیخ کے احمد بیگ کے دور میں اس کے بھائی نے حکم دے دیا کہ از سر نو سوستان کے دسوں ہرگنوں میں مویشیوں کا شمار کیا جائے اور جبراً داغ لگائے جائیں۔ لوگوں نے اس جبری قاعدے کو بھی بہت محسوس کیا۔ لیکن کیا کر سکتے تھے؟ مویشیوں پر گذر بسر کرنے والے لوگوں کے لئے اس قسم کا ٹیکس بہت بڑا عذاب تھا۔

۱۹۔ پورے صوبے میں جتنے عثمانی تھے ان سب کو بلا کسی قصور کے اس نے قیدخانے میں ڈال دیا تھا، اسی طرح ملک کے ارباب شرفا اور معزز بھی جیل کی کال کوٹھیریوں میں پہنچا دئے گئے۔ یہ حالات دیکھ کر بھاؤالدین پھنوار جیسے معززین اپنے آبائی قصبہ کو چھوڑ کر، سندھ کے دوسرے علاقوں میں پناہ گزین ہو گئے۔ میرزا یوسف نے بھاؤالدین کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر ان کے دو مخالفوں کو شہ دی، جنہوں نے ارباب کے قصبہ اکبر آباد پر حملہ کیا۔ ارباب بھاؤالدین کو یہ سازش معلوم ہو گئی اس نے وقت پر پہنچ کر اپنے قصبے اور مال و اسباب کی مدافعت کی اور مقابلے میں سب کو کاٹ کر رکھ دیا۔ میرزا یوسف ارباب بھاؤالدین کے اس عمل سے اتنا برا فروختہ ہوا کہ اس پورے علاقے کے ارباب، مقدم، پٹواری، قانون گو اور گماشتوں کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔

۲۰۔ میرزا یوسف اسی طرح ملک کے شرفا اور دوسرے باشندوں کو ایک دوسرے کے خلاف شہ دیکر لڑایا کرتا تھا، اور اس طریقے سے ایک طرف ملک کے با اثر لوگوں کو کمزور

کیا کرتا تھا، اور دوسری طرف ملک کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے اقتدار کے استحکام کی راہیں نکالا کرتا تھا۔

۲۱۔ جتنی زمینیں علاقے کے اندر بارانی یا معافی کی تھیں، اور مدتوں سے مالٹے یا دوسرے سرکاری واجبات سے مستثنیٰ چلی آ رہی تھیں ان سب پر از سر نو لگان عائد کر دیا۔ یہ مختصر سی صورت حال تھی میرزا یوسف کی کارگذاریوں کی، جس کو ہم نے مظہر شاہجہانی سے مرتب کر کے پیش کیا ہے۔

نورجہان بیگم کے برادر زادے اور اعتماد الدولہ (۱) میرغبات کے ہوتے یعنی مغل شاہی حاکم، میرزا احمد بیگ خان کی جب دلچسپیاں زنانے کے اندر بڑھتی گئیں اور اس کے بھائی یوسف صاحب کی کارگذاریوں حرم سرا کے باہر حد سے گذر چکیں، تو سوستان کا پورا علاقہ تباہ و برباد ہو گیا۔ قصبے ویران، آبادیاں اجاڑ اور زمینیں بنجر بن گئیں۔ لوگ حیران اور در ماندہ ہو کر سندھ کے دوسرے علاقوں اور قصبوں میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ مظہر شاہجہانی کا مؤلف ان دردناک

(۱) نسب نامہ پدری و مادری نورجہان و احمد بیگ خان مقدمہ کے

ساتھ ملحق ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مغل سلطنت کے بادشاہوں، شہزادوں اور امرا کا اس خاندان سے کیا رشتہ تھا، اور ان رشتہ داریوں کی وجہ سے اس گھرانے نے کس طرح پورے ہندوستان کو اپنے احاطے میں گھیر لیا تھا، اور کس طور پر سرطان کی طرح یہاں کے سیاسی ڈھانچے میں اس کا پھیلاؤ تھا۔

حالات اور افسوسناک واقعات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

جو خواہد کہ ویران کند عالم
نہد ملک در پنجهٔ ظالمے

یہ سب کچھ ہوتا رہا، لیکن کسی کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا، خوف و ہراس اور دہشت کا یہ عالم تھا کہ مرکزی حکومت کے دیوان خاص تک داد رسی کے لئے پہنچنا تو درکنار، ان مظلوموں اور ستم رسیدوں کو خود محسرا کے اندر میرزا احمد بیگ کے ایوان تک بھی، اپنی آہیں پہنچانے کا یارا نہیں تھا۔ میرک کے لفظوں میں :

’هیچ آفریده نبود... کہ بیان واقع را بہ احمد بیگ خان
بگوید کہ : برادر تو این قسم ظلم و ستم برداشته، عالم
را خراب و ضایع کردہ !‘ (ص ۱۰۹)

میرک یوسف کو اپنے وطن سے۔ ایک شریف انسان کی طرح۔
ہے انتہا محبت تھی، اور وہ تھے بھی بڑے کردار اور جرات
کے مالک۔ جب انہوں نے ہانی حد سے گذرنا دیکھا تو ایک
دن اس ’حرم نشین‘ حاکم کو کھری کھری سنا دیں :

’تو این خلق الله را بدست برادر خود دادہ خراب و
ضایع ساختی ! چون متوجه آن جهان شوی خالق
علی الاطلاق از تو خواہد تحقیق کردہ۔‘ (ص ۱۰۹)

لیکن اس کے بعد بھی جب کوئی دلخواہ نتیجہ نہیں نکلا
اور اس ظالم اور ناخدا ترس کے مظالم سے نجات پانے کی ان کو

اور کوئی صورت نظر نہیں آئی، اس وقت یوسف میرک نے ارادہ کیا کہ وہ خود ہی مرکز میں جا کر، شاہی ایوان کی بھاری بھر کم زنجیر کھٹکھٹائیں اور اس دردناک داستان کو شاہجہاں کے کانوں تک پہنچائیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح کوئی نجات کی راہ نکل آئے۔

تالیف کا ارادہ: میرک یوسف نے خیال کیا کہ دکھوں کی یہ کہانی، زبانی سنانے کے بجائے، بہتر ہوگا کہ ایک طومار کی شکل میں لکھ کر دربار میں پیش کریں۔

”...راقم الحروف، پریشانی احوال وطن اختیاری

خود دیدہ... عازم عقبہ بوسی آستان فلک نشان

گردید، و بہ خاطر آورد کہ احوال این ملک و

عمل احمد بیگ خان را، در یک طوماری نوشتہ

بنظر اقدس گذراند...“ (ص. ۱۶۰)

اسی خیال سے وہ سوستان سے نکل کر بکھر پہنچے، جہاں اس وقت محمد علی بیگ بندری، حکیم محمد صالح اور مان سنگھ وغیرہ مغل عہدہ دار تعینات تھے۔ انہیں میرک کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو ایک خاص آدمی بھیج کر میرزا احمد بیگ خان کو آگاہ کیا۔ وہ تو یوں خیر ہوئی کہ میرک ایک بہانے سے سوستان سے باہر نکل آئے تھے ورنہ ان کے اس ارادے کی اطلاع اگر احمد بیگ کو ہو جاتی تو پھر ان کی خیریت نہ تھی۔ بہر حال اب جبکہ شہباز اس کی دسترس سے باہر ہو گیا تو اس کو پھر سے دام میں لانے کے لئے احمد بیگ نے بکھر کے عملداروں

کو ہمت سماجت لکھا کہ یوسف میرک کو سمجھا بچھا کر
 سوستان بھیج دیں، اور ادھر مظلوموں کی تالیف قلوب کی
 کوشش شروع کر دی۔ اس سے پیشتر کہ احمد بیگ کا
 ملازم پیغام لے کر بکھر پہنچے، یوسف میرک بکھر سے ملتان
 پہنچ چکے تھے۔ اسوقت ملتان کا صوبہ شاہجہان کے خسر، وزیر اعظم،
 آصف خان یمین الدولہ (۱) کی جاگیر میں تھا اور یوسف میرک کے
 بڑے بھائی میر ابوالبقا اسیر خان ان کی طرف سے وہاں نیابت
 کر رہے تھے۔

تالیف کتاب: یوسف میرک کا ارادہ تھا کہ اپنے بھائی کے
 پاس ملتان میں ٹھہر کر دارالسلطنت جانے کا سامان سفر درست
 کریں اور وہیں آس ”طوسار“ کو تیار کر کے دربار کا رخ
 کریں۔ لیکن ۱۰۳۹ھ میں (۲) جیسے ہی یہ ملتان پہنچے،
 میر ابوالبقا امیر خان کو ٹھٹھہ کی گورنری کے احکام ملے۔

میر ابوالبقا امیر خان بڑے تجربہ کار اور مغل بادشاہوں
 کے مزاج شاہانہ کی نزاکتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں
 معلوم تھا کہ ان کے بھائی کا یہ غیظ و غضب اور حسب الوطنی
 کا یہ جوش و خروش، انصاف طلبی اور داد خواہی کا یہ جذبہ،
 یا دربار تک رسائی کا یہ پروگرام قرین مصلحت نہیں، اس لئے

(۱) میرزا ابوالحسن آصف خان۔

(۲) شب ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ شاہجہان نے ابوالبقا کے تغیر کا

اس کے بار آور یا نتیجہ خیز ہونے کا امکان نظر نہ آتا تھا ۔ چنانچہ وہ یوسف میرک کو فی الحال اپنے ساتھ ٹھٹھہ واپس لے آئے، اور کہا کہ : وہیں سے سامان سفر درست کر کے ہندوستان جائے ۔ یوسف میرک جب ٹھٹھہ پہنچے (۱) تو آب و ہوا کی خرابی سے بیمار ہو گئے، اس لئے سفر کی تیاری میں اور تعویق ہو گئی ۔ اسی بیماری کے عالم میں مصنف نے یہ ارادہ کیا کہ شکایتی طومار کے بجائے، صحتیاب ہونے کے بعد، ولایت سندھ کے صحیح حالات پر پوری ایک کتاب تالیف کریں، اور اسی کو شاہی حضور میں پیش کریں ۔ لکھتے ہیں کہ :

”بخدای خود نذر بست کہ : چون ازین مرض

خلاص یابد، احوال ولایت سندھ را کتاب کردہ

دست آویز خود ساختہ اہرام کعبہٴ خلائق ہفت

اقلیم بر بندد ۔ (ص ۱۶۲)

یہی وہ کتاب ہے جو یوسف میرک نے بیماری سے نجات پانے کے بعد ولایت سندھ کے صحیح حالات، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ، سندھ میں ”مغل شاہی“ کے ”درون خانہ“ حقائق میں تالیف کی ۔ اور وہی اسباب اور محرکات تھے اس کتاب کے وجود میں آنے کے، جن کو ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں ۔ مؤلف نے کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ :

”و بعد میگوید بندہٴ ضعیف نحیف محتاج بسوی رحمة اللہ

(۱) ربیع الثانی ۱۰۳۹ھ کے آخر یا جمادی الاول ۱۰۳۹ھ کے وسط

تک ٹھٹھہ پہنچے ہونگے ۔

الفنی، خانه زاد درگاه، یوسف میرک بن ابوالقاسم الحسینی
 نسباً و الهروی البجفی مولداً و وطناً و النمکین لقباً، که چون
 بر احوال ولایت سند مطلع شد لا علاج بمقتضی ابن آیه* کریمه
 — و لا تکتموا الشهادة و من یکتها فانه آثم قلبه و الله بما
 تعلمون علیهم — یعنی: پوشیده ندارید گواهی خودها را،
 و کسی که میپوشد گواهی* خود را پس تحقیق گناهگار است
 دل او، و حق تعالی بیچیزی که شما می کنید دانا تر است —
 خواست تا بیان واقع بخدمت شهنشاه زمانی، خلاصه* دودمان
 صاحب قرانی، عضد الاسلام فخر المسلمین، شهاب الملک
 و السلطنت و الدین — بیت:

آنکه ایوان کامرانی* او

برتر از طاق گنبد خضر است

ابوالمظفر شهاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاهجهان
 بادشاه غازی خلد الله تعالی ملکه و افاض علی العالمین بره*
 و عدله* و احسانه* — بیت:

شهی که صیت جلالش چو رایت خورشید

بهر طرف که رسد آن دیار را بکشاد

که ریاض الاسلام را چون اثری از آثار نمانده بود — شعر:

کان لم یکن بین الجحون الی الصفا

انیس و لم اسمیم بمکه سامر

باز از سر نو بنیادهای مستحکم را برباد داشته میخواهد
 که دست ظلم را از خلائقی که — حواله* اویند — کوتاه کرده،

نہال‌های عدل و نگارنگ در اقالیم هفت بنشانند، معروض نماید
 بوسیلهٔ مختصری - که بادشاهان اسلام را ازان گریزی نباشد -
 بنا بران، پاره‌ای از فیض طبیعت و برخی از کلام اکابر جمع کرد
 و استعانت از کریم علی‌الاطلاق نمود که بمقصود و بمراد
 باتمام رساند، و منظور انظار بندگان اعلیٰ حضرت گرداند
 - و الله المستعان فی کل زمان و مکان - و نام نهاد او را
 ”مظہر شاہجہانی“ و بدو قسم و یک خاتمه تمام کرد - نظم :

جهان خسروا زیر هفت آسمان
 طرفدار بنجم (کذا) توی بیگمان
 جهان را بفرمان چندین بلاد
 ستون در تست ذات العماد
 همه شب که مه، طوف گردون کند
 چراغ ترا روغن افزون کند
 همه روز خورشید با تاج زر
 پائین تخت تو بندد کمر
 سپارندهٔ پادشاهی بتو
 سپرد از جهان هر چه خواهی بتو
 بدان داد ملکت که شاهی کنی
 چو داور شوی، داد خواهی کنی
 نه بادی کند، بر پر پشه زور
 نه پیلی نهد پای، بر پشتِ مور

سپاس از خداوند گیتی پناہ
 کہ پیش امت زین قصہ انصاف شاہ
 بانصاف شہ چشم دارم یکی
 کہ بیند درین داستان اندکی
 گر افسانہ بیند از کار، دور
 نہ سایہ پرو گستراند نہ نور
 وگر بیند از دردرو موج موج
 سرائندہ را سر بر آرد باوج
 نشاط از تو دارد گھر سفتہ
 سزاوار تست ، آفرین گفتہ
 درین گنج نامہ ز رازِ جہان
 کلید بسی گنج کردم نہان
 کسی کین کلید زر آرد بدست
 طلسمی بسی گنج داند شکست (۱)

کتاب کا نام : اس کتاب کے دو نام ہیں نظر آتے ہیں،
 قسم ثانی میں جہان مؤلف نے اپنی بیماری کا ذکر کیا ہے
 وہاں کتاب کے نام کو ”مظہر التذہیر“ سے موسوم کیا ہے :
 ”الحمد لله و المنۃ کہ بمقتضیٰ این بیت :

اللہی تو بر نیتم آگہی
 چو نیت بخیر است خیرم دہی

(۱) ۳ تا ۵ - چونکہ قسم اول کو ہم چھاپ نہیں رہے ہیں لہذا
 یہ پوری عبارت ہمیں یہاں نقل کرنی مناسب معلوم ہوئی -

نسخہ ”مظہرالتدبیر“ باتمام رسید و امیدوارم
کہ امیر عادل ... شاہ جهان بادشاہ بنظر رحمت
درو نگردد۔“ (ص-۱۶۲)

اور قسم اول میں حمد و نعت کے بعد دیباچہ کے اندر اس کا نام
”مظہر شاہجہانی“ لکھا ہے :

”بنا بران، پارہای از فیض طبیعت و برخی از کلام اکابر
جمع کرد، ... و نام نهاد اورا ”مظہر شاہ جوانی“ و
بدو قسم و یک خاتمه تمام کرد“

کتاب کے آس خطی نسخی میں جس کو ہم نے بنیادی قرار
دے کر متن تیار کیا ہے، اور جو خود مولف کی اپنی ملک میں
رہ چکا ہے، مندرجہ بالا عبارت میں ’مظہر‘ کے بعد کا لفظ مٹا کر
اس کے اوپر اسی خط میں ’شاہجہانی‘ لکھا گیا ہے۔ اور مٹا ہوا
لفظ ”تدبیر“ پڑھا جا سکتا ہے، لہذا قیاس یہ ہے کہ ابتدا میں
کتاب کا نام ’مظہرالتدبیر‘ رکھا گیا ہوگا، اور بعد میں شاہی
نام کے مناسبت سے آخری لفظ بدل کر اس کو ’مظہر شاہجہانی‘
کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کتاب کے دیباچہ میں تو نام مٹایا
گیا لیکن قسم ثانی کے متن میں وہی پہلا نام ’مظہرالتدبیر‘
باقی رہ گیا۔

سال تالیف: کتاب لکھنے کا ارادہ جیسا کہ اوپر بیان
ہو چکا ہے۔ مولف اواخر (۱۰۳۸ھ) میں کرچکا تھا لیکن کتاب
کب لکھنی شروع کی اس کا کہیں اشارا نہیں پایا جاتا۔ البتہ

ستن میں بعض جگہ واقعات کے ضمن میں (۵۱۰۴۴) کا حوالہ دیا ہے (۱)۔

اسی طرح کتاب کے اختتام پر بھی تالیف کے اتمام کا سال وہی ۵۱۰۴۴ ہے :

’وقد تم الكتاب بعون الملك الوهاب يوم سبت
وقت الظهر في تسع عشر من شهر محرم الحرام
سنة الف و اربع و اربعين من الهجرة النبويه عليه
افضل الصلواة و التحياة ، موفق بسنة السابع
من الجلوس الشهنشاهی خلد الله ملكه و بقاء و
ثبت عدله و انصافه‘ -

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بوقت ظہر ۱۹ محرم ۵۱۰۴۴ کو اس کتاب کی تکمیل ہوئی۔ لیکن متن کی درمیانی عبارتوں کو اس اختتامی عبارت سے ملا کر یہ خیال کرنا کہ یہ پوری کتاب اس سال کے پہلے ہی مہینے میں تالیف کی گئی ہوگی، غالباً درست نہ ہوگا۔ کیونکہ ۸۱۴ صفحات کی کتاب ۱۹ دن میں تالیف کرنا ناممکن ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ مولف نے ۵۱۰۴۹ کے بعد کتاب لکھنا شروع کی ہوگی، اور مکمل ہوجانے کے بعد جب ۵۱۰۴۴ میں مبیضہ تیار کیا ہوگا اس وقت درمیان میں ایسے واقعات کا اضافہ کر دیا جن کا تعلق اس سال سے تھا، اور یہ وہی سال ہے کہ اس کا بڑا بھائی سیر ابوالبقا جو نا گڑھ میں نائب الحکومت تھا۔

کتاب کے ماخذ: کتاب کے پہلے حصے کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ مولف نے 'سیاست نامہ' یا اس قسم کی اور کتابوں کو پیش نظر رکھ کر یہ حصہ تالیف کیا ہوگا۔ ہمیں اتنا وقت نہیں مل سکا کہ ہم حصہ اول کا ایسی کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لیتے، ورنہ یہ معلوم کرنا دشوار نہیں تھا کہ قسم اول کے لئے مولف کے ماخذ کیا تھے۔ قسم ثانی چونکہ معاصرانہ اور چشم دید حالات اور واقعات پر مشتمل ہے، اس لئے کسی دوسری کتاب سے امداد لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بکھر اور سیوی کے باب میں البتہ مولف نے میر معصوم بکھری کی 'تاریخ سندھ' سے بعض مطالب اخذ کئے ہیں، جن کو متن میں ہم نے میر معصوم کی تاریخ سے صفحات کا حوالہ دے کر ظاہر کر دیا ہے۔

نشاة جہان اور کتاب: اسی کتاب سے یا کسی اور ذریعے سے ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یوسف میرک اپنی یہ کتاب شاہی حضور میں پیش کر سکے یا نہیں۔ یعنی ان کے اپنے الفاظ میں یہ کتاب "منظور انظار بندگان اعلیٰ حضرت" ہوئی اور ان کی یہ آرزو کہ:

بانصاف شہ، چشم دارم یکی

کہ بیند درین داستان اندکی

پوری ہوئی یا نہیں۔ قیاس یہ ہے کہ چونکہ یہ کتاب میرزا احمد بیگ کے مظالم اور جبر و استبداد کی داستان تھی، اور یہ شخص نورجہان کا بھتیجا اور شاہجہان کی ملکہ ارجمند بانو



ممتاز محل کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کے چچا میرزا ابوالحسن

یعین الدولہ آصف خان کی نیابت میں خود مؤلف کا بڑا بھائی

میر ابوالبقا امیر خان رہ چکا تھا۔ اس لئے ان تمام وجوہ کی بنا پر

مصلحت یہی دیکھی گئی ہوگی اور عافیت اسی میں سمجھی گئی

ہوگی کہ یہ کتاب مغل شہنشاہ کے حضور میں پیش نہ کی جائے،

اس لئے کتاب مؤلف کے ہاں پڑی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ

کتاب نہ مشہور ہو سکی اور نہ اس کی نقلیں ہوئیں اور نہ کہیں

اس کا ذکر ہی آیا۔ کتاب کا مبیضہ مؤلف کے پاس محفوظ

رہا اور پھر مؤلف نے — جیسا کہ آئندہ صفحات سے قارئین کو

معلوم ہوگا — اس کو اپنے بھتیجے میر ضیاء الدین یوسف کو

تالیف کے آٹھ سال بعد دے دیا۔ یہ کتاب مؤلف کے خاندان

ہی میں رہی، اس کی فقط ایک نقل ہوئی، جو غالباً اسی خاندان

کے کسی فرد کی ملک معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال، اصل کتاب اور

اس کی یہ نقل اتفاق سے زمانے کے حوادث سے بچتی بچاتی اب تک

محفوظ رہی اور کسی نہ کسی طرح ہمارے دور تک پہنچ گئی۔

کتاب کی خصوصیات: ایران ہو کہ خراسان، عرب

ہو کہ عجم، سندھ ہو کہ ہند، مشرق میں جہاں بھی گذشتہ

دور میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں، وہ اکثر و بیشتر شاہوں

اور شہزادوں، وزیروں اور امیروں کی مدح سرائیوں سے بھری

ہوئی ہیں۔ یعنی مرکزی نقطہ کوئی نہ کوئی شخصیت ہی ہوتی

ہے اور پھر پورے واقعات، اسی ایک نقطے کے گرد گردش

کرتے ہیں۔ جنگ کی داستانیں، بہادری کے افسانے،

ملک گیریوں کے قصے، جود و سخا، عدل و انصاف کی حکایتیں، موافق کی تعریف، مخالف کی مذمت، غرض ہمارے ہاں تاریخ نویسی کے، یہی اسلوب رہے ہیں۔ ہماری تاریخوں میں، واقعات اور شخصیات کو، مصلحتوں اور عاقبت اندیشیوں کے پیش نظر، لحافوں اور غلافوں میں لپیٹ کر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ، نہ تو حقیقی شخصیت واضح ہوتی ہے اور نہ اس کا اصل کردار سامنے آتا ہے اور نہ واقعات ہی اپنی صحیح شکل و صورت میں نمایاں ہوتے ہیں۔ ملک کے حالات کو، معاشی اور اقتصادی صورت حال کو، عوام کی طرز زندگی کو، تاریخ نویسی کے دائرے میں کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا ہے، یہی سبب ہے کہ مشرق کی تاریخ پڑھنے کے بعد، مطالعہ کرنے والا اس دور کی صحیح صورت حال سے آشنا ہونے کے بجائے، اشخاص اور افراد کے جھوٹے کردار اور فرضی واقعات کے چکر میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے سامنے تاریخ کے بعض ایسے افراد مثالی اہمیت پا گئے ہیں جو حقیقت میں اپنے افعال اور اعمال کے لحاظ سے نہ کسی احترام کے قابل تھے اور نہ استحسان کے۔ اسی طرح کئی ایک واقعات مورخوں کے مصلحت بینی یا غلط بیانی کی وجہ سے خواہ مخواہ ہمارے سامنے، تاریخ کے شاہراہ پر سنگ میل کی حیثیت پا گئے ہیں، بلکہ ہمارے لئے تاریخی معتقدات بن چکے ہیں، جو اپنی اصلیت کے لحاظ سے ہرگز اس قابل نہیں تھے۔ اس صورت حال کا ایک سبب سے بڑا سبب غالباً یہ ہے کہ مشرقی تاریخیں شخصی

حکمرانوں کے سرکاری کارخانوں میں ڈھالی گئیں ، بادشاہوں کے لئے لکھی گئیں ، اسرا نے لکھوائیں ، اور شہزادوں نے اپنے نام پر معنون کئے جانے کا ڈول ڈالا . اگر چند افراد نے اس روش سے ہٹ کر کبھی کوئی تاریخ لکھی بھی تو شخصی حکومت کی کڑی نگاہ کی تیزی اور تلخی نے انہیں مصلحت اور عافیت کا دامن تھامنے پر مجبور کر دیا . اور یہی وجہ ہوئی کہ تاریخ کے زیادہ تر گوشے مسخ ہو کر رہ گئے ، اور اس میں سچ کو تلاش کرنے میں کئی ہفت خوان طے کرنے کے بعد بھی مشکل سے کامیابی نصیب ہوتی ہے . اس قسم کی کسی بھی تاریخ کی شروع سے آخر تک ورق گردانی کیجئے ، ظل اللہ کی بارگاہ سے لے کر یمن السلطنت اور امیرالامرا کے ایوانوں تک کا طواف تو ہو ہی جاتا ہے ، ناجائز ملک گیری کی شخصی ہوس کاری میں ، جدال و قتال کے جو میدان آراستہ کئے گئے تھے ، ان کا خون چکان نظارہ بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ، باپ کی لاش ، بھائیوں کی گردنیں اور بیٹوں کے گلے کٹتے دکھائی دیتے ہیں ، لیکن ملک کے رہنے بسنے والوں کی اصلی تصویر اور صحیح حالات پر اسے فولادی پردے پڑے ہوتے ہیں کہ ، کیا مجال جو سرکاری ایوان کے 'اس پار' کی کوئی جہاک نظر آجائے !

سندھ کی تاریخیں بھی تاریخ نویسی کے اس عام اسلوب نگارش پر لکھی گئیں ، سچ نامہ سے لے کر لبّ تاریخ سندھ تک سب کا بھی رنگ ڈھنگ ہے . ایسی صورت حال میں یوسف میرک

کی اس کتاب ”مظہر شاہجہانی“ کا وجود نہ صرف ہمیں غنیمت معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کی تالیف کو فن تاریخ کی تاریخ میں ایک حادثہ یا اتفاق بھی شمار کرنا چاہئے ، کیونکہ اس میں تاریخ سندھ کے ایسے ایسے گوشوں اور پنہان پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے ، جو تاریخ کی صحیح تعریف میں آنے ہیں ۔ چونکہ مولف نے خاص طور پر ایک مغل گورنر کے ظالمانہ طرز عمل سے بیزار ہو کر یہ کتاب لکھی ہے اس لئے اس نے ، کتاب کے اندر ایسے ایسے واقعات بیان کر دئے ہیں جو ملک کی اندرونی ، سیاسی اور انتظامی صورت حال پر سے پردہ اٹھا دیتے ہیں ۔ ان واقعات کے بڑھنے سے اس دور کے سندھ کے صحیح حالات اور سندھ پر مغل شاہی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۔ مؤلف نے مغل گورنروں اور جاگیرداروں کے ذاتی کردار کے خد و خال کو خوب نمایاں کیا ہے ، ان کی اچھی بری خصلتوں کو برسرِ بام لایا ہے ، ان کے طرز حکومت اور رعیت کے ساتھ ان کے برتاؤ اور سلوک پر سے پردہ ہٹایا ہے ۔ سندھ میں ان کے ذاتی مشاغل کیا ہوتے تھے ، ان میں ملک داری کی اہلیت کس حد تک تھی ، وہ عقل مند تھے یا احمق ، ظالم تھے یا نیک دل ، ان تمام چیزوں کو ایک ایک کر کے بیان کیا ہے ۔ تاریخ سندھ کے یہ سب ایسے پوشیدہ گوشے ہیں جن کا کسی اور ذریعے سے ہمارے علم میں آنا ناممکن تھا ۔ سیاسی ، انتظامی اور ملکی واقعات کے علاوہ اس کتاب میں ہمیں جغرافیائی اور اقتصادی حالات بھی بڑی

تفصیل سے ملتے ہیں، کاشت کے نمونے، زمینوں کی مختلف خصوصیتیں، زمینداری اور جاگیرداری کے طریقے، فصل، بٹائی، لُدا، محصول، ناپ تول کے اصول اور اوزان وغیرہ کی بہت ہی کارآمد تفصیلات قلمبند کی گئی ہیں۔ شہر، قصبے، جھیل، پہاڑ، راستے اور شاہراہیں، دریاؤں، راہیں اور وسائل رسل و رسائل کے تفصیل بھی کتاب میں جا بجا موجود ہیں۔ سندھ کے قبائل اور ان کے عبادات و اطوار پر بھی مؤلف نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ سندھ کے کن کن علاقوں میں لون کون سے قبیلے رہتے اور بستے ہیں، ان کا ذریعہ معاش کیا ہے، ان کے مشاغل کیا ہیں، ان میں سے کون اچھے ہیں اور کون برے ہیں۔ غرض یہ کہ مؤلف نے کوئی قابل ذکر چیز نظر انداز نہیں کی ہے، حالات اور واقعات کا جزئیات کی حد تک احاطہ کر لیا ہے، حتیٰ کہ روزمرہ کے معمولی واقعات کو بھی کتاب کے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ اس سے ہمارے لئے نہ صرف تاریخی مواد ہی کی افراط اور بہتات ہو گئی ہے بلکہ خود مؤلف کے متعلق بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کس بلا کا ذہین تھا کہ کوئی چیز اس کے مشاہدے اور ذہنی گرفت سے بچ کر نہیں نکلی۔ پڑھنے والا جب کتاب ختم کر لینا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ خود بھی مؤلف کے ساتھ ساتھ اس دور کے سندھ میں گھوما پھرا ہے، کتاب کے تمام واقعات اور حالات اس کے اپنے آنکھوں دیکھے ہیں۔

خود مؤلف کی اپنی شخصیت کتاب میں آس بلند منار کی طرح

ابھری ہوئی اور واضح دکھائی دے رہی ہے، جو راتوں کے اندھیروں میں اپنی روشنی کے ذریعہ بھٹکے ہوئے جہازوں کو صحیح راستے پر لگا دیتا ہے۔ مؤلف کا پورا خاندان اگرچہ مغل حکومت کا ساختہ پرداختہ تھا، لیکن ساتھ ہی یہ خاندان سندھ کی سر زمین سے بھی اپنے دامن کو مستقلاً وابستہ کر چکا تھا، اس لئے اس نسبت اور وطنی رشتے کی بنا پر، جو حقوق مؤلف پر عائد ہوتے تھے ان کو اس نے ایک محب وطن کی طرح کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ مؤلف بے چین ہو جاتا ہے، تڑپ اٹھتا ہے، اور روحانی کرب و اذیت محسوس کرتا ہے، جب وہ حکومت کے نا اہل اور ظالم کارندوں کی طرف سے وطن عزیز اور اس کے باشندوں پر ناحق ظلم ہوتا ہوا دیکھتا ہے۔ اسے اس سر زمین کی ہر چیز سے دلی لگاؤ اور انس ہے، وہ یہاں کی ہر چیز کو اپنی چیز سمجھتا ہے، اس لئے گویا اپنی ذاتی ملکیت کو بربادی اور دوسروں کے ناجائز تصرف سے بچانے کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

احمد بیگی کا تبادلہ جب سوستان سے ملتان ہوا تو مؤلف کو سخت صدمہ پہنچتا ہے، اور بغیر یہ خیال کئے کہ یہ کتاب شاہجہاں کو پیش ہونی ہے، ملکہ ہند ممتاز محل کے چچازاد بھائی اور وزیر مملکت کے بھتیجے کے متعلق صاف لکھ دیتا ہے کہ : بچائے اس کے کہ اُس کو اپنے اعمال کی سزا دی جاتی، ملتان جیسا زرخیز علاقہ دیا گیا، جو سندھ سے کہیں بہتر ہے۔

’سواي تغیر این ملک، اثری برو مترتب ننگردید،
بلکہ اثر رحمت بظہور رسید، کہ از تغیر سیہوان،
شہاب صوبہ ملتان شد کہ جای عمدہ ست۔‘

ساتھ ہی لکھتا ہے کہ سندھ کے مظلوم عوام داد رسی کے لئے
کس طرح دربار میں جا سکتے ہیں، جبکہ راستے میں ملتان پڑتا ہے
جہاں احمد بیگ حاکم بنا بیٹھا ہے۔ بادشاہ کو مخاطب
کرتے ہوئے مؤلف نے لکھا ہے کہ:

”اگر ہمیں عمل احمد بیگ خان را در زیر و پای
تخت سلیمانی تحقیق میفرمودند، و از روی حکم شرع
شریف، ستم گرفتگی ہاش مردم مظلوم واپس میدہانیدند،
و خون ناحق کہ از روی عنف و ظلم کردہ بود، بامر
عدالت عظمیٰ اجرای حکم او مینکردند، و ہیچ جاگیردار
بعد الیوم در ویرانی این ملک راضی نمی شد، بلکہ
جاگیرداران، ممالک محروسہ دیگر، نیز از ظلم محترز
بودہ راہ راستی و خوش سلوکی را پیش میگرفتند۔“

(۱۷۸-۵)

ایک موقع پر تڑپ کر لکھتا ہے کہ:

’کار ملک بجائی رسید کہ ملک نا پرسان و ملک
پیدادان و ملک بیکسان شدہ‘

ہر چند بعض واقعات کو یوسف میرک نے مصلحت کے
دبیز غلافوں میں بھی لپیٹ کر بیان کیا ہے تاہم ان کے دل کی
دھڑکن اور ذہنی اذیت صاف نظر آتی ہے۔

مظلومیت کی داستان کے علاوہ اس کتاب میں اہم ترین چیز
 سوستان (سیمہوان) کی تاریخ ہے، سوستان کی تاریخ اس تفصیل
 کے ساتھ اس کتاب کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔ ٹھٹھ اور
 بکھر کے حالات یا ان علاقوں میں مغل دور کے حاکموں کی
 فہرست بعض تاریخوں میں موجود ہے، لیکن سوستان کے
 جاگیرداروں کے نام صرف اس ایک کتاب کے ذریعے ہمارے
 سامنے آتے ہیں۔ اور یہی وہ تاریخ ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ
 ارغون اور ترخانی عہد میں سندھ میں چھ انتظامی سرکاری تھیں،
 یعنی بکھر۔ سیوان۔ نصرپور۔ چاچکان۔ ٹھٹھ اور چاکر ہالہ،
 اور ہر سرکار مشتمل تھی متعدد پرگنوں پر۔ مؤلف نے
 ہر ایک پرگنے کا نام دیکر اس کے زراعتی اور معاشی حالات
 ہمیں تفصیل سے بتائے ہیں، نیز یہ بھی بتایا ہے کہ ہر ایک
 پرگنوں میں کون کون سی قومیں اور قبیلے آباد ہیں۔ ترخانوں
 کی فوجی تعداد بھی اسی کتاب سے پہلی مرتبہ معلوم ہوئی ہے،
 اور یہیں سے یہ بات بھی آشکار ہوتی ہے کہ فتح سندھ کے
 بعد اکبر نے سرکار بکھر اور سرکار سیوان معہ بندر لاہری
 اپنے لئے مخصوص کر کے باقی سندھ کو مرزا جانی کے پاس
 بطور جاگیر کے رہنے دیا تھا۔ مغل حکومت کے نظم و نسق
 پر توخیر یہ کتاب آئینہ ہے ہی، لیکن ہمیں ارغون اور ترخان
 عہد کی انتظامی جھلکیاں بھی اس میں کہیں کہیں نظر
 آ جاتی ہیں۔

الغرض تاریخ سندھ کے سلسلے میں، اس کتاب سے پیشتر،

اس سے زیادہ اہم، صحیح اور - رازِ درون پردہ - کو واشکاف کرنے والی کتاب، کسی مورخ نے نہیں لکھی۔ اگر میر مقصوم بکھری سے لے کر میر علی شیر قانع تک کے مورخ مصلحت کوشی کو چھوڑ کر، یوسف میرک کی طرح خدا لگتی کہنے پر قادر ہوتے، تو ہمارے سامنے سندھ کی گذشتہ تاریخ اپنے اصلی خد و خال میں ظاہر ہوتی!

قسم اول میں تاریخ سندھ کا مواد

کتاب کی قسم ثانی تو پوری تاریخ سندھ کے واقعات اور حالات پر مشتمل ہے ہی، لیکن مؤلف قسم اول میں بھی — جو اصول حکمرانی کے نکات اور مسائل پر مشتمل ہے — مثال اور دلائل کے طور پر بعض جگہ سندھ کے تاریخی حقائق کو پیش کرتا ہے۔ مثلاً چوتھے باب کی دوسری فصل میں جہاں — ترتیب حزم و حشم اور ان کے آداب وغیرہ — بیان کئے ہیں، وہاں مثال دیتے ہوئے یہ واقعہ لکھا ہے:

”کمترین۔ خانہ زادانِ درگاہ میگوید کہ مدار ملک گیری اول رعیت پروری است، از برای آنکہ اگر چنین باشد، از یک مُلک دہ مُلکِ دیگر بہم می رسند۔ چرا کہ ہیچ دہی و ہیچ قریہ نیست کہ کم از چہار ہنچ ہزار جریب رقبہ داشتہ باشد، و بعضی بیست ہزار و سی ہزار و بیش ہم دارند و معلوم نیست کہ الحال چہ قدر سزوع می شود۔ و ہر گاہ رعیت آسودہ شد، و دستِ قدرت در استعداد زراعت بہم

رساند و خاطر از ظلم حاکم فارغ کرد، و خود را محض رعیت بادشاه دانست، شخصی که قوه دانه جریب داشت که بکارد، و هنوز دلزده و به ستم می کاشت، پانصد و هزار جریب، بلکه بیش، زراعت می کند و مال دیوان میدهد.

و همچنین این خانه زاد در پرگنه چندو که که داخل سرکار بهکر است، مشاهده نمود که: در عمل حکام سابق دوازده لک تنکه مرادی حاصل میداد، و چون عمل محمد علی بیگ بندری در ملک بهکر شد، و او بغایت الغایت در خبرداری رعیت و تربیت آنها، کوشش بلیغ و سعی موفور داشت، و آن ترتیب چنان بود که از دستور العمل چیزی زیاده متصرف نمی شد، و قریه بقریه را در میان تحصیل مال دیوان و بعد از تحصیل خیر می گرفت که از عاملان و اربابان و رؤیسان و قانون گویان که مانند گرگانند در کله رعیت چیزی ملبه نشود و اگر ثانی الحال، چیزی ملبه و یا غیر حساب از آنها درباره رعیت ظاهر می شد، آن را در تحت مال دیوان بر رعیت مجرا میداد، و آن جماعه بدعملان را در پای حساب آورده جرمانه خوب می گرفت، تا بعد ازین کس دیگر این قسم عمل بد، در حق رعیت بادشاه نکند.

و زمانی که میرزا عیسیٰ ترخان صاحب صوبه تهته

شده آمد، از تغییرِ شریر الملک (۱) . محمد علی بیگ نیز با استعدادِ تمام بجهت کومکِ میرزا عیسیٰ ترخان تا سهوان آمد . مولف یک روزی به سببِ آشنائی پیشِ او حاضر بود که شخصی از رعایای پرگنه^۲ نکر، که دران وقت جاگیرِ او بود، آمده، مستغاثی شد که : در بابِ دستورِ ارزن، سرِ بیگه دَه تنکه شما قرار داده اید، و شقدارِ شما، از ما سرِ بیگه دوازده تنکه می طلبید . بمجرد شنیدنِ این سخن در اعراض شده، منشی را بحضور طلبیده گفت که : بآن مردک بنویس که من رعیتت را دلاسا میکنم و تو در خرابی رعیت هستی ! اگر سوای سندِ من که دَه تنکه باشد، یک فلوس زیاده گرفتی، ترا همان جا بر دار میکشم تا عبرتِ دیگر شقداران شود . و آن نوشته فی الحال مَهر کرده بآن مستغاثی سپرد .

و از عملِ اجاره بیزار بود، چنانچه اگر شخصی از ارباب و غیره پرگنه که بیست هزار روپیه حاصل داشت، به یک لک روپیه اجاره می طلبید، قبول نمی کرد . و بواسطه^۳ آنکه دانسته بود که در عملِ اجاره ویرانی^۴ ملک است، چرا که در عملِ اجاره دستِ حاکم از رعیتت می بر آید و دستِ مستاجر بر آنها قایم می شود، و مردمِ مستاجر حسبِ خواهشِ خود آنچه میدانند

(۱) شریف الملک که از طرف شهزاده شهریار در تته نیابت میکرد .

بر رعیتِ غریب میکنند، و غیر از رعیت مال از جایی دیگر نمی کشند و پرها را است اگر طمعِ شوم در میان نباشد هیچ کس اجاره قبول نمی کند. و عملِ اجاره اگرچه اول مرتبه مانند آتشی که در کاه خشک میگیرد، خوشتر و روشن می نماید، اما آخرش نتیجه سیاهی و خاکسترِ مطلق میدهد.

و هر هفته در دارالعدالت دیوان کرده خود می نشست، و مردمِ قضات و مفتیان و میر عدل را پیشِ خود می نشاند، و حقیقتِ هر دادخواهی را بحضورِ خود موافقِ شریعتِ بیضا فیصل می بخشید، تا قوی بر ضعیف ستم نتواند رسانید. و هر جا ستم‌رانی بود از مردمِ سمیجه اونر و مردمِ چاندیه که داخل ملک سهوان اند و غیر ذلک، که ملکِ بهکر را تاخت نموده ویران می کردند، همه را به نهجی گوشمال از روی تدبیر سپاهگری داد که، در ایام حکومتِ او هرگز پیرامونِ ملکِ بهکر نگشتند و زبون شده در گوشه‌های خود نشستند.

و بودله نام سردار سمیجه اونر که گذشت بختیار بیگ ترکمان هیچ حاکمِ سهوان بهکر را ندیده بود، جبراً و قهراً آورده در قلعهٔ بهکر بند کرد، چنانچه همان جا در بندی خانه، جان بمالکانِ دوزخ سپرد. و زنِ موندر سردار چاندیه و غیره بند [یان] مردم

چاندبہ از میانِ کوه بر آورده در قلعهٔ بہکر نگاہداشت، تا آنکہ سرداران چاندبہ رفتہ او را دیدند، و از تاخت ملک بہکر منزجر شدند، بعد ازان بندیان آنها را گذاشت۔

در ایٹامِ حکومتِ او میر نام ابرہ از زمیندارانِ برگنۂ چندوکہ یک جویِ کلان مانند دریاچہ، از دریا کشیدہ در دشتها گذاشت، و شہرہای نو در آن دشتها کہ غیر از وحوش و طیور از جنس آدم ندیدہ بودند، بستہ شد۔ چنانچہ جوکی ہرنی نام شہری و منہ نام شہری میر ابرہ مذکورہ بست، و پویتی نام شہری نندہ ابرہ بست، و کوتلی نام شہری شاہ علی کہ شیخِ مردمِ ابرہ است، و میدیجہ خود را می نامد، بر بست۔

و علیٰ ہذا القیاس ہر یک مردمِ ابرہ و سانگی و سمیجہ کہ تعلق بہ برگنۂ چندوکہ دارند، جویہا بر آورده، دیہاتِ نو بر بستند۔ و ہر جا رعیتِ دلزدہ و خراب شدہ کہ در ہر ملک بود، رجوع بآن طرفہا نمود و زراعتِ جوارِی و شالی وغیرہ کہ تعلق بہ خریف دارد، بی نہایت شدن گرفت۔ چنانچہ از یک جریب زیادہ می شود، سوای زراعتِ ربیعی از قسم گندم و جَو و نخود و سرشف و غیر ذلک۔ و جمع آن برگنہ دہ سی و دہ چہل واصل شد۔ و همچنین برگنۂ

در بیله که نیز تعلق بسرکار بهکر دارد، آبادان و معمور گردید.

دیگر، شنیده می شود که مرزا جانی ترخان که در ملک تهته بود، قریب پانزده هزار سوار خوب از مردم ارغون و ترخان و غیر ذلک نوکر داشت. و از مردم رعیت قریب بیست هزار سوار دیگر با او بود که مجموع قریب سی و پنج هزار سوار باشند. و این همه مردم از دل و جان با عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی تا یک سال جنگ می نمودند، اما چون سشت بدرفش و سر بسنگ راست نیامده، مرزا جانی ترخان گردن انقیاد مانده، مطیع و فرمان بردار شد. و سعادت دو جهان بدست آورد.

پس چگونه لشکری و رعیتی که از بادشاهی مستقلی در آسودگی و آسایش باشد، با وی از روی جان و مال دل سوزی نکند. و درین ولا معلوم است که در صوبه تهته از بندهای شهنشاهی چه قدر خواهند بود و کمی در نگهداری همان بکار آیند، اگر تهنهای آنجای و ثغرای وی مستحکم کنند و رعیت دلاسا یابد، بار بهمان صرافت اولی رجعت میکنند، و آن زمان می تواند که لشکر تهته، راجه کچ را بیجا کند و یا پیشکش خوب و مناسب برای شهنشاه هر سال برو مقرر سازد. و اگر اشارت باشد ملک کبچ و مکران

را ہم می تواند گرفت ، و مسخّر شہنشاہ کرد (۱) .
اس طویل اور دلچسپ اقتباس سے جو حقائق ہمارے
سامنے آتے ہیں وہ کسی اور تاریخ سے کہاں دستیاب ہو سکتے
ہیں؟ مثلاً :

(۱) محمد علی بیگ بندری کے آنے سے پیشتر چاندو کہ
(موجودہ ضلع لارکانہ) کے انتظامی حالات مغل عمال نے
خراب اور زبون کر دئے تھے .

(۲) مغلیہ عامل ، ارباب ، رئیس اور قانون گو نہایت بد کردار
اور ظالم تھے ، یوسف میرک ان کے خصائل کی وجہ سے
ان کو بھیڑنے سے تشبیہ دیتے ہیں ۔

(۳) یہ لوگ کاشتکاروں پر مظالم ڈھاتے تھے ، اور بطور
رشوت مقرر شدہ نرخ سے زائد مالیہ وصول کرتے تھے .

(۴) مغل جاگیردار یا گورنر ، اپنی نا اہلیت کی وجہ سے
پرگنئے ، قصبے اور مزروعہ زمینیں ٹھیکے پر دے دیتے
تھے ، جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ رعیت کا واسطہ
حاکم یا جاگیردار سے ٹوٹ جاتا تھا ، اور ٹھیکیدار ، نہ
صرف ناقابل برداشت من مانے مطالبے اور مالیے ان سے
وصول کرتا تھا ، بلکہ طرح طرح سے انہیں تنگ بھی
کرتا رہتا تھا ، اسی وجہ سے رعیت زراعت سے کنارہ کشی
کر لیتی تھی اور ملک ویران ہو جاتا تھا ، یوسف میرک
کا تجربہ یہ تھا :

’در عمل اجارہ ویرانی ملک است..... مردم مستاجر

حسب خواہش خود، آنچه میدانند بر رعیت غریب
 میکنند..... اگر طمع شوم درمیان نباشد هیچ کس
 اجارہ قبول نمی کند.....’
 اور آخر میں کہتا ہے کہ :

’- عمل اجارہ اگرچہ اول مرتبہ مانند آتشی کہ در کاهِ
 خشک میگیرد، خوشتر و روشن می نماید، امّا آخرش
 نتیجہ سیاہی و خاکستر مطلق میدهد۔‘

(۵) ہر دیہ اور قریہ چار چار اور پانچ پانچ ہزار جریب پر
 مشتمل تھا، بعض رقبوں کی اراضی بیس اور تیس ہزار
 جریب تک تھی۔

(۶) سرکار بھکر ہر گنہ چانڈوکہ (سوجودہ ضلع لاڑکانہ) سے،
 بارہ لاکھ ٹنکہ لگان وصول ہوتا تھا۔

(۷) فی بیگہ دس ٹنکہ سرکاری مالیہ وصول ہوتا تھا۔

(۸) زراعت کی جمع بندی اور مالگذاری کی وصولی اور انتظام
 کے لئے عامل، ارباب، رئیس، قانونگو، اور شقدار
 علی الترتیب عہدہ دار ہوتے تھے۔

(۹) مالیہ فی بیگہ کے حساب سے لیا جاتا تھا، اور اس کے
 نرخ وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے۔

(۱۰) محکمہ عدل و انصاف کے سلسلے میں تین اسامیاں ہوتی
 تھیں، قاضی، مفتی، میر عدل۔ حاکم کو بھی اختیار
 تھا کہ اپنے ہاں عدالت کے افسروں کو بلا کر عدالت
 کا اجلاس کرے۔

(۱۱) محمد علی بیگ بندری نے آکر بگڑے ہوئے انتظام کو درست کیا، مقرر شدہ قانون کے اندر سب کو چلنے کے لئے پابند کیا، رعیت کو دلاسا دیا اور مالیہ وغیرہ کا نرخ اور شرح اس طرح مقرر کی کہ لوگ آرام اور اطمینان سے زراعت اور ملک کی آبادی کی طرف رجوع ہوئے۔ چنانچہ کسی کو اس دور میں طاقت نہیں تھی کہ کاشتکار سے دستور العمل کے خلاف ایک پیسہ زیادہ لے سکے۔ ایک مرتبہ کسی کاشتکار نے آکر شکایت کی کہ: مقرر شدہ نرخ سے دو ٹنکے زائد لئے جا رہے ہیں، محمد علی بیگ نے نہ فقط اس شہدار کو تنبیہ کی بلکہ آئندہ کے لئے حکم دیا کہ: اگر وہ ایک پیسہ بھی زائد لے گا تو اسی جگہ سولی پر لٹکایا جائیگا۔ محمد علی بیگ نے ایسا انتظام کیا تھا کہ اسے مالیہ وصول ہونے کے وقت یا وصول ہو جانے کے بعد ہر قصبے اور قریہ کے صحیح حالات کا علم ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے وصولی میں کوئی کمی بیشی کا احتمال نہیں ہوتا تھا۔ اگر کسی ملازم کے متعلق شکایت ملتی تو اس پر بہت بڑے جرمانے ڈالتا۔ اجارے پر زمین دینا بھی بند کر دی تھی، تاکہ رعایا ٹھیکیداروں کے مظالم سے بچی رہی۔

(۱۲) اہڑہ قوم کے ایک زمیندار میر نامی نے چندو کہ کے ہر گنے

میں ایک بہت بڑی اور کشادہ نہر نکلوائی (۱)، جو دریا سے پانی لا کر ان علاقوں اور ویرانوں میں پہنچاتی تھی، جن میں کبھی آبادی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی وہاں زراعت ہوتی تھی۔ انہیں ویران علاقوں کو شاداب اور سرسبز بنانے کے بعد وہاں نئے نئے شہر بسائے گئے۔ مثلاً میرخان ابڑے نے 'جوکی ہرنی'؟ اور 'مسنہہ' آباد کئے۔ 'پوہٹی' نندہ ابڑے نے آباد کیا، اور 'کوٹلی' شاہ علی ابڑے کا آباد کیا ہوا تھا۔ اسی طرح چنڈوکہ کے علاقے کو وہاں کی ہر قوم اور قبیلے نے آباد کیا، جدا جدا شہر بسائے اور اپنی اپنی نہریں نکالیں۔ ابڑہ، سانگی اور سمیجہ قبیلوں نے اس معاملے میں بڑے چڑھ کے حصہ لیا، کیونکہ یہی تین قبیلے چانڈوکہ میں اکثریت رکھتے تھے بلکہ صاحب ثروت بھی تھے۔

(۱۳) انہیں کوششوں کی وجہ سے، خریف کی فصل مثلاً چاول [شالی (۲)] اور جواری کثرت سے ہونے لگی اور ایک لاکھ سے زیادہ رقبہ ان دو جنسوں میں زیر کاشت آگیا۔ ربیع کی کاشت اس کے علاوہ ہونے لگی، جیسا کہ گندم، جو، نخود اور سِرْشَف (۳) وغیرہ۔ اور سرکاری

(۱) یہ نالا ابھی تک "میر واہ" کے نام سے موجود ہے۔

(۲) سندھی زبان میں چاول کے ہودے کو ساری کہتے ہیں مولف نے وہی لفظ استعمال کیا ہے۔

(۳) سرسوں۔

- لگان بھی تیس چالیس فیصد بڑھ گیا ۔
- (۱۳) ترخانی دور کے فوج کی تعداد ہمیں آج تک معلوم نہ ہو سکی تھی، یہی کتاب ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ میرزا جانی کے پاس پندرہ ہزار سوار ارغون اور ترخان قبیلے کے تھے، اور مقامی لوگوں سے بیس ہزار جوان موجود تھے۔ اور یہ پینتیس ہزار کی فوج ایک برس تک اکبر کی فوجوں کا جی جان سے مقابلہ کرتی رہی ۔

(۱۵) اس کے مقابلے میں ٹھٹھے میں مؤلف کے زمانے میں مغلیہ فوج کی حالت خراب تھی ۔ اس کی کوئی نگہبانی نہیں ہوتی تھی، تو انے اور چوکیاں مستحکم نہیں تھیں اور رعیت اس حد تک شکستہ خاطر ہو چکی تھی کہ جس کو فوری دلا سے کی شدید ضرورت تھی ۔

اسی طرح مؤلف قسم اول کے تیسرے باب کی تیسری فصل میں — جو 'تربیت صوبہ داران' کے بیان میں ہے — بادشاہ کو مشورے پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

”دیگر، ہر گاہ یک صوبہ داری را تغییر کنند!
 در ابتدای فصل خریف کہ هنوز سبز باشد، صاحبِ صوبہ دیگر باید کہ دران صوبہ برسد تا مردم تعینات خود را در سرحد نشانند، و سر رشتہ ملک فی الحال بدست آرد، بعد ازان صوبہ دار قدیم ازان جا عازم خدمت مامورہ دیگر شود۔ نہ کہ صاحبِ صوبہ دیگر بعد از رفعِ فصل خریف داخل صوبہ گردد و صوبہ دار

اول را خبر تغییر رسیده، و به سبب آن بی دل ست و زراعت را نگهداری بواقعی چنانچه در حکومت خود میکرد نمی کند، و رعیت خورده می رود، و هرگاه صوبه دار دیگر بیاید خورد برات می شود، و ازین سبب مردم غرض گوی و ساعی وقت یافته راه بد عملی را به پیشدستان صوبه دار جدید می نمایند. و ازین جهت مردم رعیت و سائر مکنه آن صوبه دلگیر می گردند.

دیگر، یک صوبه داری را که صوبه او معمور و آبادان باشد، و بخواهند که خدمت صوبه دیگر او را بسپارند. یقین است که مقدار لشکر سرحدات آن صوبه بیادشاه روشن است و حال حاصل آن صوبه نیز از نسخه امین، بخدمت حضرت ایشان هویدا. پس حاصل آن صوبه را با لشکر سرحدات او قیاس فرمایند. اگر حاصل آن صوبه با لشکر او کفاف می کند، فهو المراد؛ جاگیر او را تغییر کرده در آن صوبه جاگیر بدهند که خدمت شایسته بجا آورد، و اگر حاصل آن ملک با لشکری که در آنجا درکار است، موافقت نه نماید، آن زمان جاگیرهای قدیم آباد کرده، او را تغییر کردن مناسب دولت نمی نماید، بلکه جاگیرهای قدیم وی بر حال دارند تا لشکر و حشم از دست او نرود، و بآن صوبه فرستند و دیوان و بخشی

ہمراہ سازند کہ آنچه ازان ملک از حاصلِ رعیت و
تاختِ متمردان بدست افتد، ہمہ را داخلِ خزانہ
بادشاہی نمایند، تا آن زمان کہ آن ملک فراہم آید
و رو بآبادانی بیارد، و صوبہ دار سر رشتہ آن ملک
بدست آرد، بعد ازان جاگیرِ قدیمہ او را تغییر فرمودہ
در همان صوبہ جاگیرِ تمخواہ دہند۔ و اگر این چنین
نشود! کار برو مشکل میگردد۔ از برای آنکہ لشکر
قدیمہ او از دست می رود، و بمردم جدید نمی تواند
کار خاطر خواہ ساخت۔ و نیز بہ سپاہ زر باید داد،
و حاصلِ ملک کفافِ علوفہای لشکر نمی کند۔ پس از
کجا زر بدهد، نہایتش و اشکینہای اول خود را تا آن
زمان کہ دارد خواهد داد، اگر درین ضمن کار میسر
شد فیہا، و الا بی پا می شود (۱)۔“

عبارت بالا سے نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ۔ صوبہ داروں کا
تبادلہ بہت ہی ہی ترتیبی سے ہوتا تھا اور تبادلوں کے سلسلے
میں کوئی قانون یا اصول منضبط نہیں تھا۔ بلکہ اپنے بڑے
بھائی کے تبادلے کی داستان جو مؤلف نے بطور مثال کے پیش کی
ہے، وہ بجائے خود ہماری معلومات میں بالکل نیا اضافہ کرتی
ہے۔ کہتا ہے کہ:

”چنانچہ این خانہ زاد در تغییرِ صوبہ تہتہ

احوالِ برادر ابوالبقا را مشاہدہ نمود کہ بطرفِ

• جونہ گر (۱) حکم شد کہ برودہ قریب ہزار و پانصد جوان کار آمدنی کہ بکار خوب شہنشاہی بیایند، در تہتہ نوکر داشت، و احوال گرانی و ویرانی ملک سہورت (۲) را شنیدہ پانصد جوان در ہمین تہتہ، از وی جدا شدند، و پانصد جوان قدیمی دہ سالہ و بیست سالہ خود را علوفہ دہ بیست و دہ سی زیادہ کردہ دو ماہہ پیشگی دادہ، ہمراہ ضیاء الدین یوسف پسر کلان خود نمودہ پیش فرستاد، و خود متعاقب بہ بدین (۳) آمد: چون ضیاء الدین یوسف از جونہ گر بطرف اونہ (۴) روانہ شد، چہار صد و پنجاہ جوان دیگر ازو فرار نمودہ بہ تہتہ آمدند، و پنجاہ جوان -- کہ آبآعن جدی ہمراہی کردہ بودند، از جماعہ خویشان و مردم حصاری -- قدم ثبات داشتہ جدا نشدند۔ و لشکری کہ ہمراہ برادر مومی الیہ بود بسبب آن بیدل شد و محنت زور بر سر برادر مذکور آمد، او بود کہ ہنوز با ہفتصد ہشتصد جوان خوب دیگر از برادران و خویشان و مردم قدیمی خود روانہ ملک سہورت شد،

(۱) جونا گڑھ ۔

(۲) سورٹھ: جونا گڑھ کے پورے علاقے کو سورٹھ کہتے ہیں ۔

(۳) قدیم زمانے میں جونا گڑھ جانے کا راستہ، بدین سے ہو کر جاتا تھا، بدین حیدرآباد ضلع میں ہے ۔

(۴) غالباً آوٹھ ہوگا ۔

و این خانہ زاد از موضع رحمان کہ بکنارہٴ دشت کچ واقع است، از او رخصت شدہ، بوطنِ اختیاری خود آمد۔

و اگر جاگیرهای قدیم او کہ در ملک تہتہ داشت، برقرار می بودند، و این خدمت بدو حکم می شد، بر وجہ احسن در انصرامِ آن می کوشید۔ چرا کہ لشکرِ قدیم از او جدا نمی شد و خرجِ او ہم بزیادتی نمی کشید۔ زیرا کہ، مردمِ سپاہ بہ سبب جاگیرهای قدیم بر حاصل خاطرہا جمع می داشتند، و اہل و عیالِ خود را درانجا گذاشتہ باندک اضافہ از وی راضی شدہ، خدمتہای خوب بجا می آوردند۔ الحال ہم امیدوارم کہ بعنایتِ الہی و باقبالِ بی زوال شہنشاہی کار خوب کند (۱)۔“

میر ابوالبقا امیر خان کے سلسلے میں جو اطلاعات مؤلف نے اوپر کی عبارت میں دی ہیں، وہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہیں، اور صرف اسی کتاب کے ذریعے ہم تک پہنچ رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ:

(۱) امیر خان ٹھٹے سے تبدیل ہو کر جونا گڑھ گیا، ٹھٹے میں اس کے پاس ۱۵ سو کے قریب سپاہی ملازم تھے، جب تبادلہ ہوا اور سپاہیوں نے جونا گڑھ کے گوانی اور ویرانی کے واقعات سنے، تو ایک ہزار نے ٹھٹے ہی میں

ملازمت سے دستکشی اختیار کرلی، باقی پانچ سو۔ جو دس اور بیس برس سے متواتر نوکر چلے آ رہے تھے۔ جو ناگڑھ کی طرف ضیاء الدین یوسف کے ساتھ چلے، لیکن ان میں سے بھی ساڑھے چار سو وہاں پہنچ کر فرار ہو گئے۔ باقی فقط وہ پچاس جوان بچے جو دراصل ان کے قدیمی اور خاندانی متوسل تھے اور کسی بھی حال میں ان سے جدا ہونے والے نہیں تھے۔

(۲) میر ابوالبقا نے اپنے ہی خاندانی لوگوں میں سے دوبارہ سات آٹھ سو سپاہی بھرتی کئے جنکو لیکر وہ اپنے نئے کئے۔ جب موضع رحمان میں پہنچے تو یوسف میرک بھائی سے رخصت ہو کر اپنے وطن اختیاری کو واپس آئے۔

(۳) مغل امیروں کے سپاہ یا ملازموں کو تنخواہ وغیرہ کے سلسلے میں، حکام پر کوئی اعتماد نہیں تھا، انہیں ہر ماہ یقینی طور پر تنخواہ ملنے کا کبھی یقین نہیں تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ جس امیر کے ساتھ وہ منسلک ہیں، اگر اس کی جاگیریں کافی ہیں اور ان سے اتنی آمدنی ہوگی جس سے ان کو تنخواہیں مل سکیں تو رہتے تھے، ورنہ راہ فرار اختیار کرنے میں انہیں کوئی دریغ نہیں تھا۔ یہی سبب تھا کہ امیر خان سے جب ٹھٹھے کی جاگیریں لے لی گئیں اور سپاہیوں نے جو ناگڑھ کی ویرانی سنی تو فوراً راہ فرار اختیار کرلی۔

یہی ہی اعتمادی تھی، جس کی وجہ سے بعض دفعہ
 سپاہیوں کو دو تین ماہ کی تنخواہیں پیشگی دینی
 پڑتی تھیں۔

(۴) جونا گڑھ جانے کا راستہ، اس زمانے میں اسطرح تھا : ٹھٹہ۔
 بدین۔ قصبہ رحمان۔ دشت کچھ۔ پھر کچھ سے گذر کر
 جونا گڑھ پہنچنا پڑتا تھا۔ یہ وہی خشکی کا راستہ ہے
 جو آج بھی بدین سے کچھ تک جاتا ہے۔

متن کی تیاری اور درستی

خطی نسخے: جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں ”مظہر شاہجہانی“ کے اب تک دو نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ ایک وہ نسخہ جو مؤلف کی ذاتی ملک تھا، جس کو چند سال پیشتر پنجاب یونیورسٹی نے مرحوم سراج الدین آذر کے ہس ماندوں سے خرید لیا ہے۔ اور یہی وہ نسخہ ہے جو ڈاکٹر محمد ناظم مرحوم کے ذریعہ مجھے ملا اور میں نے اسی وقت اس کا فوٹو لے لیا تھا۔ میں نے اسی نسخہ کو یہاں بنیادی متن قرار دیا ہے۔

دوسرا نسخہ وہ ہی جو مجھے قطعی طور پر پہلے نسخے ہی کی نقل معلوم ہوتا ہے، اور پنجاب یونیورسٹی کے ہی خطی ذخیرے میں موجود ہے۔ اس نسخہ کو میں نے متن کے مقابلے کے لئے استعمال کیا ہے، لیکن عبارت میں کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں پایا۔ سطور ذیل میں دونوں نسخوں کی کیفیت پیش کی جا رہی ہے۔

(۱) نسخہ اول

تقطیع ۲/۱ X ۵ ۲/۱ ، فی صفحہ ۱۳ سطر، خط ہندی نسخ، نہایت صاف اور پاک ۔ پوری کتاب ایک ہی کاتب نے لکھی ہے، کاغذ دیسی اشتری رنگ کا موٹا اور مضبوط، جس کی تازگی ابھی تک قائم ہے۔ صفحات پر جدولیں ہیں، عنوان سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، اور پہلے صفحہ کے لوح پر بہت ہی معمولی کام ہے۔ اوراق ۴۰۷ (صفحات ۸۱۴)۔

قسم اول ورق ۲/۴ سے شروع ہو کر ۲/۲۲۸ پر ختم ہوتی ہے، اور قسم ثانی اسی ورق کے آخری دو سطروں سے شروع ہو کر ۲/۴۰۷ پر تمام ہو جاتی ہے۔ اوراق ۲/۱ سے ۱/۴ پر دیباچہ لکھا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شروع میں، دو ورق اور ہیں جن پر فہرست مضامین معہ حوالہ اوراق درج ہے۔

کتاب کے ورق اول کے بیرونی صفحہ پر مختلف عبارتیں درج ہیں، جن میں سے ایک عبارت اپنے مفہوم کے اعتبار سے، خود مؤلف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم نے اسی نسخہ کو مؤلف کا ذاتی نسخہ سمجھا ہے۔ عبارت یہ ہے:-

(۱) ہوالفیاض

(۲) قد وقت علی يد اکبر ابناء الاخ الكبير (۱) ابی البقا

(۳) الملقب بامیر خان سلمہ اللہ تعالیٰ

(۱) الاخ الكبير کے اوپر کسی اور نے یہ الفاظ لکھے ہیں

(برادر کلان [و] پدر میر ضیاء الدین)

(۴) بل افضلهم بالتحقیق ضیاء الدین

(۵) یوسف فی شہور

(۶) ثمانیہ و اربعین

(۷) و الف من

(۸) الهجرة النبویہ

(۹) علیہ افض۔ ۰۰۰ (۱)

(۱۰) الصد۔ ۰۰۰ (۱)

مؤلف نے یہ عبارت لکھ کر کتاب، تالیف کے کم و بیش پانچ سال بعد ۱۰۳۸ھ میں اپنے بڑے بھائی، ابوالبقا امیر خان کے بڑے بیٹے ضیاء الدین یوسف (۲) کو دی ہے۔

اسی صفحہ کے اوپر کے ایک گوشے پر یہ عبارت ثبت ہے:

(۱) ۰۰۰ تاریخ ۱۶ شعبان ۳۹ (۳)

(۲) ۰۰۰۰۰ جمع کن (۴)

(۳) ۰۰۰۰۰ محب (۴)

(۱) افضل اور الصلواة کا نصف آخر جلد بندی میں صحافی نے کاٹ

دیا ہے۔ اور یقین ہے کہ مؤلف کے دستخط بھی اسی میں کٹ گئے ہیں۔

(۲) تذکرہ امیرخانی مولفہ راقم الحروف) میں سوانح دیکھنا چاہئے۔

(۳) صاف پڑھا نہیں جاتا، رمضان بھی ہو سکتا ہے۔

(۴) حروف مٹے ہوئے ہیں صاف پڑھے نہیں جاتے۔

اسی عبارت کے نیچے وسط میں لکھا ہوا ہے :

(۱) بتاریخ ۱۰ صفر المظفر ۱۲۸۳ ہجری نبوی

(۲) داخل کتبخانہ نمودہ شد

ان دو سطروں کے نیچے خط طغرا میں دستخط ثبت ہیں جو

’اشرف محمد عفی عنہ‘ پڑھنے میں آتے ہیں ۔

اسی صفحہ کے پہلو میں ایک مہر ہے ، جو حسب دستور

مٹائی گئی ہے اور پورے طور پر پڑھی نہیں جاتی ۔ اس کے

نیچے یہ عبارت ہے :

(۱) تاریخ غره ربیع الثانی ۸

(۲) دیدہ (۱) شد

کتاب کے اختتام کی جو عبارت ہے (۲) ، اس کے نیچے دو سرہم

سہریں ایک ہی شخص کی ثبت ہیں ، جن کی عبارت ہے :

موسس الدولہ اساس الملک

مرزا فاضل بیگ خان جنگ بہادر

دونوں سہروں پر سال ۱۲۸۸ھ (۳) کنندہ ہے ۔

(۲) نسخہ ثانی

یہ نسخہ ”دستور العمل (۴)“ کے غلط نام سے پنجاب یونیورسٹی

کے کتب خانے میں Ph III-71 نمبر پر موجود ہے ۔ تقطیع 9X5

(۱) ممکن ہے ”یہ عرض دیدہ شد“ ہو اور پہلا لفظ مٹ گیا ہو !

(۲) متن صفحہ ۲۵۷

(۳) مطابق ۱۸۷۰ع

(۴) جناب ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ نے اپنی فاضلانہ کتاب ”ادبیات

فارسی میں ہندوؤں کا حصہ“ میں (۵۰-۵۱) بھی نام لکھا

ہے ۔ (دہلی - ۱۹۴۲)

اوراق ۳۰۰ . اس کے گیارہویں ورق پر تین مہریں مختلف سائیز کی ثبت ہیں، جن پر ”محمد رب نواز خان“ کندہ ہے . ایک مہر پر سال ۱۲۳۳ھ (۱) دوسری پر ۱۲۰۰ھ (۲) اور تیسری پر ۱۲۵۵ھ (۳) ثبت ہے . آخری صفحہ پر بھی تینوں مہریں موجود ہیں . خط معمولی نستعلیق، کاغذ اشنتری رنگ کا موٹا دیسی . اس نسخے سے کچھ اوراق غائب ہیں . جن کی نشان دہی ہم نے متن میں کردی ہے . عبارت کے اختلافات کی تصحیح کرتے ہوئے متن کے حواشی میں اس نسخے کو (ب) کے نشان سے واضح کیا گیا ہے .

کتاب کی ابتدا: چونکہ ہم یہاں کتاب کے فقط قسم ثانی کو چھاپ رہے ہیں، اس لئے، مناسب ہے کہ کتاب کی ابتدائی عبارت، یعنی قسم اول کے شروع کی چند سطریں یہاں دے دیں .

بسم الله الرحمن الرحيم

”حمد است مرخالقی را کہ انسانرا برای معرفت خود آفریده . چنانچہ در کلام مجید خود فرمودہ کہ : — وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون— یعنی : آفریدم من جن و انس را، مگر برای آنکہ بشناسند مرا . و نیز در حدیث قدسی آورده کہ :- کنت کفراً مخفياً فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف—

(۲) مطابق ۸۵-۱۴۸۶ع

(۱) مطابق ۱۸-۱۸۱۹ع

(۳) مطابق ۳۹-۱۸۳۰ع

یعنی : من خداوندم گنجی پنهان بودم و غیر من، عالم بحال و عارف بجلال کمال نبود۔ و دوست میداشتتم کہ مرا بشناسند، پس مخلوقات را آفریدم تا شناخته شوم و بادشاہان (۱) را، بر خلائی خود نگہبان و راعی (۱) ساختہ کہ، ہر آئینہ در شعاع دولت ایشان، ہیچ قوی بر ضعیف ستم نکند... الخ

مذہن کی اشاعت کا حال : یہ کتاب چونکہ تاریخ سندھ کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے، اس لئے میں نے مرتب کرتے وقت یہ چاہا تھا کہ مؤلف نے جو اشارے کئے ہیں، جو واقعات مختصراً بیان کئے ہیں، یا زراعت، مالیہ اور دستور العمل، اجناس اور اوزان کے متعلق باتیں لکھیں ہیں۔ یا جن قبائل اور افراد کا ذکر کیا ہے، یا بہت سے جغرافیائی نام اور مقام لکھے ہیں، اور مؤلف نے عبارت کے اندر مقامی یا غیر مقامی غریب الفاظ معاورے اور اصطلاحیں استعمال کی ہیں، ان سب پر مفصل حواشی اور وضاحتی نوٹ لکھوں۔ لیکن پچھلے دو تین برس خرابی صحت میں مبتلا رہنے کی وجہ سے، افسوس ہے کہ میں، ایسا کرنے سے معذور رہا، بلکہ چھپا ہوا متن بھی تقریباً دو برس تک مقدمہ وغیرہ نہ لکھے جانے کی سبب سے رکا رہا۔ بہر حال باوجود اس مجبوری کے بھی میں نے

(۱) یہ حدیث حضور کی تعلیم اور اسلام کی روح کے سراسر

خلاف ہے۔ شاہوں کا وجود اسلام میں کہاں سے آیا؟

— حسب دلخواہ نہ سہی — پھر بھی کسی حد تک جگہ جگہ، ضروری حواشی لکھ دئے ہیں۔ سندھی ناموں اور مقاموں کا سندھی املا دے دیا ہے، بعض تاریخی آثار، قصبات اور اشخاص پر بھی حواشی دئے ہیں۔ لیکن کامل طور پر یہ علمی کام سر انجام دینا، بہت ہی وقت طلب اور سخت محنت کا متقاضی تھا۔ ضرورت تھی کہ جن قبائل کا ذکر آیا ہے ان کی مختصر تاریخ اور نسب نامے بھی شامل کئے جاتے، لیکن کیا کیا جائے! جب انسان حالات اور واقعات کی ناسازگاری کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے تو پھر سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ، ہر ”درد سر“ کا ”قصہ مختصر“ کر لے، چنانچہ مجھے بھی بڑی حد تک کوتاہ قلمی سے کام لینا پڑا۔

بہر حال یہ چیزیں اور ضرورتیں اپنی جگہ پر ایسی اہم ہیں کہ پھر جب کبھی اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن تیار کیا جائے تو ان تمام باتوں کا خیال رکھنا از بس لازمی ہے، تاکہ اس کا دوسرا ایڈیشن زیادہ جامع اور مکمل بن جائے۔ بلکہ اس وقت ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ قسم اول بھی اس کے ساتھ شامل کر دی جائے، جو بجای خود نظام حکمرانی کے کتابیات کی ایک اہم کڑی ہے۔

فہرستیں اور نشجروت: کتاب کے آخر میں مختلف فہرستیں شامل کر دی گئی ہیں، مثلاً اشخاص، اماکن جغرافی، اقوام و قبائل، اور نامہائے کتب۔ علاوہ ازیں ان مخصوص مقاسی محاوروں اور غریب الفاظ کی جدول بھی دے دی گئی ہے جو

جا بجا مؤلف نے استعمال کئے ہیں۔ ان فہارس کے ساتھ دو اور فہرستیں شامل ہیں، ایک سندھی قوموں اور قبیلوں کی، اور دوسری، ان جغرافیائی مقاموں اور شہروں کی جو مخصوصاً سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقدمہ کے آخر میں مؤلف کے خاندان کا شجرہ بھی شامل کیا ہے تاکہ قارئین کے سامنے اس خانوادے کی رشتہ داریاں ذہن نشین ہو جائیں۔

اس شجرے کے علاوہ دو اور نسب نامے دئے ہیں جو نورجہاں بیگم کے خاندان سے متعلق ہیں۔ ایک میں مادری سلسلہ اور دوسرے میں ان کا پدری سلسلہ دکھایا گیا ہے۔ ان دو شجروں سے قارئین معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ ایک قافلہ جو بی سرو سامانی کے عالم میں ایران سے چل کر یہاں پہنچا، اپنے رشتہ داریوں کی کڑیوں میں کن کن شاہوں، شہزادوں، امیروں اور امیر زادوں کو جکڑ کر، پوری ہند و پاک کی سر زمین کی سیاست اور حکومت کو اپنے اقتدار کے تحت لے لیا تھا۔ ان دو شجروں کے ترتیب میں راقم الحروف کو کئی کتابیں دیکھنی پڑیں ہیں۔ جن میں سے بعض کے اشاریہ نسب ناموں میں دئے دئے ہیں تاکہ اس خاندان کے افراد پر کوئی صاحب اگر کام کرنا چاہئے تو ان کو آسانی ہو۔

ایک جدول اور بھی میں نے مقدمہ کے آخر میں دی ہے، جس سے سندھ کے ان اہم واقعات کی تاریخیں سامنے آتی ہیں، جو اس دور میں وقوع پذیر ہوئے ہیں، جس سے کہ مظہر شاہجہانی متعلق ہے۔

سپاس گزاری : آخر میں سب سے پہلے میں اپنے مرحوم شفیق محمد ناظم (۱) کے حق میں دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک اس مرحوم و مغفور کو، اپنی بے پایاں رحمتوں اور بخششوں کے طفیل، ”فردوس مکانی“ اور ”جنت آشیانی“ کرے، کہ درحقیقت ایسے ہی نیک اور پاکیزہ اخلاق اور کردار کے انسان اہل بہشت میں سے ہیں۔ اس مرحوم کی ہی وجہ سے یہ کتاب مجھ تک کیا پہنچی، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ، عدم سے عالم وجود میں آئی۔ اس کے بعد مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے برادر معظم پیر علی محمد راشدی کی سپاس گزاری کروں کہ جب یہ کتاب مجھے فقط ایک دن کے لئے میسر آئی تو انہوں نے اسی ایک دن میں سیکڑوں روپیہ کے صرفے سے پوری کتاب کے فوٹو نکال کر مجھے عنایت کئے تھے۔ پنجاب کے مشہور دانشمند اور اپنے دوست عزیز ڈاکٹر محمد باقر کی عنایتوں کا شکریہ بجا لانا بھی مجھ پر عین واجب بلکہ فرض ہے۔ متن تیار کرتے وقت انہوں نے مہینوں تک کتاب کے دونوں خطی نسخے میرے حوالے کر دئے تھے۔ میرے دوست عزیز ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا بھی سپاس گزار ہوں کہ جب خطی نسخے ابھی نہیں پہنچے تھے تو اس وقت میرے مسودے کے بعض عبارتوں کی، آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے، وہیں لاہور میں اصل نسخے سے مقابلے کے بعد درستی کی۔ اس کے بعد

(۱) وفات ۲۳ مئی ۱۹۵۵ ع (۱-شوال ۱۳۷۴ھ) بروز منگل عید الفطر وقت ۱ بجے دوپہر۔ مدفن گورستان سوداگران پنجاب۔ کراچی۔

اپنے ہمار اور رفیق جناب حبیب اللہ صاحب رشدی کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے نہ فقط طباعت اور ہروف دیکھنے کی ہوری ذمہ داری اپنے سر لی ، بلکہ تمام انڈکس بھی تیار کر کے کتاب میں شامل کیں ۔ اللہ پاک ان سب عزیزوں کو جزائے خیر دے۔

حرف آخر : یہ کتاب تاریخ سندھ کے سلسلے میں بہت اہمیت رکھتی ہے ، اور خصوصی مواد کے لحاظ سے بھی تمام سندھی تاریخوں میں ممتاز اور افضل ہے ۔ اس لئے میں اپنے ہم وطن حضرات اور تاریخ سندھ سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والے تمام بیرونی علماء تاریخ سے ، امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے اوراق میں سندھ کے ماضی کی صحیح تصویر ذہن نشین کرنے کی سعی فرمائیں گے ۔

حسام الدین راشدی

کراچی

۱۲ فروری ۱۹۶۱ م

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ

یوم یکشنبہ وقت ۱۰ بجے صبح

مصادر

اس کتاب کو ایڈٹ کرتے وقت مندرجہ ذیل کتابیں پیش نظر رہیں:

- (۱) تاریخ سندھ میر معصوم بھکری داؤد پوتہ ایڈیشن
- (۲) تذکرہ امیرخانی حسام الدین راشدی سندھی ادبی بورڈ
- (۳) ذخیرۃ الخواتین شیخ فرید بکھری خطی ذخیرہ حسام الدین راشدی
- (۴) لب تاریخ سندھ خان خداداد خان امرتسر ایڈیشن
- (۵) اکبر نامہ (۳ جلد) ابوالفضل بنگال ایشیائک
- (۶) مائر الاسراء (۳ جلد) شهنواز خان
- (۷) بادشاہ نامہ عبدالحمید لاہوری
- (۸) بیگلر نامہ ادراکی بیگلاری خطی ذخیرہ حسام الدین راشدی
- (۹) ضمیمہ تاریخ سندھ محمد بن زندہ علی بیگ
- (۱۰) مقالات الشعراء میر علی شیر قانع مطبوعہ ایڈیشن حسام الدین راشدی
- (۱۱) تحفۃ الکرام علی شیر قانع خطی و مطبوعہ فارسی
- (۱۲) طبقات اکبری (۳ جلد) خواجہ نظام الدین بنگال ایشیائک

- (۱۳) تعلیقات مکی نامہ حسام الدین راشدی مجلہ مہران
 (۱۴) مقدمہ مثنوی چنیسرنامہ " سندھی ادبی بورڈ
 (۱۵) تزک جہانگیری مطبوعہ نولکشور
 (۱۶) تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی بنگال ایشیائیک
 (۱۷) تاریخ طاہری طاہر نسیانی خطی ذخیرہ
 حسام الدین راشدی
 (۱۸) آئین اکبری ج ۱ بلاخمن بنگال ایشیائیک سوسائٹی
 (۱۹) میرزا غازی ترخان حسام الدین راشدی مطبوعہ مجلہ تاریخ
 و سیاسیات
 (۲۰) میر مائل (مقالہ) حسام الدین راشدی مجلہ مہران
 The Antiquities of Sind. H. Cousens 1929 (۲۱)
 (۲۲) مجلہ علوم اسلامیہ شماره اول علی گڑھ
 (۲۳) قرنیہ عنایت خان آشنا خطی ذخیرہ ضیائی
-

غلط ذامہ

کتاب میں طباعت کی غلطیاں جا بجا رہ گئی ہیں، چند غلطیوں کی درستی ضروری ہے۔ امید ہے کہ قارئین پڑھنے سے بیشتر ان کو درست کریں گے:-

(۱) صفحہ ۳۳۰ پر کتاب ختم ہوتی ہے، اور فہرستیں شروع ہو جاتی ہیں۔ غلطی سے صفحہ ۳۳۱ کے بجائے فہرست کی پہلی جز پر عدد ۱ تا ۶ چھپ گئے ہیں۔ نیز اسی جز کے اوپر بجائے ”مظہر شاہجہانی“ کے، میری دوسری کتاب ”روضۃ السلاطین“ کا نام طبع ہوا ہے۔ قارئین اعداد کو ۳۳۱ تا ۳۳۶ درست کر لیں۔

صفحہ	۲	غلط	حضرت آشیانی	صحیح	حضرت عروہ آشیانی
»	۱۰	»	راجیال	»	راجیال (راج پال)
»	۱۳	»	رراعت	»	زراعت
»	۱۶	»	دوونکی	»	دونبکی
»	۶۸	»	المتانۃ فی مرتبۃ	»	المتانۃ فی مرتبۃ
»	۱۲۶	»	ہی	»	ہی

اضافہ

صفحہ ۱۴۱ پر جکر کا لفظ آیا ہے، یہ گرد و غبار آلود
ہوا کی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں جھکڑ لکھا
جاتا ہے۔ محاورہ ہے مثلاً جھاڑ جھکڑ۔ سندھی میں اسے جھکڑ
لکھتے ہیں۔ یہ ہندی الاصل لفظ عرفی شیرازی نے
”وصف کشمیر“ کے عنوان سے جو قصیدہ لکھا ہے، اس کے ایک
شعر میں یوں بانداھا ہے۔

در چاشت کہ از شبنم، گل گرد فشاند

آن باد کہ در ہند گر آید، جکر آید

کتاب کے متن میں جہاں فوج علی کا نام آئے وہاں فوج علی
پڑھنا چاہئے۔ یہ دو بھائی تھے جن کے متعلق صاحب
”ذخیرۃ الخوانین“ نے لکھا ہے کہ :

”فوج علی و برج علی دو برادر بودند۔ اصیل ترکمان
سپاہ منصور بودند، برج علی چندان ترقی نکرده۔ فوج علی
منصب و جاگیر یافت۔ مدتی تعینات گجرات بود، و در
عهد حضرت جنت مکانی پرکنہ سیوی و گنجاہ از توابع بھکر

جاگیر داشت . در کاچه بلوچان و افغانان عمل خوب کرده و چندان آدم کشی کرد که اگر طفلی گریه میکرد و افاغنه بزبان خود میگفتند که : قوج علی را غلی ! فی الحال از ترس گریه میماند .

دو کراه آهن پر از آب کرده در زیر او آتش می افروخت، خواه دزد خواه گنه‌گار دست و پای او بسته دران کراه می انداخت . فی الحال دران آب گرم بریان میشد . قریب هزار آدم در آن نواحی باین روش براه عدم فرستاده باشد . در سفاکی و بیباکی نظیری نداشت .

از شومی^۱ ظلم لاولد بود، دختری داشت خضر خان نام کرده او را چیره بندی نگاه میداشت، و در زندگی عروسی او نکرده، و قسم بر سر او میخورد، و بسیار آن دختر را دوست میداشت .

قریب یک لک رویه از مهاجنانِ اکبرآباد و لاهور و ملتان قرض گرفته، به پرگنه سیوی و گنجابه رفته بود . و ساهوکاران را اکثر همراه برده تمسکات و قبض الوصول از هر کدامی گرفته براه عدم فرستاد . از آنجا تغیر شده بدرگاه آمد، و با مسود اوراق [شیخ فرید بهکری مؤلف ذخیره الخوانین] در افتاد که : سبب تغیری جاگیر من که به پسران با یزید بخاری تنخواه شد، شما بودید ! — تلاش بسیار کرد فوج داری سرکار بهکر گرفته ازین احقر بر آورد . خدا غالب بود، بتدابیر بنده تعنیات پتنه همراه

مقرب خان گشت . و ہمانجا سفر آخرت اختیار گزید .
 ہر چہ کاشۃ بود ، در دیدہ باشد . (ذخیرۃ الخوانین
 خطی ص ۸-۹۰۳) .

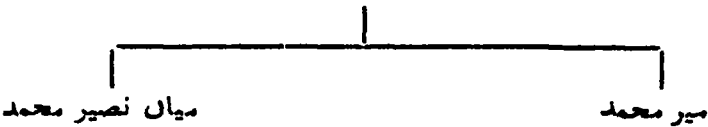
جب یہ صفحہ زیر طبع تھا ، اس وقت راقم الحروف کو
 اپنے ذخیرہ کتب سے دیوان حافظ (مطبوعہ منشی نولکشور -
 در مطبع مطلع نور [۱]) کا ایک نسخہ ملا ، جس کے سر ورق
 پر مخدوم محمد جعفر بوبکانی بن مخدوم میران کا نسب نامہ
 کسی نامعلوم شخص کے خط میں لکھا ہوا تھا ، چونکہ اب تک
 مخدوم موصوف کا نسب نامہ کہیں نہیں ملا ہے اور یہ
 دونوں شخصیتیں صف اول کے علمائے سندھ ہیں سے ہیں ،
 نیز اس کتاب مظہر شاہجہانی کے متن میں (صفحہ ۶۸) پر بھی
 ان کا ذکر آیا ہے۔ اس وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ
 اس نسب نامے کو اسی اضافہ میں شامل کر دوں تاکہ ان دو

[۱] دیوان حافظ کے اس مطبوعہ نسخہ کی کتابت منشی محمد
 شمس الدین المخاطب باعجاز رقم نے کی ہے ، اور یہ ہانچواں
 ایڈیشن ہے ، جو ماہ اپریل ۱۸۹۷ء میں لکھنؤ میں طبع ہوا ۔
 ۵۱۳۱۳

اختتام پر مولوی عبدالعلی مدراسی کا تصنیف کیا ہوا
 قطعہ تاریخ ہے ، جس سے طباعت کا مال (کلام معجز نمای
 حافظ - ۵۱۳۰۱) برآمد ہوتا ہے۔ تقریظ مولانا محمد ہادی علی
 اشک (نور اللہ ورقدہ) کی ہے ، جس نے اسی نسخے پر کچھ
 حواشی بھی لکھے ہیں۔

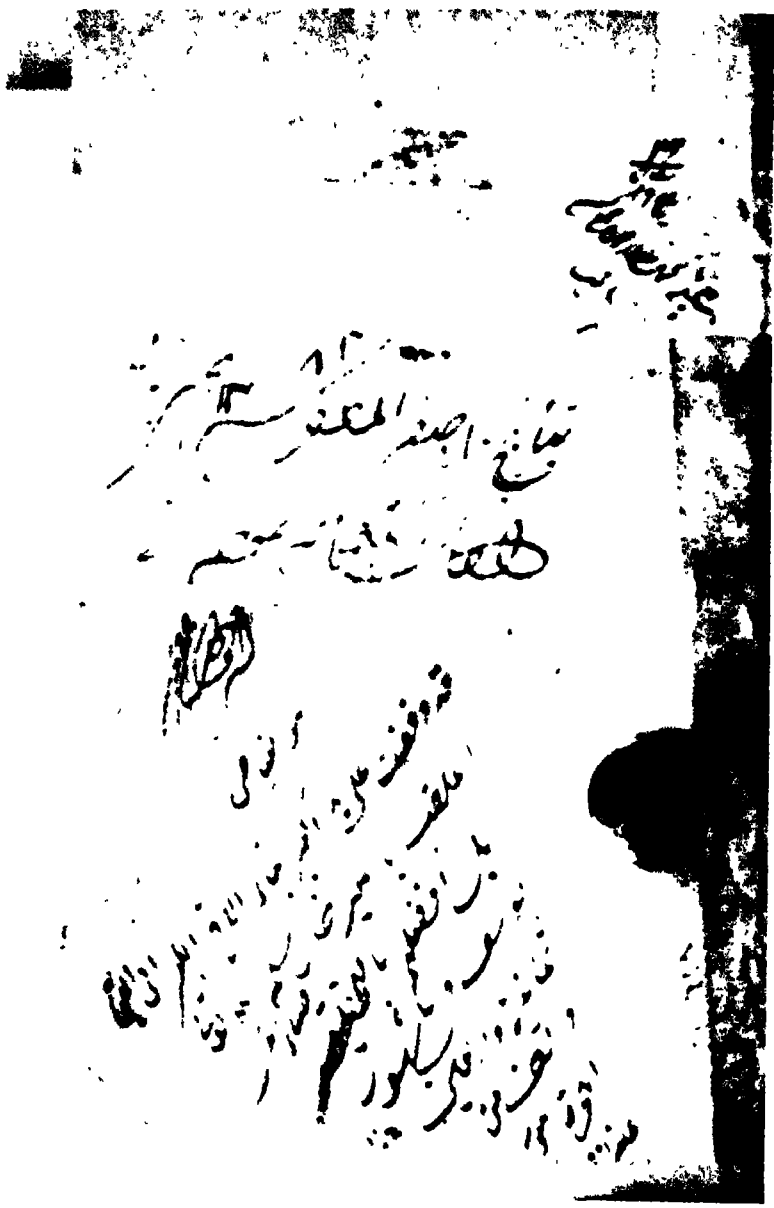
بزرگوں کے خانوادہ سے شغف رکھنے والے علم دوست حضرات استفادہ کر سکیں۔ شجرہ نسب اس طرح لکھا ہوا ہے :-

شجرہ متبرکہ مخدومان قریشیان ہلی عباس بوہکان
 عبد المناف - ہاشم - عبد المطلب - عباس - عبد اللہ - ہاشم -
 ابو بکر - سلطان اندس (?) - بزدار خان - سالار خان -
 سلطان ترک - سلطان خلجی خان - ابو بکر - شیخ محمد -
 شیخ ابو بکر - عاری - میرہ - مروتہ (?) - شیخ قلندر - مرزوق -
 نور الدین - محمد یعقوب - محمد میران بوہکانی (استاد شاہ حسن
 ارغون وغیرہ) - مخدوم جعفر بوہکانی (صاحب ستانہ) -
 نصیر الدین - خیر محمد - عبد الصمد - خیر محمد - عبد الصمد
 عرف وڈل - پیر محمد - امید علی ۔

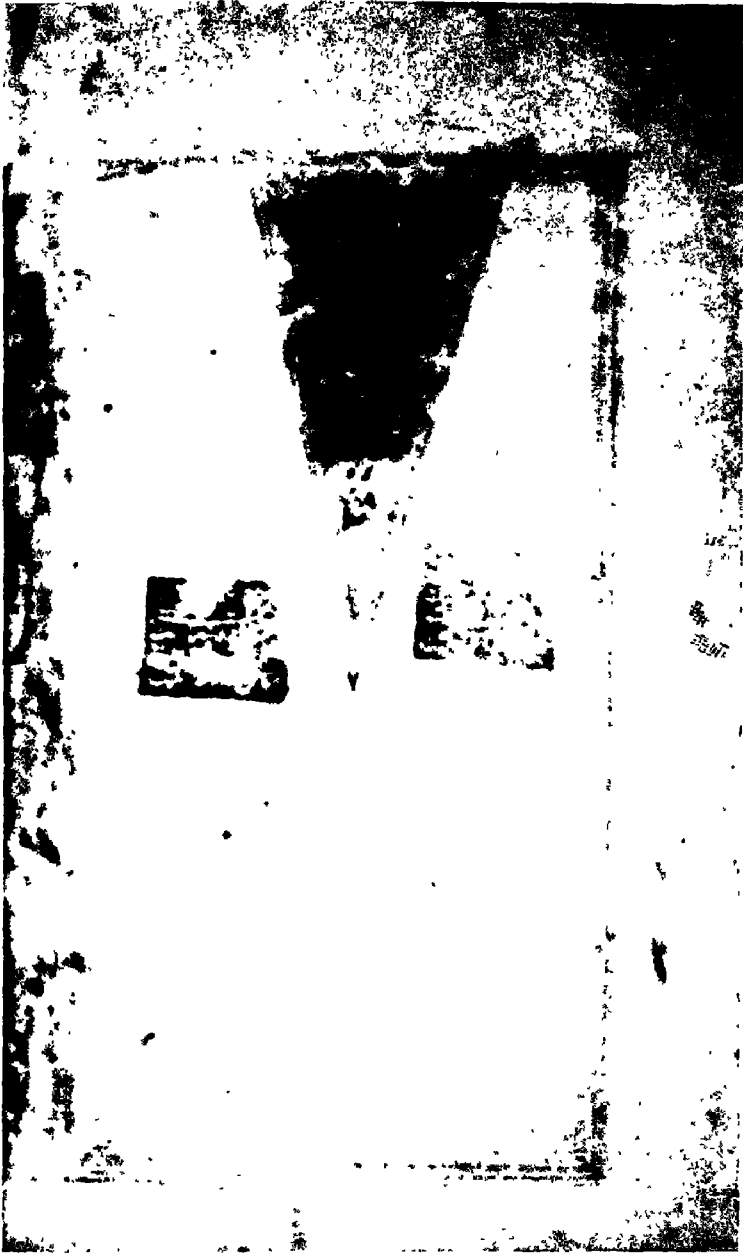


یہ شجرہ قیاماً معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد بن امید علی نے دیوان حافظ کے خالی ورق پر لکھا ہے ۔





(۱) عکس خط یوسف میروک



(۴) عکس صفحه آخر کتاب

گوشوارہ واقعات مہم تاریخی

(۱۰۳۳-۱۱۳۵)

۱۱- محرم ۱۰۳۵ھ - سید بایزید بخاری کی وفات پر جہانگیر

بادشاہ نے صوبہ ٹھٹھہ شہزادہ شہریار

(داماد نورجہاں بیگم) کی جاگیر میں دے

دیا، جس کا نائب شریف الملک ہوا۔

۲۸- صفر بروز اتوار جہانگیر نے کشمیر سے آتے ہوئے راجور

کی منزل سے روانہ ہونے کے بعد، بعمر ساٹھ

۲۲ سال جہانگیری) برس راستے میں وفات پائی۔ (حکومت

۱۲ سال ۸ ماہ ۱۵ دن)

- آصف خان ابوالحسن یمن الدولہ نے

سر دست خسرو کے بیٹے، داور بخش کو

تاج پہنایا، نورجہاں اپنے داماد شہریار

کو بادشاہ بنانا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے

بھائی یمن الدولہ نے اس ارادے کو

عملی جامہ پہناتے نہ دیا، اور اپنے داماد

شاہجہان کو تخت نشین کرنے کے منصوبے پر کاربند ہو کر بادشاہ کے انتقال کی خبر پہنچانے، بنارسی نامی ایک ہندو ہرکارے کو چکر ہٹی کی منزل سے (جو کشمیر اور لاہور کے وسط میں واقع ہے) دکھن کی طرف روانہ کر دیا، جہاں اس وقت شاہجہان کا قیام تھا۔

۱۹- ربیع الاول بروز اتوار ۱۰۳۷ھ - بنارسی نے بیس دن کے بعد یہ خبر دکھن کی آخری سرحد پر مہابت خان کو پہنچائی، جس نے شاہجہان کو اسی وقت اطلاع دی۔

۲۲- ربیع الاول - شاہجہان گجرات کے راستے دکھن سے آگرے کی طرف روانہ ہوا۔ ۱۰۳۷ھ

۱۸- ربیع الثانی - محمود آباد (احمد آباد) کے مقام پر شاہجہان نے، شیرخان کا گجرات اور میرزا عیسیٰ ترخان (ثانی) کا ٹھہہ کی صوبہ داری پر، تقرر کیا۔ ۱۰۳۷ھ

۲۳- جمادی الاول - شاہجہان کی تخت نشینی کا آگرے میں اعلان ہوا۔ مظہر شاہجہانی کے مؤلف یوسف میرک کا بڑا بھائی میر ابوالبقا امیر خان اس وقت، شاہجہان کے خسر یحییٰ الدولہ آصف خان کی طرف سے، ملتان

میں نائب تھا ۔

۲۵۔ جمادى الاول
۱۰۳۷ھ
— شاہجہان کے حکم سے ، آصف خان
یحیٰی الدولہ نے۔ جو کہ اس وقت لاہور کا
صوبہ دار تھا۔ داور بخش (پسر خسرو)
جس کو اس نے جہانگیر کی وفات پر
فی الحال تخت نشین کیا تھا، لاہور میں
قتل کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے بھائی گرشاسب
اور شہریار کے بیٹے طہمورث اور دانیال
کے فرزند ہوشنگ کو بھی زندگی کی نعمت
سے محروم کر دیا۔

۲۶۔ جمادى الاول
۱۰۳۷ھ (شب پنجشنبہ) ہو کر باغ نورجہاں میں منزل انداز ہوا۔
۲۷۔ جمادى الثاني
۱۰۳۷ھ
— شاہجہان کی تخت نشینی کی باقاعدہ
رسم ادا ہوئی۔

۱۔ رجب ۱۰۳۷ھ
— میرزا عیسیٰ ثانی کی ٹھٹھ سے تبدیلی
ہوئی، اور خواجہ باقی عرف شیر خواجہ کے
تقرر کا فرمان صادر ہوا۔ میرزا عیسیٰ
۱۸۔ ربیع الثاني سے لیکر ۱۔ رجب ۱۰۳۷ھ
تک ٹھٹھ کا حاکم رہا۔

۹۔ رمضان ۱۰۳۷ھ
— خواجہ باقی نے ٹھٹھ آئے ہوئے راستے
میں وفات پائی۔ (۲ ماہ ۲۱ دن کل
حکومت اس کے نام رہی)

۲۲- رمضان ۱۰۳۸ھ - میرزا احسام الدین مرتضیٰ خان کا اس کی

جگہ پر ٹھٹھ کے لئے فرمان صادر ہوا۔

؟ ؟ ۱۰۳۸ھ - احمد بیگ خان برادرزادہ نورجہان کا

تقرر سیوہن پر ہوا۔

۸- ربیع الاول ۱۰۳۸ھ - میرزا عیسیٰ ترخان ثانی کو متھرا میں

جاگیر دی گئی۔

۷- ربیع الثانی ۱۰۳۸ھ - میرزا عیسیٰ ٹھٹھ سے واپس دربار میں

آگرے پہنچا۔

؟ ؟ ۱۰۳۹ھ - یوسف میرک، احمد بیگ اور اس کے

بھائی یوسف کے مظالم سے تنگ آکر سیوہن

سے نکلا، تاکہ ملتان پہنچ کر، مظالم کی

حکایات کا ایک طومار لکھے، اور وہاں سے

دربار میں پہنچ کر بادشاہ کے حضور میں

داد گستری کے لئے پیش کرے۔

؟ ؟ ۱۰۳۹ھ - میرزا احسام الدین مرتضیٰ خان نے، جو کہ

احمد بیگ کا رشتہ دار تھا، حرکت قلب

بند ہو جانے سے ٹھٹھ میں وفات پائی۔

۱۲- ربیع الاول ۱۰۳۹ھ (شب)

میر ابوالبقا امیر خان کو ملتان سے

یمین الدولہ کی نیابت سے تبدیل کر کے،

مرتضیٰ خان کی جگہ پر ٹھٹھ کا صوبہ دار

بنایا گیا۔

۱۳- احمد بیگ خان کو سیوہن سے تبدیل

کر کے ابوالبقا کی جگہ پر ملتان رکھا گیا ۔
— احمد بیگ خان کی جگہ پر سیوہن میں
دیندار خان کا تقرر ہوا ۔

— یوسف میرک ابھی سیوہن سے نکل کر
بہکر سے ہوتا ہوا بھائی کے پاس ملتان
پہنچا ہی تھا کہ، یہ سب واقعات
ظہور پذیر ہوئے ۔

ربیع الثانی ۱۰۳۹ھ — غالباً ابوالبقا نے ملتان سے ٹھٹھہ کے لئے
کوچ کیا ہوگا، اور ساتھ ہی یوسف میرک
کو بھی واپس ٹھٹھہ لیتا آیا ۔

۱- شوال ۱۰۴۰ھ — ملتان سے احمد بیگ کا تبادلہ ہوا،
اور نجابت خان بن میرزا شاہ رخ کو وہاں
مقرر کیا گیا ۔

۲۸- رجب ۱۰۴۱ھ — شاہجہان کو اطلاع ملی کہ ارسلان
بیگ شمشیر خان نے، جو کہ اس وقت
بنگش کا قلعہ دار تھا، وفات پائی ۔

۱- ذی الحج ۱۰۴۱ھ — ملتان سے نجابت خان کی تبدیلی ہوئی
اور قلیچ خان کو وہاں مقرر کیا گیا ۔

؟ ؟ ۱۰۴۳ھ — میں یوسف میرک نے ٹھٹھہ یا سیوہن
میں مظہر شاہجہانی پر نظر ثانی کی ہوگی ۔

۱۹- محرم ۱۰۴۴ھ — بوقت ظہر مظہر شاہجہانی کے سپیضہ
کی تکمیل ہوئی ۔

۱ ۱ — میں سیوہن کا حاکم جان نثار خان
تھا۔

۱۱۰۴۴ — میں یوسف میرک کا بڑا بھائی میر ابوالبقا
امیر خان جوناگڑھ میں نائب الحکومت
تھا۔

شرح نسب نامهای پدری و مادری نورجهان بیگم

- (۱) بعد از درگذشت پدر، از دست روزگار تنگ آمده بطریق فرار روانه هند شد. در راه اسباب بغارت رفته احوال به مرتبه انجامید که همگی، دو اسب سواری بود که نوبت سوار می شدند. داماد میرزا علاءالدوله آقای ملا دوات دار بود. همسرش بتاریخ (۲۹-مهر) ۱۳- ذی قعد ۱۰۳۰ هـ (۱۶ جلوس جهانگیری) حیات را پدرود گفت. میرزا غیاث بعد از این حادثه سه ماه و بیست یوم زندگانی کرد (رک- مائر ج اول ص ۱۲۷-۱۲۸ بلاخن ص ۵۷۳)
- (۲) رک- تزک جهانگیری و مائر ج ۲ ص ۵۷۹ پسر بزرگ.
- (۳) در توطئه قتل جهانگیر، با شاهزاده خسرو همکار بود، بدین سبب جهانگیر او را در "سرخاب" به قتل رسانید. رک- تزک ص ۱۳۵ -

(۳) (بہ قیاس بلاخمن) احمد بیگ پسر محمد شریف بود و مظالم احمد بیگ خان، سبب تالیف مظہر شاہجہانی شد. در سال ۱۰۳۰ھ جهانگیر اورا بہ خطاب خانی سرفراز کرد.

(۵) رک - بادشاہ نامہ حصہ ۲ ص ۳۰۷

(۶) رک - مائر ج ۳ ص ۳۸۲ - پسر دوم.

(۷) ملا محمد تتوی استاد او بود. بندر لاهری و بکر و سیوہن شامل جاگیرش بود، و ابوالبقا امیر خان (برادر بزرگ مصنف مظہر شاہجہانی) در ملتان نیابت او می کرد. برای خوردن غذا، اشتہای زیادی داشت. خوراک شبانہ روزی او، بہ یک من شاہجہانی رسیدہ بود. حویلی او در لاهور بہ بیست لک روپیہ مرتب شدہ بود کہ بعد از درگذشت او بہ داراشکوہ دادہ شد. در دہلی و آگرہ و کشمیر ملک دو کروڑ و پنجاہ لک داشت. اخراجات و مصارف کہ در سرکارش بود، بمقل نمی گنجد.

رک - مائر ج ۱ ص ۱۰۸-۱۰۹ ج ۳ ص ۳۷۰ - پسر سوم.

(۸) حاجی حور پرور خانم (خالہ نورجہان بیگم) زوجہ او بود. ابراہیم خان با برادر زادہ خود احمد بیگ علاقہ و محبت وافری داشت. در سال دہم جهانگیری (۱۰۲۳-۱۰۲۵) بعد از فتح کوکسرہ (بہار) جهانگیر اورا در مقام اجیر خطاب فتح خانی داد.

خود از دست عساکر شاهجهان در موضع اکبر نگر کشته شد و در همان قریه در مقبره^{*} پسرش، که بنا کرده^{*} او بود، دفن شد. احمد بیگی همان وقت که همراه او بود زخمی شد. رک - تزک ۳۳۳

(۹) صادق خان متوفی ۹ - ربیع الاول ۱۰۴۳ هـ. رک - مائر ج ۲ ص ۲۹

(۱۰) جهانگیر در سال ۱۰۲۳ خطاب خانی داد. رک - مائر ج ۱ ص ۱۸۰

(۱۱) سال تولد به احتمال قوی ۸۹۸۴ بود و به سن ۷۲ بتاریخ ۲۹ - شوال ۱۰۵۵ هـ (۱۷ - دسمبر ۱۶۴۵ ع) حیات را بدرود گفت. مدفنش در لاهور. بتاریخ ربیع الاول ۱۰۲۵ هـ، در شهر اجمیر جهانگیر او را لقب نورجهان داد. رک - تزک ۳۳۷

(۱۲) رک - مائر ج ۲ ص ۶۲۲

(۱۳) قاسم خان، صاحب دیوان بود و منشأ^{*} تش نیز معروف رک - مائر ج ۳ ص ۶۷

(۱۴) مولف خلاصه^{*} کونین، در رعنائی و میرزائی شهره^{*} آفاق بود، تکلف و تصنعی طرفه در ملا بس و معاقل، به کار بردی، و لطافت و نظافت تمام در بساط فرش نگاه داشتی، و زب و زینتی و تزک و تزئین در جلوس و قعود و قیام و جمیع دنیا داری، بنوعی رعایت نمودی که، درین باب هیچ کس از همسران بل برتران به او نمی رسید، و نازک مزاجی و عالی دماغی او، به جای رسیده که گاهی

هنوز در چیره بستن بودی که خبر برخاست دربار می رسیده و گاهی در عین چیره بستن دماغش وفا نمی کرد، سواری موقوف می نموده به دولت جد بزرگوار خود، به معارج عزت و اعتبار اوج گرا گشته با عمده سر بزرگی و برتری می افراخت و نخوت و باد بروت به مرتبه داشت که فلک و ملک را به نظر در نمی آورد. مائر ج ۳ ص ۵۱۳ (۱۵) در زمان شاهجهان به حکومت بکر آمد و با دختری از قبیله سمیجه عروسی کرد، و از هما زن میرزا طهمورث تولد گشت. رک - ذخیره الخوانین خطی ص ۵۱۲

(۱۶) رک - مائر ج ۳ ص ۲۶

(۱۷) انتخارخان یا مفاخرخان. رک - مائر ج ۱ ص ۲۳۴

(۱۸) رک - ذخیره الخوانین ص ۳۱۱

(۱۹) رک - مائر ج ۱ ص ۳۱۰ - لقب آصف الدوله نیز داشت.

(۲۰) رک - مائر ج ۱ ص ۸۱۴ - خدا بنده فرزندی از این

زن نداشت.

(۲۱) رک - مائر ج ۳ ص ۸۳۰

(۲۲) رک - مائر ج ۲ ص ۷۳۱ - جعفر خان پسر اول بود،

پسر دوم صلابت، پسر سوم عبدالرحمن مرحمت خان و

پسر چهارم میرزا بهرام خان.

(۲۳) رک - مائر ج ۱ ص ۴۵۴

(۲۴) رک - مائر ج ۱ ص ۴۵۷

(۲۵) رک - مائر ج ۱ ص ۴۵۷

(۲۶) رک - مائر ج ۲ ص ۳۱۶ ذخیره ۳۰۷ وفات صفی خان همان طوریکه در مائر ذکر شده در اواخر سال ۱۰۳۹ است و از روی بادشاه نامه ماه محرم ۱۰۵۰ هـ - رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۱۹۸-۲۸۰ در بنگاله وفات یافت و شهنشاه این خبر را بتاريخ بیست و هشتم صفر از وقایع ممالک شرقی شنید و خود بتاريخ غره ربیع الاول ۱۰۵۰ به منزل ملکه بانو رفت . صفی خان موصوف برادری داشت بنام سلطان نظر، که دیوان خاقانی و انوری و مثنوی و حدیقه را حفظ کرده بود . رک - مائر ج ۲ ص ۳۳۱

(۲۷) رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۱۹۸

(۲۸) رک - مائر ج ۱ ص ۱۶۷-۷۷۵ میر میران یزدی از زن ایرانی، این پسر داشت .

(۲۹) رک - مائر ج ۱ ص ۲۷۷ از بیگم صاحب جی هیچ فرزند نه داشت ولی از مدخولها اولاد کثیر داشت . فرزند بزرگش میرزا اسحاق، خطاب امیر خانی یافت و با دختر بهره مند خان عزیزالدین میر بخششی (بن میرزا بهرام بن صادق خان میر بخششی) عروسی کرد . پسران دیگر او، میرزا جعفر عقیدت خان و میرزا ابراهیم و مرحمت خان هادی خان و یوسف خان و اسد خان بودند .

میرزا ابراهیم مرحمت خان و میرزا اسحاق امیر خان و خدیجه بیگم (که زوجه روح الله خان ثانی بود) از یک مادر بودند .

- (۳۰) رک - مائر ج ۲ ص ۳۰۹
- (۳۱) رک - مائر ج ۲ ص ۸۲۳
- (۳۲) رک - مائر ج ۲ ص ۳۱۵
- (۳۳) رک - مائر ج ۳ ص ۷۳۶
- (۳۴) میرزا باقر خان نجم ثانی بدختر خدیجه بیگم (زوجه
حاکم بیگ کابلی و همشیره نورجهان بیگم) عروسی کرد
- (۳۵) رک - مائر ج ۲ ص ۴۲۱
- (۳۶) شاید همین پسر سلطان نظر باشد . رک - مائر ج ۱
ص ۱۸۵
- (۳۷) رک - مائر ج ۳ ص ۸۳۰
- (۳۸) رک - مائر ج ۲ ص ۹۳ - ذوالفقار خان بسال ۱۰۶۷ هـ
با بدنیا نهاد و بسن ۳۹ سالگی بتاریخ ۱۶ - محرم ۱۱۲۴ هـ
وفات یافت . هیچ فرزند نداشت . ناصر علی در مدح
او غزل گفته که مطلعش این است :
- ای شانِ هیدری ز جبین تو اشکار
نامِ تو در نبرد ، کند کار ذوالفقار
- رک - مائر ج ۲ ص ۱۰۴
- (۳۹) وقتیکه گوهر آرا زائید، در برهان پور وفات یافت .
- (۴۰) رساله ای بنام مونس الارواح در شرح احوال زندگی
خواجه معین الدین چشتی سجزی اجمیری تالیف کرد .
- (۴۱) دلرس بانو بیگم (دختر شاهنواز خان بن میرزا رستم صفوی
قندهاری) در عقد داشت - رک - رقعات عالمگیری

نجیب اشرف ندوی ج ۱ ص ۱۵۳

(۳۲) رک - مائر ۱ ص ۷۸۵ - این همسر خان زمان میر خلیل
(که خاله عالمگیر هم بود) روزی زمین آبادی را
(که مغنیہ معروف دربار خان زمان بود و گویند که
مدخولہ او بود) همراه خود پیش شاهزادہ عالمگیر بُرد،
شاهزادہ اورا دہد و عاشق او شد . رک - مائر ج ۱
ص ۷۹۰

(۳۳) رک - مائر ج ۱ ص ۷۰۷

(۳۴) رک - مائر ج ۲ ص ۶۹۰ و بلاخن ص ۵۷۵ - همسرش
دختر شاهنواز میرزا ایرج بن عبدالرحیم خانخانان بود و
از آن هیچ فرزندی نہ داشت .

(۳۵) رک - مائر ج ۳ ص ۲۸۰

(۳۶) در اواخر سال دوم عالمگیری بہ عقد روح الله خان
در آمد .

(۳۷) ذوالفقار خان پسر مہر النساء بیگم بنت یمین الدولہ ،
ازین زن هیچ فرزندی نہ داشت - رک - مائر ج ۲
ص ۹۳

(۳۸) مائر ج ۱ ص ۲۹۲ - ج ۳ ص ۳۵۰

(۳۹) رک - مائر ج ۱ ص ۸۱۴ - هیچ پسر از دختر اسد خان
نہ زائید ولی پسرانی کہ داشت از زنہای دیگر او بودند .
(۴۰) از دست مرہتان در عتفوان شباب در سال ششم جہانگیری
بقتل رسید .

(۴۱) رک - مائر ج ۳ ص ۳۳۵ - ۳۴۱ - ۸۲۸

(۵۲) نسب نامه میر میران یزدی بدین قرار است -

میر میران امیر خان متوفی ۱۱۰۹ هـ (شوهر صاحب جی بیگم)
 - بن میر خلیل الله ثانی یزدی متوفی ۱۰۷۲ هـ (شوهر
 حمیده بانو بنت ملکه بانو دختر یمین الدوله) -
 بن میر میران یزدی (همراه پدر بهند آمد . شوهر
 صالحه بیگم دختر یمین الدوله) - بن شاه خلیل الله یزدی
 (شوهر صفیه سلطان بیگم دختر شاه اسمعیل ثانی
 ۸۳-۸۴ هـ در سال ۱۰۱۶ هـ بهند آمد و در سلسله
 اسرای جهانگیری منسلک شد) - بن مرتضی الممالک
 اسلام و مقتدای طوائف انام امیر غیاث الدین محمد
 میر میران یزدی متوفی ۹۹۸ هـ - بن مرتضی الممالک
 اسلام شاه نورالدین نعمت الله باقی یزدی (شوهر خانن بیگم
 همشیره شاه طهماسب صفوی ۳۰-۹۸۳ هـ) - بن امیر
 نظام الدین عبدالباقی مقتول ۹۲ هـ (صدر شاه اسمعیل صفوی
 متوفی ۹۳ هـ) - بن امیر حبیب الله (؟) رک - جامع مفیدی
 ص ۸۳ و مآثر الامراج ۳ ص ۸۲۸ - بن شاه نعیم الدین
 نعمت الله ثانی (سلطان قلی قطب شاه بانی سلسله قطب
 شاهیه دکن - پس از مرگ سلطان محمود شاه بهمنی در
 سال ۹۲۴ هـ بدعای این بزرگ - بحکومت رسید . سید
 موصوف شهزادی خانم بنت میرزا جهان شاه بادشاه
 آذر بایجان (۳۱-۸۸۲ هـ) در عقد داشت) - بن شاه
 ظهیر الدین علی (؟) - بن شاه حبیب الدین محب الله

(دختر سلطان علاؤالدین احمد شاه بهمنی (۳۸-۵۸۶۲) بنام خوانزده حمیرا در عقد داشت و در دکن وفات یافت) — بن برهان‌الدین خلیل‌الله ۷۷۵-۵۸۳۷ (همراه دو پسران دیگر یعنی شاد محب‌الدین حبیب‌الله متوفی ۵۸۶۳ (داماد احمد شاه بهمنی) و شاه حبیب‌الدین محب‌الله از ماهان (کرمان) بدکن تشریف آورد . احمد شاه بهمنی بعد از وفات خواجه گیسو دراز (۵۸۲۵) معتقد شاه نعمت‌الله ولی کرمانی شده بود، و بدین وجه اولاً ملک المشائخ شاه نورالله بن شاه برهان‌الدین خلیل‌الله از ماهان بدکن آمد و دختر احمد شاه بهمنی را در عقد آورد — و بعد از فوت شاه نعمت‌الله ولی، برهان‌الدین خلیل‌الله نیز به‌همراه پسران مذکور وارد دکن شد و آنجا وفات یافت) — بن شاه نعمت‌الله ولی کرمانی (۷۳۰-۵۸۳۳) رک :- جامع مفیدی - فرشته - حبیب‌السیر - مائرا الامرا - حدیقه العالم - ریاض‌السیاحه - عمادیه - و سوانح الایام فی شاهده العوام صنع الله چاپ بمبئی .

(۵۳) رک - مائرا الامراج ۳ ص ۸۲۸ میر خلیل‌الله یزدی ثانی (شوهر حمیده بانو بنت ملکه بانو) برادرش بود، ولی میر خلیل‌الله از بطن خاتون ایرانی زائیده شده بود .

A(۵۴) ممدوح او خواجه حبیب‌الله ساوجی بود . دورمیش خان (رک - عالم آرای عباسی و هفت اقلیم) یا درمیش خان

متوفی ۹۳۱ - در سال ۹۲۷ حبیب الله را وزیر خویش ساخت و حبیب الله در حدود ۵۹۵ زنده بود (میخانه لاهور ۱۳۴) - خواجه موصوف بسیار علم پرور بود، کتابهای متعددی بنامش معنون شده، مثلاً: تاریخ حبیب السیر، تحفة الحبیب فخری هروی، ترجمه مجالس المنفائس فخری هروی و رساله هیئت عبدالعلی برجندی -

(۵۴) از اولاد شیخ شهاب الدین سهروردی متوفی ۶۳۳

رک - مائرج ۱ ص ۹۲-۱۰۷-۱۲۶-۱۳۵-۲۰۳ -

(۵۵) رک - مائرج ۱ ص ۹۰ - آصف خان اول عبدالمجید بود،

آصف خان ثانی همین غیاث الدین علی قزوینی و آصف خان

سوم جعفر بیگ، و آصف خان چهارم ابوالحسن

یعین الدوله .

(۵۶) رک - مائرج ۱ ص ۱۳۹

(۵۷) رک - مائرج ۱ ص ۵۵۸

(۵۸) رک - مائرج ۱ ص ۹۰

(۵۹) میرزا حسام الدین (بن میر جمال الدین حسین خان انجو

صاحب فرنگ جهانگیری) در تنه وفات یافت و بعد از او

ابوالبقاء امیر خان برادر بزرگ یوسف میرک، تغییر

ماموریت یافت و از ملتان به تنه رفت. در مائرج الامراء،

مذکور است که: میرزا حسام الدین همشیره احمد بیگ خان

برادرزاده ابراهیم خان فتح جنگ را به عقد نکاح آورده

بود، و بدان وسیله جلیله اوج پیمای عزت و اعتلاء

گردید و بسیار در فرمان برداری و استرضاء آن عقیفه می کوشید. هرگاه در نوروز و اعیاد بیگم به دولت سرای شاهی می رفت، میر موصوف قدرت نه داشت که بی اجازت به کاخ در آید. معتمد خان در تکمله تزک جهانگیری نوشته است که میر حسام الدین دختر تغای نورجهان بیگم را در خانه داشت. رک - فولکشور ص ۳۷۹ -

(۶۰) رک - بادشاه نامه ج ۲ ص ۶۰۶-۳۳۶

(۶۱) رک - بادشاه نامه ج ۱ حصه ۱ ص ۳۲۷

(۶۲) رک - مائر ج ۱ ص ۱۵۱-۱۵۲ در زمان جهانگیر همین دختر خواجه غیاث، عطر گل را ایجاد کرده بود. تزک ترجمه اردو لاهور ص ۳۷۹ -

(۶۳) رک - مائر ج ۱ ص ۱۰۷ زنان متعددی داشته در بیماری آخری یک صد "سهیلی" را از کاخ بر آوردند - مصنف مشنوی خسرو شیرین و مشنوی لیلی معنون - بعد از بستری شدن امیر الامراء شریف خان، جهانگیر وقتی که به کابل می رفت، به منزل بساول، میرزا قوام الدین را قام دان وزارت در روز چهارشنبه ۳ - صفر ۱۰۱۶ - مهرد.

(۶۴) رک - تزک ص ۸۵

(۶۵) جد اعلی احمد بیگ خان کابلی میر غیاث الدین ترخان از امرای تیمور بود -

(۶۶) رک - مائر ج ۲ ص ۳۲۹ بلاخن ۵۱۸ -

- سعید خان موصوف بیست و دو پسر داشت که از آن
چند نام در نسب نامه ذکر شده است .
(۶۷) رک - بادشاه نامه ج ۱ ح ۲ ص ۳۲۷ -
در باره پسران نام برده معلوم نشد که آنها از کدام
همسر احمد بیگ خان کابلی بودند -
(۶۸) رک - تزک ص ۱۲۸-۱۲۹
(۶۹) رک - تزک ص ۱۳۰ رک - مائر ج ۱ ص ۲۰۳ -
(۷۰) شریف خان رک - مائر ج ۲ ص ۶۶۵ -

شریف خان پسر مشلا عبدالصمد مصور شیرازی (شیرین قلم)
بن خواجه نظام الملک وزیر شاه شجاع شیرازی . بعد
از درگذشت آصف خان جعفر بیگ ، جهانگیر جاراته
را مجبور ساخت که مصری بیگم را طلاق بدهد و بعد
از گرفتن طلاق ، او را به عقد میرزا لشکری بن میرزا
یوسف داد .

- (۷۱) شاه بیگ خان ، صوبیدار تته شده بود ولی به آنجانه
رسید (بلاخمن ۳۱۵ بادشاه نامه جلد ۱ حصه ۲
ص ۱۳۰-۳۲۷ - شاه بیگ خان در لاهور وفات یافت
(شوال ۱۰۲۹) به سن نود سال (تزک ۶۴۲) .
شاه بیگ (خان دوران) بن ابراهیم بیگ چریک چهار
پسر داشت . عبدالعزیز شاه ، محمد غزنین خان ،
یعقوب بیگ مذکور و اسد بیگ . جهانگیر بادشاه ، خان
دوران را بتاريخ ۲۶- شوال ۱۰۲۶ صوبیدار تته تعیین

کرد ولی او به سبب پیری و ضعیفی خود معذرت خوا
و هر گنه خوشاب را بطور اسلاک و جاگیر حاصل
در لاهور اقامت گزید . از همین جاگیر سی لک ا
می یافت .

(۷۲) دختر معتمد خان بخشی (مولف اقبال نامه جهانگیر
به میرزا علی اصغر نامزد شده بود ، ولی عقد
آنها به انجام نرسید و شاهجهان او را به عقد
خان دوران داد .

(۷۳) رک - مائر ج ۱ ص ۱۷۴ - سرو آزاد ص ۱۴۶ - در
آزاد سال وفاتش ۱۰۵۸ ذکر شده است .

(۷۴) رک - مائر ج ۱ ص ۷۸۵ - ۲۵۴ - همین میرزا
خان زمان شیفته راگ و رنگ بود . پری چهرگان .
آواز و مغنمان عشوه طراز ، در خانه جمع کرده
زین آبادی مشهور (که محبوبه و مرغوبه ایام با
زادگی خلد مکان عالمگیر شاه بود) از آنها بود .
مدخوله میر خلیل خان بود - رک - مائر ج ۱ ص ۹

(۷۵) رک - سرو آزاد ۱۴۶ مائر ج ۱ ص ۲۰۳ - سومین
محمد باقر اعظم خان جهانگیری بود . میر اسحاق ارادت
موصوف ، اولاً دختر میرزا بدیع الزمان بن آقای ملا
جهانگیری (برادر جعفر بیگ آصف خان) را در
داشت . ثانیاً صبیبه زاهد خان کوکه عقد بیو
بست . از او پسر کلانن محمد جعفر است .

(۷۶) صاحب دیوان بود - رک - مائر ج ۱ ص ۲۰۴ و سرو

آزاد ۱۳۶-۱۳۷ -

(۷۷) شاعر فارسی بود -

(۷۸) رک - مائر ج ص ۲۰۵ پس از وفات پدر خود، لقب

موروثی ارادت خانی یافت - شعر را بی رتبه می گفت و

در جمع نساء حریص و کثیر الاولاد بود -

(۷۹) رک - مائر ج ۱ ص ۲۰۶ -

(هر دو نسب نامه در مدت یک سال و سه ماه تکمیل

یافت - روز هفتم ژانویه ۱۹۶۱ میلادی بود که

به این کار برداختم و امروز بتاریخ ۲۷ - مارس ۱۹۶۲ ع

میلادی پایان رسانیدم - در این جا لازم میدانم از

خوانندگان محترم خواهش کنم که اگر اشتباهی بچشم

آنها بخورد، لطفاً بنده را مطلع سازند تا در چاپ دوم

تکرار نشود - در پایان همکاران خود آقایان رشدی و

مسلم ضیای و مولانا قدوسی بی نهایت سپاسگذارم)



- چون آدم لا ملک گم دید! هزار گونه فساد در
دین و دنیا پیدا میشود. چراکه: مدار عالم،
وابسته^۹ معاش است — (۵۳)

- هر رعیت دست تصرف دراز کردن، موجب
خرابی ست — (۱۸۸)

- کار این ملک بجای رسیده که، ملک نا پسران
و ملک بپدادان و ملک بیکسان شده — (۱۷۳)

- یوسف میرک

تاریخ

مظہر شاہجہانی

قسم ثاني
(بتوفيق رباني)



قسم ثاني در بيان احوال ولايت سند
از بهکر تا به تهته



بباید دانست (۲۲۸-۲) که در زمان میرزا شاه حسن ارغون این ولایت را شش سرکار کرده بودند: سرکار بهکر، سرکار سهوان، سرکار نصرپور، سرکار چاچکان، سرکار تهته، سرکار چاکر هاله و جون.

سرکار بهکر اول بدست عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی افتاده بود، و سرکار سهوان و بندر لاهری، بعد از فتح تهته و گرفتن میرزا جانی ترخان، حضرت آشیانی داخل ممالک محروسه بادشاهی نمودند، و تتمه چهار سرکار را در جاگیر میرزا جانی مرحمت فرمودند.

بنا بران این خانه زاد ولایت سنده را سه ملک قرار داد، و چهارم ملک سوی که بعد از فتح بهکر و تهته بمدتی مفتوح شده، و این قسم ثانی منجر بچهار باب شده.

باب اول

(۱-۲۲۹) در بیان احوال ملک بهکر

بر ضمیر منیر خورشید نظیر هویدا باد که بهکر نام قلعه
ایست که در میان هفت دریا، بر کوهی واقع است.

یک طرفش که بجانب اوج است آب زیاده دارد، و
دران طرف محاذی قلعه جنوب رویه لوهري نام شهریست بر
کوهی جنب دریا، و درین جانب یک کوهی دیگر است میان
دریا، مشرف بر قلعه. آنجا پیر غلام صفه چار گوشه ساخته و
بر هر گوشه این صفه، سناری برپا داشته و "صفه صفا" نام
نهاده. در شبهای ایام بیض اکثر در آنجا میگذرانید و با اهل
فضل مجلس داشته، خربزهای موضع نیه بدره را که در چار
کروهی این صفه واقع است، بغایت خربزهای ولایتی آنجا خوب
می‌شوند، صرف میکرد. و خربزهای (۲-۲۲۹) سرآمد را بخدمت
حضرت عرش آشیانی می فرستاد، و حضرت بادشاه بسیار خوش
کرده تناول میفرمودند. و الحال قبر ایشان بر همان چبوتر است
و مقبره جمیع قبیلہ بر آن کوه.

و طرف دیگرش که بجانب سیتپور ناهران است، آب کم
دارد و گاهی در موسم سرما برنگسی کمی میکنند که پایاب

گذشته میشود. و دران طرف محاذي قلعہ شمال رویه، شکر نام شهریست جنب دریا. و بطرف مشرق رویه قلعہ، یک تیر پرتاب، آستانه حضرت خضر علیه السلام بر کوهی در میان دریا ساخته اند.

و در مغرب رویه قلعہ، پاکروهي، کوهی مسطح در میان دریا افتاده، و در آنجا چند درخت خرما و یک گنبدي واقع است. آن کوه را شاد بیلہ می گویند. و در نیم کروهی کوهچه (۱-۲۳۰) در میان دریا بود، چنانچه در هوای زمستان که آب کمی میکرد آن کوهچه ظاهر می شد، و در موسم آب کلانی، هیچ اثر آن کوهچه ظاهر نمی شد. و اکثر کشتیها که از طرف بالا می آمدند بآن کوهچه دکه خورده شکسته، غرق می گشتند. میر معصوم بهکری یک کشتی کلان پر از سنگ کرده بران کوهچه غرق کرده (۱)، گنبد سبزی بالایش عمارت ساخته "سیتاسر" نام نهاده. عجب جای خوش هوا و خوش نما شده. اکثر مردم بطریق سیر آنجا میروند و محفوظ میگردند، و کشتی هم آنجا را دیده در طغیان آب بملاحظه می گذرد.

محاذي این گنبد بطرف شکر بالاي کوه جنب دریا مسجدی بصورتِ جهاز راست کرده، بسیار (۲-۲۳۰) جای باصفا شده، بطرف دریا زینهای سنگ بسته که از آنجا مردم فرود آمده

مظهر شاهجهانی

وضو سازند. روزهای عید تماشاگاهِ خلاق بهکر و شکر است.

و ملک بهکر مشتمل بر هشت پرگنه است. پنج پرگنه بطرف لوهري واقع است و سه پرگنه بطرف شکر. اما آن پنج پرگنه که بطرف لوهري است:

یکی ازان پرگنه ماتيله است. و ماتيله نام قلعه ایست پخته، کهنه، قدیم، و اکثر درین پرگنه مردم داریجه و مَهَر میباشند.

دوم پرگنه آلور است. و الور نیز نام قلعه ایست، پخته، کهنه، قدیم که بر کوه واقع است. در زمان سابق دریا زیر این قلعه میگذشت. و پای تخت والیان آن عصر بود. امیر شاه بیگ ارغون (۱) قلعه قدیم بهکر را بر طرف کرده، قلعه دیگر (۱-۲۳۱) از خشت پخته درست کرد، و قلعه الور و اکثر عمارات مردم ترک و سَمَه که در حوالی بهکر بودند، ویران ساخته، خشت پخته آنها را بعمارت قلعه بکار برد (۲). و تا این زمان که سنه ۱۰۳۳ هـ هزار و چهل و چهار است، همان قلعه موجود است. و این پرگنه هم تعاقب مردم داریجه دارد، و قوم پتوار نیز درین پرگنه اکثر ساکن اند، و شتر بسیار

۱- شاه بیگ بن اسیرذوالنون ارغون بن حسن بصری، والی سند، متوفی ۲۲ شعبان ۵۹۲۸ هـ، تاریخ "شهر شعبان" - برای تفصیل

ر- ک - تاریخ سند میر معصوم - ۱۲۷.

۲- ر- ک - تاریخ سند - ۱۲۳.

دارند. بطرف جیسل میر و ملتان و قندهار بکرایه می دهند.

سوم پرگنه لده کاکن (۱) است. و درین پرگنه نیز مردم داریجه ساکن اند. و از مردم داریجه در عصر امیر شاه بیگ بی اعتدالی روی داده بود، بآخر بسزای خود ها رسیده متنبه شدند. و آن واقعه در "تاریخ سند" (۲) چنان مذکور است که هرگاه (۲۳۱-۲) امیر شاه بیگ، سلطان محمود خان را بحکومت بهکر تعیین فرمود، سادات عظام بهکر متکفل مهمات او نموده، بعض کلانتران داریجه را نیز حکم فرمود که در قلعه باشند. و آن مردم کوتاه اندیش از عهد تخلف نموده، راه فرار پیمودند و باجمعهم ابواب منازعت و مخالفت کشوده در صدد ایذا و آزار سلطان محمود خان شدند. و نهایت سعی در اخراج او بتقدیم رسانیده، از مال و معامله گذاری^۱ وی، استناع نمودند، و فرستادهای او را بیجرمتی^۲ تمام باز فرستادند، و جمعیت نموده در میدان لوهري جنگ جاي راست کردند. و دران حین سلطان محمود خان در سن دوازده سالگی بود، و بی تابی کرده میخواست که بجنگ آنها بر آید، امّا سادات مانع آمده نمی گذاشتند و دلداري (۲۳۲-۱) میدادند. و دو مرتبه مردم داریجه جمعیت تمام نمودند که از آب گذشته بقلعه در آیند و سلطان محمود خان را بگیرند. سادات بهکر ازین معنی اطلاع

۱- شاید "لده کاکن" باشد.

۲- تاریخ سند میر معصوم ناسی بهکری.

یافته برج و باره قلعه را مضبوط ساخته بجنگ مهیاشدند. و آن مردم ملاحظه جمعیت سادات نموده نتوانستند کاری کرد.

درین میان امیر شاه بیگ از شال و سیوی متوجه پرگه باغبانان که از معموله ملک سهوان ست، گردیده به باغبانان رسیده (۱)، مردم ماجیان که طغیان ورزیده سر از اطاعت و انقیاد کشیده بودند، همه را بقتل رسانید و اموال و مواشی آنها را غارت نموده خانمان و قلعه آنها بخاک برابر ساخت (۲). و از آنجا عنان عزیمت بطرف بهکر معطوف ساخته، بقصبه چندوکه که سی کروهی (۲۳۳-۲) مغرب رویه بهکر است، رسید. سلطان محمود خان، بابا جوجک را که اتکه او بود، بملازمت پدر فرستاد و حقیقت حالات خود را عرضه داشت نمود. پدرش میر فاضل آن عریضه را بجنس بنظر امیر شاه بیگ در آورده مرخص شده، از برابر چندوکه با دویست سوار از آب عبور کرده کلانتران

۱- در چهاردهم محرم الحرام سنه سبع و عشرين و تسعمائة میرزا شاه حسن از شال مرخص شده عنان عزیمت به سند معطوف گردانید، و در عرض بیست روز بنواحي سیوستان رسید. و امیر شاه بیگ از عقب او فوج فوج لشکر سامان نموده روانه می گردانید، و خود نیز کوچ کوچ متعاقب ایشان می آمد. (تاریخ سند میر معصوم ص ۱۱۸). و در شهر ربیع الثانی (سبع و عشرين و تسعمائة) بحوالی باغبانان رسید. (تاریخ سند میر معصوم ص ۱۲۰).

۲- رک تاریخ سند ص ۱۲۰.

و مقدمان را دلداری داده با خود همراه می برد.

القصه چون میرفاضل بحوالی بهکر رسید، لالی مَهَر (۱) که عمده زمینداران بوده با برادران آمده بسعادت ملازمت فائز گشت. و کلانتران داریجها بضرورت از هر موضع آمده ملازمت میگردند، تا آنکه میرفاضل به بهکر آمد، و چهل و هفت نفر از سرداران داریجه با خود آورد. و سلطان محمود خان بسعادت پابوس پدر مشرف (۲۳۳-۱) شد. و چون شاه بیگ خبر یافت که میرفاضل (۲) سلامت به بهکر رسید، از منزلی که رسیده بود تمیز تر روانه بهکر شد و در میان قصبه شکر نزول نمود. و سلطان محمود خان بملازمت شاه بیگ رسیده، پای بوس نمود و بانواعِ مراحم و اشفاق سرفراز گشت، و معامله داریجه بعرض شاه بیگ رسانید. روی بجانب قاضی قاضن که یکی از اشراف و اکابر آن دیار بوده کردند. قاضی عرض کرد که زمین این ولایت سیلابست و خار بسیار درین زمین می روید، بیل خار کنی همیشه در دست باید گرفت. شاه بیگ بمجرد شنیدن این سخن، امر بقتل این مردم فرمود. سلطان محمود خان (۳) در ساعت بشهر رسید و شباشب آن مردم را گردن زده

۱- شاید لالو مَهَر باشد.

۲- متوفی ۵۹۲۸ هـ. (تاریخ سند ص ۱۴۵).

۳- سلطان محمود خان بن میرفاضل، ولادت در سنه ثمان و تسمین و ثمانمائه، وفات در سال ۵۹۸۲ هـ بمهر هشتاد و چار سال، تاریخ وفات "در بهشت آسود" (تاریخ سنه ص ۲۳۷).

از برجی که مشهور به "برج خونی" است بزیر انداخت (۲۳۳-۲) و دیگر تا الی یومنا از مردم داریجه بد افعالی ظاهر نشده (۱).

چهارم پرگنه کا کوری است. و این پرگنه تعلق به مردم سنکینجه دارد. و ازین مردم هم اوائل زمانی که ملک بهکر در حیطه تسخیر اولیاء قاهره حضرت عرش آشتیانی در آمد، نسبت بمردم میرسید محمد امروهه، میر عدلی، که دران وقت حاکم بهکر بود، ناشایستگی بوقوع آمده بود، و بآخر متنبه گردیدند. و آنچنان بود که میر سید محمد چون به بهکر رسید (۲)، درباره رعایا در دستور العمل شدت ورزید. و از قرار کن کوت (۳) بر یک بیگه علی التیسویة پنج من محصول قرار داد (۴)، و صاحب اهتمامان بر مزروعات تعین نمود. و آن مردم تشدد

۱- برای تفصیل رک تاریخ سند میر معصوم ص ۱۱۸ تا ۱۲۳.

۲- میر محمد عدل بتاریخ ۱۱ ماه رمضان (۵۹۸۳) به بهکر تشریف آورد (تاریخ سند ص ۲۴۵). برای شرح حال میر محمد عدل رک ذخیره الخوانین خطی ص ۱۳۱، اکبرنامه ۲۴۹-۳، بدایونی ۲۵-۲، طبقات اکبری ۲۴۸-۲، تاریخ امروهه (اردو) و تاریخ سند میر معصوم ص ۲۴۵ و ۲۴۶. میر عدل در بهکر بتاریخ هشتم ۵۹۸۳ فوت شد (میر معصوم ص ۲۴۶).

۳- در تعلیقات تاریخ سند دکتر داؤد پوته نوشته است که "کن کوت: نسخه "ر" (تاریخ سند) این کلمه را به "دانه بندی" تعبیر کرده است" (۳۱۸).

۴- رک تاریخ سند ص ۲۴۵.

بسیار بر رعایا کردند و مردم منگنیجه ساکنان پرگنه مسطوره سر از اطاعت (۱-۲۳۳) این حکم پیچیده قدم در بغی نهادند، و مردم میرعدل زور آوردند. مردم میرعدل در قلعه که ما بین موضع کنبذ و دیجر (۱) است در آمده متحصن گردیدند. مردم منگنیجه بی دولتی نموده محصوران را تیر باران کردند و جمعی از مردم خوب میرعدل بشهادت رسیدند. و این بی سعادتان چاهی که درون قلعه بود، سومن و کافر را باجمعهم در آن چاه افکندند و بخاک برابر ساختند. میرعدل ازین واقعه درهم شده لشکر بهمراه سید ابوالفضل پسر خود کرده بجهت انتقام آن مردم فرستاد. و باندک توجه مردم منگنیجه جلاوطن شده رو بگریز نهادند، و میر ابوالفضل عنان تعاقب برتافته عزیمت مراجعت نموده، و در قلعه بهکر (۲-۲۳۳) آمد. و مردم منگنیجه منزجر گردیده تا حال منقاد و فرمان بردار اند (۳).

پنجم پرگنه در بیله است. و درین پرگنه مردم سهسته می باشند. و دو قوم سمیجه یکی راجیال دویم بهن، نیز در

۱- در تاریخ سند میر معصوم اینطور ثبت است "مردم میرعدل در قلعه که ما بین کنبذ و بجره است در آمدند" (ص ۲۳۵). در نسخه دیگر خطی "کنبذ و بحیره" ثبت است. در ترجمه سندی مترجم "کنبذ و بجره" ثبت کرده است که صحیح نظر نمی آید. (ترجمه ص ۲۹۱)

دشت این پرگنه زراعت میکنند. در زمان سابق سرکش بودند و بهاکم بهکر دست برداشته چیزی میدادند. هر گاه فوجدار بهکر، سید بایزید بخاری شد (۱)، پسرانش روز عید فطر از بهکر سوار شده برین هر دو فرقه تاخت نموده، کس بسیار ازین ها بقتل رسانیده، اهل و عیال را در بند کرده بقلعه بهکر آوردند. و بعد الیوم شیوه رعیتی را پیش گرفته سر از انقیاد حاکم بهکر نتافته اند، و مال دیوان را می دهند. و این هر دو پرگنه (۱-۲۳۵) در زمان حضرت عرش آشیانی در جاگیر میر معصوم بهکری بود (۲). و او این هر دو پرگنه را در آبادانی

۱- در لب تاریخ سند، سال ورود بایزید بخاری (۵۱۰۲۵) ثبت است. از بهکر در سال ۱۵ جلوس جهانگیری (۵۱۰۲۸) به تته رفت و آنجا وفات یافت (ذخیره الخوانین خطی ص- ۳۳۸).

۲- و تیکه اکبر بادشاه میرزا عبدالرحیم خان خانان را برای تسخیر سند در سال ۵۹۹۸ از لاهور فرستاد، میر معصوم را نیز همراه او روانه کرد، همان سال پرگنه در بیله میر معصوم را تفویض شد، چنانچه میر معصوم در تاریخ سند این واقعه را اینطور بیان کرده است: "نواب خان خانان را بتسخیر ولایت تته و ضبط و ربط بلوچان تعیین فرمودند، و در تاریخ ۲۲ شوال سنه مذکور (۵۹۹۸) میان خریف به بهکر آمده به مهمات و معاملات پرداخت و هم دران ایام فقیر مؤلف تاریخ از گجرات بملازمت بندگان حضرت مشرف شد، و از اتفاقات حسنه والده (بقیه حاشیه در ص- ۱۱)

و معموری بمرتبۀ کمال رسانیده بود، و بیان خوش سلوکی^۱ وی
بمردم رعیت و دینداری^۲ او، گنجایش این رساله ندارد. بناء
بر آن اقتصار در اظهار عمل او کرد. و آن عمل بدین طریق
بود که عاملان خود را قدغن کرده بود که هر دو سر طناب
را وقت ضبط کردن درست بدهند و در سر قطعه، بود و نابود،
و تخم زده را ملاحظه نمایند، و بود را داخل خسره کنند و
نابود را هرگز داخل نه کنند. مثلاً: یک قریه هزار جریب

جزوی تحفه فرستاده بودند، بنظر اشرف انور گذرانیده. حضرت
از کمال توجه و اشفاق التفات فرمودند، که چند سال است که
از والده جدا شده اید؟ فقیر عرض کردم که قریب به بیست
سال باشد، بعد ازان عنایت فرسوده حکم کردند که والده^۳
خود را ملازمت کرده بملازمت درگاه بیاید، و جاگیر او را
بخشیان تنخواه نمایند، درین اثنا محمد صادق خان امداد نموده
گفت که چون به بهکر میروید، اگر جاگیرها نیز ازان محال
تنخواه شود خوب خواهد بود. حضرت فرمودند که بهکر بجاگیر
خان خانان مقرر شده. نواب خان خانان حاضر بودند، عرض
نمودند که اگر حضرت جاگیر ایشان را از سرکار بهکر مرحمت
فرمایند، بنده تجویز میدارد، و عوض آن از جای دیگر به بنده عنایت
شود. حضرت حکم فرمودند، که جاگیر ایشان را از سرکار بهکر
تنخواه نمایند. بخشیان عظام حسب الحکم الاشرف پرگنه^۴ دربیله و
کاگری، و چندو که در وجه جاگیر بنده مقرر گردانیدند. ص ۲۵۱.
میر معصوم بتاریخ ۱۳ صفر ۵۹۹۹ به بهکر رسید.

رراعت داشت و بقضای الهی نه صد و نود و نه جریب نابود شد، و یک جریب بود. همان یک جریب را داخل خسره می کردند، و آن نه (۱-۲۳۵) صد و نود و نه جریب نابود را مطلقاً داخل نمی کردند. و درجایی که جوی آب در کار می بود از طرف خود خرچ کرده جوی آب را کنده در آن جا می برد. چنانچه رعیت را غیر از زراعت تکلیف دیگری نکرد. و بسبب این احسان معامله این هر دو پرگنه بجائی رسیده بود که زمین جنگل در میان این پرگنها بهم نمی رسید، و همان زمین ها مزروع و آباد شده بود چنانکه جای شکار هم نداشت. و میر معصوم را ذوق شکار گز و تیر بسیار بود. بواسطه شکار از پرگنهای خود بیرون می رفت تا شکار می یافت. و چنان از مردم معتبر قصبه در بیله مسموع مولف شده که هرگاه این پرگنه در جاگیر میر معصوم گردید، سال اول زراعت قصبه مذکوره سوازی (۱-۲۳۶) پانصد بیگه زمین مزروع از رعیت وائمه در ضبط درآمد، و چون رعیت استمالت یافت و بر حسن سلوک و انصاف او اعتماد نمود، در اندک زمانی زراعت قصبه مزروره در یک خریف سوازی پنجاه هزار بیگه مزروع هست سوازی نابود و تخم زده بضبط آمد. و قیاس باید کرد برین آبادانی و معموری محال دیگر را. و این هر پنج پرگنه مال واجبی دیوان را می دهند و مردم اینها سرکش نیستند.

و عمل این پرگنه جات ضبط شده آمده. دستوری بر هر برهی، از سفید بری و سبز بری در زمان سابق مانده اند. و

احسان رعیت از برای کثرت زراعت درین پرگنجات همین است که زیاده از دستورالعمل (۲۳۶-۲) ازین ها چیزی مطالبه نشود، و در وقت ضبط بود و نا بود را ملاحظه کرده بدهند، و از ملبه اربابان و رئیسان و قانون گویان و عاملان محترز باشند، و اگر برای رفاهیت رعیت و کفایت دیوان در یک برهی از دستور چیزی کم کنند، زراعت آن بره زیاده می کنند، و کفایت جانبین حاصل می آید. و از هیچ طرفی دغدغه مردم متمرّد و مفسد ندارند. مگر از طرف سمیجه اونر کوته اندیش، قطاع الطریق، که تعلق بملک سهوان دارند و راست تا ماتیله بلکه تا اوباوهره، که داخل سرحد ملتان است و جیسل میر، تاخت میکنند. اگر گاهی فرقه یک پرگنه قوی می باشد دستِ تمرد آن بدبخان کم بآن طرف می رسد، مگر بطریق دزدی. و گاهی که فرقه یک پرگنه زبون (۲۳۷-۱) می افتد، از وی بی تحاشی مال و مواشی بتاخت می برند. و هر که در سر راه آن قطاع طریقان می افتد، بدرجه شهادت می رسانند. چنانچه در آنجا پا استقامت کردن رعیت را مشکل می شود، چه آنکه زراعت کنند. و اکثر شده که قریه را که مردم سمیجه تاخته اند ویران شده و دیگر در منزل اصلی ساکن نمی تواند شد.

و آن سه (۱) پرگنه که بطرف شکر واقع اند، یکی از آنها پرگنه جتوئی است، و سرداران این پرگنه در عمل سابق

مردم بلوچان بودند. از بلوچ جتوئی و بلدی و کورائی و داردشت و لوتئی و شرّ و غیر ذلک. و اکثر ازینها فساد و فتنه بظهور می آمد. امیر شاه بیگ فتنه آنها را فرونشاند.

و حقیقت آن واقعه چنین است که هر گاه امیر شاه بیگ خاطر از ساختن (۲۳۷-۲) قلعه بهکر و انجام مهم رعایا جمع فرمود در باره بلوچان کوته اندیش که دست از فتنه و فساد باز نمی داشتند، مشورت نموده چنان قرار دادند که آتش این قوم را بآب شمشیر فرو باید نشانید، و صورت این امر در لوح تدبیر چنان تصویر یافت که در هر موضعی جمعی از مردان کاری تعیین نمایند که چند گاه میان ایشان باشند، و یک وقت مقرر گردانند که در آن وقت هر جمعی کار آن موضع را باتمام رسانند. و بالاخر جماعه را بهر موضعی تعیین نمودند و آنها نیز انتظار وقت سپردند. چون وقت موعود رسید همه یکبار دست بشمشیر کرده کار آن گروه بانجام رسانیدند. چنانچه در آن روز چهل و دو موضع بلوچان مجموع مقتول گردید (۱). و سرداری پرگنه مذکوره را به مردم متهر داد (۲۳۸-۱). و بعد ازین واقعه رعیت این پرگنه سرکشی ندارند و مالگذاری میکنند، مگر بلوچ بلدی که گاهی سر میکشند و قلعه دارند دري نام، و باندک توجه جاگیردار متنبه می گردند.

دوم پرگنه چند و که است. و این بسیار کلان پرگنه

است. چند قوم صاحب جمعیت درین پرگنه می باشند. یکی قوم سمیجه بسکیه، دوم قوم سانگی، سوم قوم آیره. و این هر دو قوم نیز خود را سمیجه میگویند. چهارم شیخان مهدیجه. و مردم این پرگنه پاره سرکشی دارند. اگر جمعیت خوب در ملک بھکراست، و سر فصل زیر کرده این مردم را می نشینند و زیاده از دستورالعمل مطالبه نمی نمایند و راه سلوک را پیش می کنند، گردن انقیاد داشته عمل می دهند. و اگر قوت لشکر نمی بینند، دست (۲۳۸-۲) برداشته جیزی می دهند، چرا که پشت این مردم بچند وجه قوی است. اول: صاحب جمعیت اند. دوم: جنگل خار در ملک آنها بسیار است. چنانچه دران جنگل در آمدن متعسر است. سوم: چسب احشامات صحرا نشینان و کوهی واقع اند، مانند مردم بلوچ مسگی و لاشاری و دار دشت و رند و دیناری و دوینکی و کتوهر و بلدی و غیره که تعلق بملک سیوی دارند، و چاندیه مخذول العاقبت که تعلق بملک سهوان دارند. و چون قدم در سرکشی می نهند، اهل و عیال و مال و مواشی را بطرف احشامات مذکوره فرستاده، خود ها جریده شده در جنگل می نشینند، و لشکری که بر آنها می آید وقت یافته جنگ می کنند.

سیوم پرگنه تکرامت، و درین پرگنه (۱-۲۳۹) سمیجه بسکیه و لاکیار سکونت دارند. اینها نیز چون سمیجه اند، پاره سرکشی دارند، نهایتش در اوائل زمان بسیار سرکش بودند، درین ایام از آن قدر سرکش (نه) مانده اند، و مال واجبی

را میدهند. و عمل این سد پرگنه نیز ضبطی است. و از طرف مردم احشامات دغدغه بخاطر ندارند، مگر از مردم چاندیه بدبختان حر^۲ فروشان، که طفلان مردم رعیت را برداشته می برند و می فروشند چه آنکه مال و مواشی. (۱)

و تربیت این ملک بدین طریق است که این هر هشت پرگنه از زمین کمی ندارند. دشتها در میان این پرگنجات افتاده است. هرگاه رعیت آسوده باشد و استمالت یابد و با استعداد خود جویهای آب از دریاکنده، دران (۲-۳۹) دشتها برد. چنانچه سابقاً در قسم اول در باب میر آبیره مذکور شد (۲). و یا با استعانت

۱- در نسخه^۳ (پ) بعد ازین این عبارت ثبت است: چهارم پرگنه فتح پور است. و این پرگنه مدتست که ویران مطلق افتاده، بنابراین معرض احوال او نشد. (ورق ص ۱۸۵)

۲- "در ایام حکومت او (محمد علی بیگ بندری، المتوفی ۱۰۶۶. ه. که از طرف نواب آصف جاه، فوجدار بکهر بود ۱۰۳۸. ه) میر نام آبره از زمینداران پرگنه چندو که یک جوی کلان مانند دریاچه، از دریا کشیده در دشتها گذاشت، و شهرهای نو دران دشتها که غیر از وحوش و طیور از جنس آدم ندیده بودند، بسته شد.

چنانچه "جوکی هرنی" نام شهری، و "منه" نام شهری میر ابره مذکور بست. و "پوهتی" نام شهری انده ابره بست. و "کوتلی" نام شهری شاه علی که شیخ مردم ابره است و مهدیچه خود را می نامد، بر بست. و علی هذا القیاس هر یک مردم ابره و سانگی و سمیجه که (بقیه حاشیه در صفحه ۱۷)

جاگیردار جویهای کنده دران دشتها اندازد. چنانچه الحال در باب میر معصوم بهکری مرقوم گشت، زراعت بسیار می شود. دیگر در عمل ضبطی، جاگیردار زیاده از دستور العمل از رعیت مطالبه نکند، چنانچه سابقاً مذکور شد. و وقت ضبط نهایت سعی کند که طناب کشان طناب را درست بدهند، و کارکنان بود و نابود را برسر قطعه از روی راستی تحقیق کرده گذارند. و شیعدار هر پرگنه بعد از جمعبندی اسامی وار بحضور خود بی باق سازد. چنانچه اربابان و رئیسان و قانون گویان توجیه خودها را بر رعیت غریب نیندازند. (۲۳۰ - ۱) و آنچه انعام، حکام سابق باربابان و رئیسان داده آمده اند، از خالصه خود بدهد و از رعیت سواي مال واجبی چیز دیگر طلبی و خواستی ننماید. و هر جا زمین افتاده باشد آنجا جوی آب کتده برد. و چیزی تخفیف از دستورالعمل بکند تا آن زمین افتاده نیز آباد و معمور شود، و رعیت استقامت و استعداد

تعلق به پرگنه چندو که دارند، جوئها بر آورده دیهات نو بر بستند، و هر جا رعیت دلزده و خراب شده که در هر ملک بود، رجوع بانظرفها نمود. و زراعت جواری و شالی و غیره که تعلق به خریف دارد، بی نهایت شدن گرفت. چنانچه از لک جریب زیاده میشود، سواي زراعت ربیعی از قسم گندم و جو و نخود و سرشرف و غیر ذالک. و جمع آن پرگنه ده سی و ده چهل واصل شد. و همچنین پرگنه دربیله که نیز تعلق بسرکار بهکر دارد، آبادان و معمور گردید. (قسم اول باب چهارم - فصل دوم)

زراعت پیدا کند. بعد ازان هم مالِ واجبی جاگیردار از جمع خود زیاده میدهد و هم استقامت بمردم متمرّد می کند، چنانچه دستِ فتنه آنها بر رعیت نمی رسد. و دیگر بدعت تکلیف زراعت سوای زیادت از سال گذشته که از زمان سید بایزید بخاری درین ملک مانده، نیز برطرف کند که موجب آزار رعیت است (۲۴۰ - ۲) و هیچ تکلیف زراعت بهتر از احسان رعیت نیست. چنانچه در عمل میر معصوم بهکری اشارت رفته.

و دیگر از عملِ اجاره محترز باشد که اجاره موجب خرابی و ویرانی ملک ست. و رعیت غریب خود را بدست دیگران فروختن از برای آنکه یقین ست که اجاره را مردم اربابان خواهند گرفت، و در اثناء تحصیل روی زر را دیده گشته خرجها میکنند. و زراعت خودها و متعلقان را از میان بر آورده مال اجاره بھر طریق از رعیتِ غربت زده میکشند. و یک سال بدین نهج کردند، سالِ دیگر چه خواهند کرد. پر ظاهر است که اجاره کمی میکند و در خانه خودها آنقدر ندارند که از عهدهٔ مالِ اجاره بر آیند، و از ترس بند و قید ویرانی را بر آبادانی (۲۴۱ - ۱) اختیار کرده فرار می نمایند. و رعیت غیر از اربابان و رئیسان پای استقامت کردن در جا و مقامِ خود مشکل میداند، و در عقب آنها می گریزد. و بسبب این معنی ملک ویران و خراب می شود. و نیز چون عاملِ دیگر بیاید یقین ست که از اجارهٔ سابق زیاده می خواهد

بواسطه مجری خود و همچنین خواهش عاملان می باشد تا آنکه کار بویرانی^۱ ملک می کشد. پس دستور العمل را از دست نباید داد، که کفایت طرفین درین است.

و الحق، که به هیچ وجه اجاره کردن خوب نیست، خصوصاً در ولایت سنده. و نیز موجب بغی اکثر عمل اجاره و زیاده طلبی از دستور العمل می باشد. از برای آنکه وسط میان بادشاه سائر الناس همین رعیت است، چون رعیت بدست (۲ - ۲۳۱) بادشاه است، ایشان را بادشاه می گویند و مردم سائر را رعیت.

و مردم ارباب دو صفت دارند. یکی صفت رعیتی، دوم صفت حکومت. و هر گاه نائب بادشاه از اربابان مثل سائر رعیت مال بگیرد، و آنچه وظیفه اربابی آنها است از خالصه خود می داده باشد، و رعیت ریزه را از توجیه آنها نگذارد و از روی احسان دلهای رعیت را بخود مائل کند. اربابان را صفت رعیتی غالب می آید و بطریق رعیت می گذرانند. و خیال فاسد در دل خودها راه نمی برند. و اگر رعیت را از روی اجاره و یا توجیه زیاده طلبی بدست اربابان سپرد، آن زمان صفت حکومت بر آنها مستولی می شود. و رعیت نیز رجوع بآنها می کند، بدو وجه. یکی خود اربابان اصل اند برای حکومت، (۱) (۲۳۲ - ۱) چرا که هموطنی

يکديگر اند. دوم نأب بادشاه، رعيت را بسته بدست آنها مي دهد. و درين ضمن چون اجاره و يا زياده طلبي از مال رعيت کمي کند و در خانه اربابان آنقدر نيست که از عهده نقصان اجاره و يا زياده طلبي برآيند، لاعلاج قدم در بغي مي نهند و از جاي خودها بي جا ميشوند. و رعيت ريزه نيز بضرورت در عقب آنها جلا وطن مي گردد، بسبب دو ترس. يکي: از ترس حاکم که اگر در جاي خود مي باشند کمي اجاره و زياده طلبي از آنها مي طلبنند، و در بساط آن قدر ندارند که از عهده جواب او برآيند مگر اطفال خود را فروخته بدهند. دوم: از ترس اربابان که اگر نمي گريزند و در وطن خود مي باشند، آمده قتل مي کنند. (۲۳۳-۲) پس چرا سر رشته حکومت کد اصل است، در نيابت بادشاه بدست چند ارباب شاخ ناتراشیده کس بدهد؟ و ملک آباد و معمور خود را ويران کند؟

و در ملک بهکر دو جا جمعيت دوکار است، که هميشه باشد. يکي در پرگنه چنډوکه، قلعه مضبوط درميان اين پرگنه ساخته جمعيت خوب تهانه کرده نشانند، که پيوسته آن مردم روي مغل را مي ديده باشند، و از نيك و بد آنها باخبر باشند تا به مهتري خودها کار نمي کرده باشند.

دوم پرگنه تکر و باقي پرگنههاي اين ملک بيک شقدار و کارکن مال ديوان را مي دهند. امّا امين بادشاهي درين

ملک باشد تا خلاف دستور العمل کردن جاگیردار را ندهد.

و الله اعلم بالصواب.

باب دوم

در بیان احوال ملک سیوی

(۲۴۳ - ۱) بیاید دانست که قلعه سیوی در دامن کوهچه واقع است. همه سنگهای او مدور است، هر چند زمین را می‌کاوند همچنین سنگها بر می‌آیند. و در جانب قطب رویه سیوی گنبدی نمایان می‌شود که آن را بزبان سندهی "ماری کهر رای"، (۱) می‌گویند. و چون آنجا مردم می‌روند، چیزی بنظر نمی‌آید. چنانچه سلطان محمود خان بهکری یک بار دوسه هزار کس جمع نموده دست بدست بر سر آن کوهها رفت و هیچ چیز نمایان نشد، و گنبد را نیافتند. و می‌گویند که طلسمی است که پیشینیان ساخته اند، و دران گنجی مدفون است. وقتی درویشی آنجا رسیده از آنجا چیزی برداشته بود. بعد ازان مردم بسیار باین امید آنجا رفتند و چیزی نیافتند. (۲۴۳ - ۲) و دریاچه که از زیر سیوی میگذرد، ظاهراً سمر او بر چشمه گوگرد بود، هر کس که

۱ - در نسخه مطبوع تاریخ سند "مارو کهر" و در نسخه خطی (ف) "مارو کهری" ثبت است (ص ۱۲۸) غالباً در اصل "ماری کهر واری" باشد -

ازان آب می خورده بیمار می شده و اکثر مردم باین علت می مردند، الا متوطنان آنجا که عادت کرده بودند. چنانچه سلطان محمود خان وقتی که ملک بهکر در تحت تصرف او درآمد بجهت محافظت و محارسه قلعہ سیوی هر سال مردم جدید می فرستاد، و آن مردم اکثر تلف می شدند مگر قلیلی. و در زمان حضرت عرش آشیانی سیلاب آمده آن چشمه گوگرد را از بیخ برده یا پوشیده. بهر حال آن بیماری درین ایام کمتر است. و آن آب مسافت پنجاه کروه را طی کرده در سر زمینی که آنرا "سروا"، (۱) گویند جمع می شود، و همانجا بزراعت بکار می رود، و پاره که از زراعت فاضل میشود، در کولاب (۲۴۳ - ۲) سَنَجَر که نزدیک سهوان است می آفتد. و در کنار آن آب مار بسیار دراز و باریک می باشد، و گزیده آن مار کم می زید. و مردم آن سر زمین از زنان مردی ازارها کشاده و دراز پوشند تا از آسیب آن ماران ایمن باشند. (۲) و در کور زمین و چهر (۳) که از مضافات سیوی است، نهال

۱ - در تاریخ سند "سروا" ثبت است. (ص ۱۲۹)

۲ - "و مردم آن سر زمین از زنان و مردان ازارها از پارچه لک و کشاده و دراز می پوشند." ... الخ (تاریخ سند ص ۱۲۹)

۳ - دکتور داؤد پوته در حاشیه تاریخ سند (ص ۱۲۸) نوشته است که "زمین کور"، در اصل "کھیر" است. میر معصوم (بقیه حاشیه در ص ۲۵)

پنبه آنجا برابر درخت کنار می شود. چنانچه مردم سوار شده پنبه می چینند، و در هر درخت پنبه، مار برابر یک وجب تا صد دوپست می باشند، و چون مردم آنجا می خواهند پنبه بچینند، آن درختان را بچوب می فشانند و ماران را دور می کند و پنبه می چینند. و اگر کسی را آن مار گزیده فی الحال آنجا را به آستره زخمها میزنند، بعد ازان شخصی جوشیده زهر آنرا برخی بر می تابد، و اگر نه هلاک (۲۴۴ - ۲) می شود.

و در قریب گنجابه که از معموله سوی است یکجا آب جوشیده بر آمده، چنانچه زمین بسیار را در زیر آب کرده. ماهیها نیز در آن آب بوده. و در یکی از کوههای گنجابه دامن او در رنگ ایوان پیش رفته، و در آنجا پنجره آهن معلق ساخته اند، و میگویند که در میان او چیزی نهاده اند، و دست کس بآن نمی رسد. اگر از بالای کوه میخواستند که ریسمان انداخته کسی فرستند، از آنجا دور میشود، و اگر از پایان می خواهند بروند، آن سر کوه سلسا و ازو یک کناره ایست (۱) و زمین دور است (۲). و مزروعات گنجابه یکی بر آب

نوشته است که-،، و جماعه ایست در موضع چتر، که ایشانرا سادات کهری میگویند، و وجه تسمیه آنست که کهیر نام درختی است که یکی از آبای ایشان بر آن سوار شده قمچی زده، مانند اسپ رانده بود. و در السنه باین رنگ شهره دارد،، (ص- ۱۳۰)

۱ - سلسا و یکپاره است. تاریخ سند ص- ۱۳۰

۲- مولف تمام این تفصیل را عیناً از "تاریخ سند"، گرفته

است - رک ص- ۱۲۸ تا ص- ۱۳۰

موزاه (۱) میشود که از کوه جاری ست. دوم بر آب ناری (۲) که از سیلاب باران می آید اکثر مردم احشام بلوچ درینجا می باشند. مثل (۲۳۵ - ۱) بلوچ لاشاری و مسگسی و دیناری و رند و غیر ذلک.

و مسافت سوی از گنجا به دو شب در میان راه ست، و مابین سیوی و بهکر و سیتپور ناهران، زمین است که آنرا بارکان می نامند. واسپ آن زمین کم از اسپ عراقی نمی شود. و کره اسپ که از مادر تولد می شود، در دور او سنگریزهای می ریزند، و کره اسپ تا یکسال بر سر آن سنگریزها میگردد، و سم او چون سنگ می شود که احتیاج به نعل بستن ندارد. و همچنین در سنگها بی نعل می گردد. و آن سر زمین سیوی و گنجا به اینچنین واقع است که، شخصی از کنار آب برآمده از موضع گنجا به و سیوی و اراره و پاتر دائره درست کرده باز بکنار دریا رسیده، و درین مابین همه دشت است. و درین دشت قلعهها و معمورها بوده که خراب شده اند. و راه قندغار (۲ - ۲۳۵) از میان دشت واقع است. طول آن صد کروه ست از دریا تا سیوی، و عرض شصت کروه باشد (۳). و اکثر این راه

۱ - موزاه (پ) -

۲ - ناژی -

۳ - در تاریخ سند اینطور ثبت است: "و آن سر زمین سیوی

(بقیه حاشیه در ص ۲۷)

را در شب طی می کنند. از روی ستاره قطب و راهبر با وقوف باید که راه را سر کرده برد، مثل معلمان جهاز. و اولاً مردمی که درین راه مسلوک شوند تلف کردند مثل مردم میدانی. و آن واقعه این چنین بود که سلطان محمود خان جماعه میدانیان را خدمت گنجابه فرمود، و آنها چون به گنجابه رسیدند عمل احشامات آنجایی را نتوانستند کرد. بنا بران سلطان محمود خان آنها را باز به بهکر طلبید، و جماعه دیگر بجای آنها فرستاد. و مردم میدانی تا دوپست کس بودند و به همراه اهل و عیال خودها از گنجابه برآمده روانه بهکر گردیدند. در اثناء راه سر راه برگشت و گفت (۲۳۶ - ۱) که یک ساعت صبر کنید که دماغ او بر جا بیاید، آنها صبر نکردند و از روی غضب راهبر را شمشیر زده کشتند، و درین دشت بی آب سرگردان شده، همه آن جماعه از بی آبی هلاک شدند. چنانچه متنفسی هم از آن مردم جان سلامت نبرد. و تا حال از قسم سلاح و غیره اسباب آنها دران دشت، مردمان ره گذر می یابند. و در اکثر آن سرزمین باد سموم می باشد تا چهار ماه می وزد، و

و گنجابه این چنین واقع است که، کوه سیتپور و کنار آب کشیده تا بموضع کین و سوی و گنجابه و باتر رسیده، و از آنجا نصف دایره درست کرده باز بکنار دریا رسیده و در مابین همه دشت است. و راه قندهار از میان این دشت واقع است. طول آن صد گروه است از دریا تا سیوی، و در عرض شصت گروه باشد. و هر اکثر آن سرزمین باد سموم می باشد، تا چهار ماه میسوزد. موسم آن ایام تابستان است، ص ۱۳۰

موسم آن ایام تابستان ست.

و فتح قلعه سیوی را از دست افغانه پشی در زمان حضرت عرش آشیانی بعنایت الهی و باقبال بی زوال بادشاهی پیرغلام کرده بود (۱). زمانی که ملک بهکر از تغییر خانخانان عبدالرحیم در جاگیر او نموده بودند و دران ایام (۲۳۶ - ۲) پیرغلام استعداد ملک بهکر را دانسته از حضرت عرش آشیانی استدعا کرده بود که اگر حکم شود، ملک کیچ و مکران را در قبضه تسخیر اولیاء قاهره در آرم. حضرت بادشاه ابا نمودند، و فرمودند که چون کیچ و مکران بر سرحد ولایت شاه عباس است، و درمیان ما و ایشان اخلاص میگذرد، بیوجه دست بان ملک ها کردن خوب نیست. و تا حال همان اجاره که پیرغلام بر مردم افغانه سیوی از نقد و جنس بر بسته منظور شده می آید. سر فصل مردم تعیینات ملک بهکر باحشام رعیت رفته متطعی را

۱ - میر ابو القاسم نمکین در سال ۱۰۰۳ هـ بجایگزیر بهکر رسید، و از آنجا برای تسخیر سیوی در همین سال روانه شد، صاحب اکبرنامه نوشته است که -،، سیوی استوار قلعه ایست نزد قندهار. در پاستان زمان، مرزبان بهکر داشت، و از دیر باز افغانان پشی برو چیره دست سید بهاء الدین بخاری تیواداراج، و بختهار بیگ اقطاع دار سیوستان، و میر ابوالقاسم جاگیردار بهکر، و میر معصوم (بهکری)، و دیگر سپاه صوبه ملتان را فرمان شد، که بدان جا شده، انداز گوئی راستمایه گشایش بر سازند، و اگر نمی نوشتند، بسزا بمالند-،، (اکبر نامه ص ۳۶۶۶) -

ازان مردم سی گیرند.

اگر جمعیت خوب است سررشته عمل نیز خوب است، و اگر جمعیت زبون ست عمل هم زبون است. وقوج علی کُترد، وقتی که سیوی در جاگیر او بود، تردها (۲۴۷-۱) خوب مناسب باحشامات ملک سیوی نموده بود. امّا چون جمعیت کم داشت در قلعه سیوی مردم افغانان پنتی او را قلعه بند ساختند. و دران ایام تاج خان جاگیر دار ملک بهکر بود، و برادر ابوالبقا اوباوره و گنجابه جاگیر داشت (۱). و این خبر به حضرت جنت مکانی رسید. فرمان عالی شان بمصحوب مدوسزاول به برادر موملی الیه صادر شد که کومک از تاج خان گرفته، خود را بمدد قوج علی رساند. و او از اوباوره خود را به بهکر رسانیده دویت سوار از تاج خان (۲) گرفته، و دیگر جمعیت خود از برادران و خویشان و قدیمیان پدر که همراه داشت به سیوی رسید. و جمیع افغانه گوبسته آمده او را دیدند، و قوج علی

۱- اوباوره و گنجابه در سال ۱۰۱۹ یا ۱۰۲۰ هـ به میر ابوالبقا امیر خان تفویض شد. و درین ایام میر ابوالبقا خود را بمدد قوج علی رساند.

۲- تاش بیگ نام، تاج خاں لقب، در ۱۰۲۰ هـ بحکومت بهکر رسید، و در ۱۰۲۲ هـ بجای میرزا رستم صفوی بحکومت تته مقرر شد، در سال ۱۰۲۳ هـ آنجا فوت شد، (ر-ک- مائر الامرا ۱/۳۸۳ - ذخیره الخوانین خطی ۳۹۷ - تحفة الکریم - لب تاریخ سند.)

را از بند قلعه خلاص ساخت. و دفعه (۲۴۷ - ۲) دیگر که گنجا به نیز در جاگیر قوج علی مرحمت شد، تادیب خوب بمردم افغانه داد. چنانچه مردم بسیار از افغانه بقتل رسانید و چند جنگ صف بانها نمود. اگرچه دویست مغل همراه خود داشت و مردم افغان دو هزار و سه هزار جمع شده می آمدند، جنگ می کرد و شکست میداد. بعد آنکه خاطر از افغانه و احشامات دیگر جمع کرد، از سیوی سه شبانه روز در کوه یلغر کرده بر سر قلعه کوهیار رسیده، آن قلعه را قبلداشت، تا آنکه چند دفعه جنگ قلعه خوب مابین او و مردم بلوچ واقع گردید، و مردم از جانبین کشته شدند. و ابراهیم بلوچ صاحب قلعه مذکوره آمده او را دید، و پاره پیشکش از قسم اسب و شتر و گوسفند و شطرنجی و غیره (۲۴۸ - ۱) متاع کوهی گذرانید. بعد ازان مراجعت نموده به سیوی آمد. و اگر استعداد خوب میداشت دران قلعه تهانه خود می نشاند. و سال دیگر باز قصد سواری کوه نموده بود که، درین اثنا تغییر شده به هندوستان رفت. و این معنی از سپاهی کار طلب بعید نیست. چنانچه در "تاریخ سنده"، مذکور است که مرزا مجاهد در زمان حضرت عرش آشیانی با سی جوان آمده به مبارک خان غلام سلطان محمود خان بهکری که قریب دو هزار کس همراه داشت، در نواحی قلعه ماتیله (۱) جنگ کرده مبارک خان را شکست داده

درونِ قلعه ماتیله متحصّن ساخته، نواحی قلعه بهکر را از دست همرد خان بهکری گرفت، ملک بهکر را در قبضه تسخیر اولیا (۲۳۸-۲) باهره آورد. و کریمه — کتم مین^۱ فیثه قیلته غلبت^۲ فیثه کثیره باذنِ الله — اینجا ظهور تام دارد (۱) -

و گذشت قوج علی، چون فوجدار بهکر سید بایزید بخاری شد، شیخ بول (۲) نام از قدیمانِ خود شقدار سیوی کرده فرستاد. و مردم افغانه پنتی او را کشتند، پسرانش جمعیت کرده به سیوی رفتند و جنگ خوب میانِ اینها و مردمِ افغانه^۳ پنتی واقع شد. و افغانه شکست خورد و کس بسیار از افغانان کشته شد. و جنگی خان سردار مردم پنتی را در قید کرده به قلعه بهکر آوردند.

غرض که در اطراف و جوانب سیوی مردم احشامات بسیار است. اگر شخصی صاحب تردد با استعداد در آنجا باشد جای تردد کمی ندارد. چنانچه هرگاه میرزا شاه حسن حکومت ملک (۲۳۹-۱) سیوی را بسططان محمود خان بهکری تفویض

۱- ر ک تاریخ سند ص ۲۲۸. این جنگ در ماه محرم ۸۹۸۰ واقع شد.

۲ - شاید « بوله »، نام باشد

نمود (۱). در آن حدود چند قلعه، بلوچ که سالها در تحت تصرف آنها بوده مسخر گردانید، و سرکشان و متمردان کوهستان را گوشمال داده مطیع و منقاد خود ساخت. و این ملک جمعیت طلب است. از قسم اسب زهري و شتر کوهی و گوسفند و سگ تازی و نمد سنجری و شطرنجی خواجه نشین بسیار خوب درینجا بهم میرسد.

والله اعلم بالصواب



۱- سیوی در حدود ۹۵۹ - ۹۶۰ ه در تصرف سلطان محمود بهکری بود (تاریخ سند ص- ۱۸۶)

بَاب سوم

در بیان احوال ملک تهته

بباید دانست که تهته نام شهر است کلان، که کناره دریا واقع است. بطرف ملتان قلعه پخته خورد حاکم نشین دارد، و یک قلعه دیگر کلان که کلان کثوت می نامند و طغر آباد نیز میگویند، از شهر در دو کروهی (۲۳۹-۲) واقع است، برکوه و ویران افتاده است.

و از مردم علما و فضلا و شعرا و کاتبان خوشنویس و مردم خدا پرست بسیار درین شهر بهم می رسند، و اکثر مردم کاسبی درین شهر می باشند. و در حرفت خودها کمالیت تام دارند، کاری که از دست آنها میسر می شود کم از کار عراق و فرنگ نیست. و مسلمانی بسیار دارند، بنماز و روزه و پیروی شرع شریف سعی بلیغ می نمایند. چنانچه چند مسجد جامع کلانند که بیست سی هزار کس در آنها بنماز جمع می شوند، سواي مسجدهای جامع خورد که در محلها واقع اند. و آنچه آن روز جمعه پُر میشوند که در وقت آخر صلوة، اگر کسی بنماز جمعه برود، بهزار حيله و محنت جاي نماز می یابد.

و ملک تهته مشتمل بر چهار سرکار است (۲۵۰ - ۱)

یکی: سرکار تهته،

دوم: سرکار چاچکان،

سوم: سرکار نصر پور،

و این هر سه سرکار از دریا بطرف تهته واقع اند

چهارم: سرکار چاکتر هاله،

و این سرکار آن روی دریا بطرف کوه افتاده است. و هر

سرکار مشتمل بر چند برگنه، و هر برگنه مشتمل بر چند قریه.

اگر مقید در بیان تفصیل اینها می شد، کلام باطناب

می کشید. بنا بران مجملاً در بیان احوال این چهار سرکار

گشت.

مخفی نماند که سرکار تهته رعیتش مردم غریب اند و

سرکشی ندارند، و از دزدان مردم کیمبر و مردم نکامره خوبی

داشتند. بنا بران مردم ترخانیان از روی صلح سرداران، این هر

دو قوم را در دست آورده مطیع خودها گردانیده بودند. و

چون ملک تهته در تصرف (۲۰۰ - ۲) و کلاء دولت قاهره

حضرت جنت مکانی درآمد (۱)، نیز بجزوی منصب جام هاله و

رعنا (۲) عمر را راضی کرده در ملک های آنها گذاشتند، که

پیوسته در خدمت صاحب صوبه تهته قیام می داشتند.

۱ - در سحر سنه ۱۰۰۰ هـ خان خانان سند را فتح کرد.

۲ - یعنی رانا

در این ایام از روی تدبیر حراست ملک، بحکم حضرت صاحب عالم و عالمیان، مردم کبهر با جام هاله سردار آنها بکرم الهی و باقبال بی زوال شهنشاهی، از دست برادر ابوالبقا استیصال یافتند، و چون استیصال مردم نکامره را حکم اشرف اعلیٰ نشد متوجه بآن خدمت نگردید. و رعنا عمر سردار آن مردم جای خود گرفته مطیع و منقاد بود.

و سرکار چاچکان، رعیتش نیز غریب اند و سرکشی ندارند. مردم مندره سرکشی بودند. چنانچه از (۲۵۱ - ۱) عمل ترخانیان سرکشی کرده می آمدند، آنها را در اوائل زمان برادر مذکور که بدین جاگیر یافت (۱)، در عمل صوبه داری مظفر خان معموری (۲) چنان تادیب کرد که تا حال گردن اتقیاد در پیش دارند، و از سایر رعیت زبون تر در پیش جاگیر دار می گذرانند و مال دیوان را می دهند. و این سرکار را نیز از هیچ طرف وسوسه باغیان نیست، مگر از طرف مردم سسوده و مردم سمیجه دل که تعلق به سرکار نصر پور دارند. و آنها را هم برادر مذکور بطریق نیک منزجر ساخته است (۳). چنانچه این سرکار باندک جمعیت در ضبط می آید.

۱ - این جاگیر در حدود ۵۱.۲۴ به میر ابوالبقا تفویض شد.

۲ - میر عبدالرزاق، مظفر خان معموری در سال ۱۰۲۴ هـ (جهانگري) صوبه دار تته شد.

۳ - در حدود سال ۱۰۱۷ هـ (تذکره امیر خانی)

و سرکار نصر پور، بعض مردمش سرکشی دارند. و آنها مردم شهوده و سمیجه کبیر و سمیجه ساند و سمیجه جونجه (۲۰۱ - ۲) و سمیجه کبیره و سمیجه دل اند. اما سرکش ترین این جماعه که مال دیوان را نمی دهند سمیجه دل است، که پرگنه سمواتی که چهل لک دام جمع تنخواهی دارد، ویران کرده آنهاست.

وقتی که مرزا رستم قندهاری به تهته می آمد (۱) شمشیر خان اوزبک جاگیردار سهوان را پیش رو لشکر خود نموده، روانه تهته گشت. چون نزدیک بموضع پلی سمه که داخل پرگنه سمواتی است رسید، مواشی آن دیه را مردم سمیجه دل تاختند، شمشیر خان اوزبک تعاقب آنها نموده رسید، و کس بسیار از آنها بقتل رسانیده، مواشی رعیت را از دست آن بدبختان خلاص کرد.

و دیگر مفسدان این سرکار سمیجه اونر مخذول العاقبت اند، که تعلق بملک سهوان دارند، و هم سرحدی پرگنه (۲۰۲ - ۱) هاله کنندی می شوند، که تعلق به سرکار مذکور دارد. و پرگنه مزبوره را که بیست لک دام جمع تنخواهی دارد ویران و خراب کرده اند. چنانچه این پرگنه در زمان

۱ - میرزا رستم صفوی (متوفی ۱۰۳۸ هـ) بن سلطان حسین مرزا بن بهرام مرزا بن شاه اسمعیل بتاریخ ۱۰ محرم ۱۰۲۲ هـ در تنه رسید.
(بیگلر نامه)

مظفر خان معموری یازده هزار خروار غله محصول داده بود، و الحال : علوم است که چه قدر حاصل دارد. اکثر ویرانی این پرگنه در عمل مرتضی خان ثانی که مرزا حسام الدین باشد (۱)، روی داد. و شمه^۱ ازان بیان کرده می شود: که او پسر خود را صمصام الدوله بر سر سمیجه اونر تعیین کرد، و او آمده در موضع تهتی که نزدیک بقصبه^۲ هاله کنندی نیم گروهی واقع است، و عجب دیه (۲) کلان بود سرکه بقصبه^۳ مذکوره میزد، خندق مستحکم گرد لشکر کنده، خار بندی نموده نشست، و بی تحملی کرده (۲۵۲ - ۲) موسی خان نام افغان که تهانه دار هاله کنندی بود، با او جماعه دیگر نیز همراه داده بتاخت سمیجه مذکور فرستاد. و سمیجه را اول خبر لشکر رسیده بود، در

۱ - میر حسام الدین مرتضی خان بن میر جمال الدین حسین انجو. در تنه در سال ۱۰۳۸ هـ وفات یافت. و بعد او میر ابوالبقا امیر خان که برادر بزرگ مولف این کتاب بود، بحکومت تنه فائز شد، در بادشاه نامه ثبت است که - "چون بعرض رسید که مرتضی خان ولد میر جمال الدین حسین خان انجو، صوبه دار تنه رخت هستی ازین جهان بریخت امیر خان ولد قاسم خان نمکین را که به نیابت بعین الدوله بحکومت ملتان می پرداخت، بنظم آن صوبه و به اضافه پانصدی ذات و پانصدی سوار، بمنصب سه هزار دو هزار سوار سرفراز گردانیده، (بادشاه نامه ۱۰۳۸ - ۱) برای شرح حال رک. مائرالامرا ص ۱۹۴ - ۱، ۱۰۳۹ - ۱۰۳۸، ص ۳۸۲ - ۳، ص ۳۸۳ - ۳ - ذخیره العوانین ص ۱۱۷ - ۳۶۰ -

جاسوسی لشکر بودند. چون این لشکر بطرف ملک آنها روانه شد جاهای خودها را خالی کرده و گذاشته در تعاقب لشکر آمده سر راه را گرفته نشستند. و چون لشکر بمواضع سمیجه رسیده مراجعت نمود، بر سر لشکر در میان جنگل ریختند، و کس بسیار را از لشکر بدرجه^۱ شهادت رسانیدند. و یوسف سمیجه ارباب پرگنه کبیر که بسبی از شقدار خود رنجیده، فراری شده بود، سمیجه اونر را همراه گرفته روز روشن در قصبه کبیر که از قصبه هاله کندي چهار کروه واقع ست، افتاد. و حاجی محمد نام (۲۵۳ - ۱) شقدار پرگنه مذکوره این واقعه را دیده از روی شرم، زن خود را بدست خود کشته بآن قطاع طریقان جنگ کرده بدرجه^۲ شهادت رسید. و آن بدبختان قصبه مذکوره را تاراج کرده رفتند. و صمصام الدوله این حال را مشاهده نموده قدم ثبات در آنجا نتوانست نگهداشت، و اربابان پرگنه هاله کندي و سمواتی را در قید کرده به تهته پیش پدر برد. و او بعوض تقصیر سمیجه بر آنها جرمانه خوب بریست. و چون از عهده^۳ آن جرمانه نتوانستند برآمد، تمسکات شرعیه نویسانیده گرفت. و بواسطه^۴ تمسکات مذکوره در عمل برادر ابوالبقا نیز در کشاله این معامله بودند، و از عهده نمی توانستند برآمد، و بر رعیت غریب توجیه میگردند.

و بعد از مراجعت صمصام الدوله، در موضع تهته مذکور یک شب (۲۵۳ - ۲) مردم سمیجه اونر افتاده اکثر مردم را کشتند و پاره^۵ که زنده ماندند گریخته در قصبه^۶ هاله کندي

ساکن شدند. و تا حال آن موضع ویران است، چنانچه جایهای خالی آن موضع را دیده حسرت می آید.

بسعی^۱ برادر ابوالبقا این پرگنه رو بآبادانی آورده که یک سواری بر سمیجه اونر کرده، چند سردار خوب سمیجه را کشته در موضع و بیجره نشسته، قلعه کلان طرح انداخته یک فوج خود را به ضیاء الدین یوسف پسر کلان خود همراه کرده بطرف پرگنه دربیله من معموله ملک بهکر فرستاد. و او آن طرفها رفته قریب دویست سمیجه را بقتل رسانیده، بندیان آنها را بدست حکیم صالح (۱) که دران وقت حاکم بهکر بود سپرد. و فوج دیگر بهمراه ابوالقاسم (۲) پسر میانه خود

۱ - حکیم محمد صالح از ۱۰۳۸ تا ۱۰۴۳ هـ در بهکر فوحدار بود. (لب تاریخ سند و ضمیمه تاریخ سند میر معصوم تالیف محمد بن زنده علی بیگ)

۲ - در سال ۱۰۴۵ هـ وفات یافت، و بر کوهچه " صغه صفا " (بهکر) دفن شد، کتیبه مزارش چنین است:

فغان از گردش گردون بد عهد	دریغا زین جهان عمر فرسا
که از باد اجل ناگاه بشکست	بباغستان جان، سرو دل آرا
کل و گزار اقبال و جوانی	ابوالقاسم فروغ بخت والا
سزد گر در فراق او بگرید	بجای آب خون چشم احبا
چو دلها داغ شد از فرقت او	نوشتم سال فوتش " داغ دلها "

(۱۰۴۵ هـ)

ر ک . تذکره امیر خانی از راقم الحروف.

(۲۰۳ - ۱) نموده بجانب هاله کندي تعین کرد، و او بدان صوب رفته فتح خوب نمود. آخر الامر دیندار خان که در آن وقت جاگیر دار سهوان بود طلب عفو گناه سمیجه کرد. و شیر خان افغان (۳) آمده ملک سیوی و گنجابه را تاخت نمود، درین اثنا دیوان و بخشی تهنه و منصبداران صلاح درین دیدند، که درین وقت باید به تهنه رسید، و دیندار خان با یک فوج برادر مذکور به بهکر برود. بنا بران براد، مومی الیه به تهنه مراجعت نمود، و برادر خورد خود را لطف الله نام با جمعیت خوب همراه دیندار خان کرده به بهکر فرستاد. و اگر نه سمیجه استیصال خوب می یافت. و قریب سی صد سوار، و صد و پنجاه برق انداز و تیر انداز تهنه در پرگنه مذکور گذاشت.

و درین سرکار دو جا جمعیت خوب (۲۰۴ - ۲) درکار است. یکی در پرگنه سمواتی، دوم در پرگنه هاله کندي، دیگر پرگنجات از دست یکجایی عمل می دهند.

و سرکار چاکر هاله در دانسه کوه واقع است، و در کوه مردم کوهی سرکش بسیار اند بنا بران قومهای این سرکار که جنب کوه ساکن اند سرکشی داشتند. و چند قوم درین سرکار متوطن اند، یکی: قوم شوره، دوم: قوم سمیجه دل. سوم: قوم بلویج بَسَر. و این هر سه قوم حرامزاده و مفسد بودند. چهارم: قوم پلججه.

۳ - رک ذخیره الخوانین (خطی ۵۰۲) در ۱۰۴۰ شیرخان بر

سیوی تاخت.

پنجم : قوم کوریجه . ششم : قوم لنجار . هفتم : قوم ناریجه ، و این چهار قوم همیشه مطیع و منقاد جاگیردار شده آمده اند . و این سرکار در زمان ترخانان بطریق خوب آباد و معمور بود . اما دران سه قوم مذکور عمل ترخانان زبون میشد ، تا آنکه رستم پسر (۲۰۰ - ۱) کلان خسرو بیگ حاکم تهته را مردم شوره کشتند ، و او لشکر جمع کرده بر سر مردم شوره آمد . و اینها بقوم نهمردی ملحق شده درون کوه گریختند ، و خسرو بیگ تا موضع کوهیار و ونکار در میان کوه تعاقب اینها نمود ، و بدستش نیفتادند ، و از طرف سهوان آمده برآمد و هیچ سودی نکرد .

و مرزا غازی ترخان (۱) در زمانی که صوبه دار قندهار شد ، سایدنه نام هندو را خطاب " هندو خانی ، " داده بجای خسرو بیگ کرده به تهته فرستاد . و شهبازی نام خدمتگار را خطاب " خانی ، " داده بجای پسران قاسم خان ارغون به نصر پور . و هر گاه سایدنه در تهته رسید ، خسرو بیگ از تهته برآمده به قصبه هاله کندهی آمده نشست ، و سرانجام (۲۰۰ - ۲) قندهار می نمود . درین اثنا خبر فوت مرزا غازی (۲) به سایدنه

۱ - مرزا غازی بیگ بن مرزا جانی بیگ ترخان که بعد از فوت پدر (۱۰۰۸ هـ) از جانب اکبر بادشاه صوبه دار تته شد و در عهد جهانگیر حکومت قندهار نیز یافت .

۲ - متوفی ۱۱ صفر ۱۰۴۱ هـ

در تهته رسید. او باجماعه خود از دریا عبور کرده دامنه کوه را گرفته، بطرف سهوان فرار نموده، چون در میان قوم شوره رسید، اینها بحکم خسرو بیگ جمعیت کرده به سائیدنه جنگ انداخته در موضع بدا پور (۱) در آورده، او را و نارو نام برادرش که بخطاب "شجاعت رای"، از مرزا غازي رسیده بود، دستگیر کرده کشتند. و اسپان، عراقی و میلکهای زرین و خرجینهای مال، که از قندهار آورده بودند، و نقاره و سکپال و غیره اسباب آنها را بتاراج بردند.

و بعد از فوت مرزا غازي، مظفر خان معموری را حضرت جنت مکانی به تهته فرستادند، و دران زمان شمشیر خان اوزبک جاگیردار (۲۵۶ - ۱) سهوان بود، او سیصد جوان اول اول پرتیه از جوانان خود به همراه خواجه جان خویش خود کرده به مظفر خان همراه ساخت. چون مظفر خان به تهته رسید، خسرو بیگ این جماعه، اوزبکان را مشاهده کرده، هراس خورد، و خواست تا شهکاری باین لشکر نماید. به مظفر خان گفت که قوم شوره و دل و بیر سر برداشته اند، خواجه جان را بطرف آنها فرستید. مردم اوزبک واقف آن ملک نبودند، سراسیمه روانه شدند. و آنها قریب دو هزار سوار و هشت هزار پیاده جمع شده در قابوی لشکر نشسته بودند، همین که مردم اوزبک در میدان نواحی قلعه نیرن کوت رسیدند. و قاعده اوزبکان

است که اکثر قرقره بر سر میگذارند. مردم متمردان این حال را مشاهده (۲۵۶ - ۲) کرده، در میان خودها گفتند که بیایید ما هم برگذاریم، و برگذاشتن ما این معنی دارد که با هر سوار ما چهار پیاده جمع شود، دو از یک طرفش و دو از طرف دیگر، بعد ازان بمغل جنگ کنم. و همین طور کرده، بجنگ مقابله شدند. مردم اوزبک چون جلوها را در میان غنیم انداختند، پیاده‌های آنها اسپان اکثر اینها را پستی کردند و جوانان از پشت اسب بزمین آمدند، و بدرجه شهادت رسیدند. و خواجه محمد سلطان نام اوزبک که یکی از بهادران شمشیر خان بود، درین جنگ کشته شد، و باقی مانده هزیمت خورده در قلعه نیرن کوت درآمدند. و مفسدان، قلعه را محاصره کرده نشستند. و این خبر به شمشیر خان رسید، او از سهوان به جمعیت خوب برآمده بمدد (۲۵۷ - ۱) لشکر خود روانه شد. چون خبر سواری او را متمردان شنیدند، محاصره قلعه را گذاشته بجاهای خود رفتند، و خواجه جان با مردم خود از قلعه برآمده به سهوان آمد.

و در میان قوم شوره، اسمعیل شوره در متمردي نام برآورد، و همیشه با نقاره و سکپال بابت مایدنه هندو میگشت. و از احشامات کوهی و مردم رعیت سرکار مذکور و ملک سهوان، هیچ قوم مقاومت باو نمی کرد.

دویم : داؤد شوره، و او در موضع خسائی شوره کنار دریا جنب دامن کوه می بود، و از دزدان ملاحان هوسره و غیره بسیار داشت، و علانیه راه خشکی و تری را می زد.

سوم : در قوم دَل ، ستاهي نام اسم برآورد.

بیان صوبه داری تهته به شمشیر خان ازوبک

و بعد از فوت تاج خان (۱)، شمشیر خان (۲۰۷ - ۲) ازوبک را صوبه دار تهته نمودند، و ملک سهوان از تغییر او بشرکت مرزا دوست بیگ، به برادر ابوالبقا جاگیر تنخواه کردند.

و او خربزه‌های^۱ موضع نارلم (۲) به شمشیر خان و مظفر خان که در آن زمان بخشی^۲ تهته بود، بدست محبت نام خدمتگار خود در زورقی کرده فرستاد. همین که زورق خربزه بگذر موضع خسائی شوره (۳) رسید، هوسرهای داؤد شوره، برزورقهای خود سوار شده، محبت مذکور را کشتند و خربزه‌ها را به داؤد شوره دادند. و این خبر به برادر موسی البه رسیده تاب و طاقت نیاورده، همان روز نماز شام از سهوان در کشتیهای سوار شده تاسه پاس سبب راه رفت. و در پاس آخر یک گروهی از گذر سن بطرف سهوان از (۲۰۸ - ۱) کشتیها فرود آمده برخسائی شوره (۳) تاخت نمود. چون بموضع مذکور رسید، قضا را به

۱ - متوفی ۵۱۰۲۳ (ماثرالامرا ۳۸۳ - ۱، ذخیره الخوانین خطی ص - ۳۹۷)

۲ - نار (پ)

۳ - حاصه شوره (پ)

۴ - حاصه شوره (پ)

داؤد شوره بیشتر خبر رسیده بود، او خود را با اهل و عیال بطرف کوه کشید، و لشکر بادشاهی آمده خسائی شوره (۱) را آتش داده سوختند، و چند شوره و هوسره که پیش لشکر آمدند، بقتل رسانیدند. و اسباب و متاعی که دران موضع یافتند غارت کردند. و اول طپانچه که بمردم شوره از لشکر بادشاهی رسید، این بود.

بیان صوبه داری تهته به مظفر خان معموری

بعد ازان صاحب صوبه تهته از تغییر شمشیر خان، مظفر خان معموری شد. و شمشیر خان را باز سهوان دادند، و برادر مشارالیه را بدین، که داخل سرکار چاچکان ست، و نیرن کوت و شال که داخل سرکار چاکر هاله است، جاگیر تنخواه کردند (۲۵۸ - ۲). و او حسب الحکم به بدین رفت.

و مظفر خان قصد تنبیه سمیجه دل که در پرگنه شال می بودند کرده، با منصبداران که در تهته پیش او حاضر بودند سوار شد. و برادر مذکور هنوز از بدین به تهته نیامده بود. و چون لشکر مظفر خان نواحی شال رسید، مناهی مذکور سردار قوم دلان با جمعیت آمده سر راه لشکر را گرفته جنگ کرده چند کس لشکر را بدرجه شهادت رسانید. مظفر خان این حال را مشاهده کرده استقبال نمود، و همان جا دیره داده نشست. و مردم لشکر را از برای گاه و هیمه برآمدن از دیره متعسر

گردید، که درین ضمن برادر مذکور از بدین یلغر کرده شب در میان بلشکر مظفر خان رسید. و شب دیگر سواری بر مسکن. (۲۵۹ - ۱) متحردان مذکور نموده تمام شب طی راه کرده وقت صبح در دامن کوه بر آن بدبختان ریخته، قریب دوپست سیصد کس از آنها کشته، سرها بریده پیش مظفر خان آورد. و مهم سمیجه دل را بطریق خوب فیصل داد. بعد آن مظفر خان برادر مذکور را همان جا در قلعه نیرن کوت مانده، خود برگشته به تهته رفت. و او مردم سمیجه دل را دفعه دیگر، و پاره مردم شوره که جماعه حمید شوره باشند، بطریق نیک تادیب کرد. چنانچه مردم دل بتمام از پا افتادند، و مناهی دل و حمید شوره زبون شده پیوسته در خدمت او حاضر می بودند، و مالگذاری می کردند. و در تاخت این جماعه شوره، برکوه دار و بند نام، نور الله برادر او شهید گشت و بکار بادشاهی آمد (۲۵۹ - ۲) و فتح برادر مذکور شد.

بآخر برادر موسی الیه را بمهم کانگره حکم شد. و او حسب الامر بخدست کانگره رفت (۱). و این احشام شوره در سرداری اسمعیل شوره نهایت سرکشی و متمردی را پیش کردند. چنانچه رعیت غریب را تمام و کمال از میان برداشتند و باغ بابو پلیجه را بریدند. و خبر فساد اینها را مظفر خان شنیده، میرزا محمد برادر زاده خود را با جمعیت خوب بطرف این مخدول

۱ - در اواخر ۱۰۲۳ ه یا در ابتدائی ۱۰۲۵ ه این مهم رفت (تذکره امیر خانی)

العاقبتان سوار کرد. و میرزا محمد از گذر تهته گذشته رویرو بر قوم اسمعیل شوره تاخت نمود، و آن بدبخت را فرجه تعبیه جمعیت نشد، و جماعه^۱ وی در گریزانیدن اهل و عیال خودها مقید شدند. و او با چند برادران خود پیش راه لشکر را گرفته جنگ کرده (۲۶۰ - ۱) کشته شد. و فتح خوب مناسب از دست مرزا محمد بوقوع آمد، و درمیان ملک شوره نشست، هر جا مال و مواشی^۲ مردم شوره و بَبَر (۱) و دَل بود جمع کرد، و بندی بسیار بدست آورد، و طپانچه زور بمردم شوره رسید. چنانچه بقیه السیف زبون شده جاهای خودها را گذاشته دامن کوه را گرفته نشستند، و از قوت ماندند. مگر بطریق دزدی باتفاق مردم کوهی مال و مواشی رعیت را می بردند، و داؤد شوره بر حال بود.

و درین ضمن شمشیر خان اوزبک از سهوان بحکم حضرت جنت سکانی به کمک بهادر خان اوزبک به قندهار رفت، و از آنجا از تغییر خوشم بیگ، حکومت سهوان را به شاه خواجه خویش خود داده فرمتاد. و موضع خسائی شوره (۲) (۲۶۰ - ۲) در جاگیر شمشیر خان بود. آنها متمردی می نمودند، و مال واجبی جواب نمی گفتند. شاه خواجه نماز پیشین از سهوان در کشتیها سوار شده قریب صبح کاذب از گذر ربهن (۳)، که یک

۱ - پُپُر

۲ - خاصه شوره (پ)

۳ - شاید بهن باشد

کروه این طرف سن بجانب سهوان واقع است، از کشتیها برآمده قتره کرده، وقت چاشت بر سر خسائی شوره که ده گروه ازین گذر خواهد بود، ریخته، مردم بسیار از جماعه داؤد شوره بقتل رسانیده امیر کثیر بدست آورد. چنانچه زن داؤد شوره نیز در بند افتاد. و شاه خواجه بندیان را گرفته به سهوان آمد، و داؤد شوره عاجز شده متعاقب وی در سهوان آمد، او را دیده گردن انقیاد مانده جرمانه و بقایای موضع خود را داده، زن خود را از نید خلاص نمود. و طرف (۲۶۱ - ۱) داؤد شوره از دست او قادیب خوب یافته رعیت شد. چنانچه جای قدیم خود که در دامن (۱) کوه واقع بود، گذاشته، در بیله که زمین نو دریا گذاشته، ساکن شدند. و تا حال رعیت اند و سرکشی ندارند.

صوبه داری سید بایزید بخاری از تهته

و چون صوبه دار تهته، سید بایزید بخاری (۲) شد و پسرانش صاحب ترد بودند، بحکم حضرت جنت مکانی لشکر

۱ - دامنه (پ)

۲ - سیر بایزید بخاری: در سال پانزدهم از جلوس جهانگیری که هزار و بست و هشت هجری (۵۱۰۲۸) باشد، بمنصب دو هزاری ذات و هزار و پانصد سوار صاحب صوبگی تته فائز شده. و قبل برین فوحدار سرکار بهکر بود. (مقالات ص - ۱۰۸) در تته وفات یافت و در جوار سید جلال بخاری بر کوهچه مکی دفن شد. صاحب لب تاریخ سند نوشته است که در سال ۵۱۰۲۵ وارد بهکر شد.

کرده در کوه در آمدند و تا قلعه کائیره و انون بیله سیر کردند، و سرداران این هر دو قلعه آمده آنها را دیده پیشکش گذرانیده، خطبه بنام همایون حضرت جنت مکانی در هر دو جا خوانده، اطاعت قبول کردند. وقت مراجعت قراولی مردم شوره و دل را بر وجه نیک کرده، از آنجا تاخت بران مردم کوتاه اندیش نموده (۲۶۱ - ۲) در دامن کوه صبحی آمده بر آنها ریختند. و چنانچه شکار قمرعه می شود، آن بدبختان را محاصره کرده اکثر از آنها بقتل رسانیدند، و پسر اسماعیل شوره، جئونجار نام را با اسیران بسیار بدست آوردند، و آنچه مال و مواشی داشتند همه بتاراج رفت، و بندیان را گرفته پیش پدر خود به تهنه آمدند. و پسر اسماعیل شوره در حبس فوت شد. و درین تاخت مردم شوره و دل بتمامی استیصال یافتند، چنانچه بقية السیف، پاره در کوه رفته باحشام کوهی منضم شدند، و پاره که در ملک خود ماندند رعیتی را قبول کردند. چنانچه تا حال رعیت اند، و آسیبی ازینها بر رعیت سرکار چاکر هاله نیست.

و مردم بَبَر خویشان بابو پلیجه بودند. چون حمایت قوم (۲۶۲ - ۱) شوره و دل از آنها رفت، جماعه قلیل بودند آمده نزدیک بدیه بابوی پلیجه ساکن شدند. بابوی مذکور قابو یافته لشکر تهانه سید بایزید را که در نیرن کوت بود خبر کرد. و آنها صبحی بر سر مردم بَبَر ریختند و اکثر را کشتند، و پاره که ماندند رعیتی را قبول کردند. و در زمان

سید بایزید این هر سه قوم متمردان بطریق نیک استیصال یافتند. و چون این سه قوم در سرکار چاکر هاله ضایع و خراب شدند، دست قوم نهمردی کوهی که در کوههای طرف سهوان می بودند، بر رعیت چاکر هاله قوی شد. چنانچه جاگیرداران سرکار مذکور چند دیه از طرف خود در جاگیر آنها داده، بمدارا جاگیرهای دیگر را آبادان کرده (۲۶۲ - ۲) متصرف اند. و از نیرن کوت تا نظرگاه اویس قرنی رحمة الله علیه نهمردی نشسته اند. و بیان این نظره گاه پیشتر خواهد آمد.

و این سرکار و پاره از سرکار تهته که بطرف چاکر هاله افتاده از پرگنه ساگیره و غیره، جمعیت طلب است. و احشامی که جنب پرگنه ساگیره است، مردم بلوچ کلیماتی و بلوچ جوکیه می باشند، و این هر دو فرقه قریب سه هزار کس از سوار و پیاده خواهند بود. و چند شتر و گوسفند فصلانه به صوبه دار تهته داده می آیند، و بی وجه از فساد ملک تهته محترز اند. و برای همین، صوبه دار تهته در قلعه موضع ناریله تهبانه می نشاند، تا خبردار این جماعه باشند.

و در عمل سید بایزید از مردم جوکیه خطائی رفته بود. و آن بدین نهج است (۲۶۳ - ۱) که سید بایزید، شاه محمد نام پسر خوانده خود را با پنجاه سوار تهبانه دار ناریله کرده فرستاد، و او مرد تنک مزاج بود. بحرفی خشم آورده حاجی ولد بجار جوکیه را درشت پیش آمده، پاوزار خود بطرف او انداخت. درین ضمن شورش در میان قوم جوکیه افتاده مجتمع

شده از مسکن خودها کوچ کرده بطرف کوه روانه شدند. شاه محمد با جمعیت خود تعاقب کرده هر چند سخن صلح در میان آورد، صورت پذیر نشد و کار بجنگ کشید. مردم شاه محمد سلاح کوتاه که شمشیر و نیزه و غیره باشد، کوشیدند. و آن بی سعادتان بجنگ تیر مشغول شده، هر پنجاه جوان را با شاه محمد بدرجه شهادت رسانیدند. و اسپان و سلاح آنها را غارت کرده داخل کوه شدند. و بسبب (۲۶۳ - ۲) این معامله سید بایزید تدبیر منح غلّه و غیره اشیا بکوه کرد. بعد آن مردم جوکیه قول گرفته آمده او را دیدند. و گاهی این جماعه کلماتی و جوکیه آمده، ملک سهوان را می تازند. و در میان اینها و قوم نهمردی عداوت کلی میگذرد، و پیوسته تاخت باخت در میان ایشان میشود. اما مردم نهمردی زورند، از برای آنکه جمعیت بسیار دارند.

و عمل ملک تهته غله بخشی شده آمده و تا حال نیز همان عمل منظور است. و عمل غله بخشی موجب آبادانی می باشد، اگر جاگیرداران از نصف بالا نگیرند، و حصه رعیت را بواسطه توجیهات باطله در زیر مهر نگاه ندارند، تا آمدن فصل دیگر.

و تربیت این ملک بدین نهج است که توجیه این ملک را از قانون گویان (۲۶۴ - ۱) طلبیده بحضور تحقیق فرمایند. و آنچه از نصف بالا جاگیرداران می گیرند به توجیهات باطله، از روی حکم شهنشاهی از رعیت بر طرف سازند. و امین متدین را

تعیین کنند، و او را فرمایند که: آبادانی و خرابی ملک را ز تو می‌پرسیم، زیاده از دستور العمل جاگیردار را از زراعت رعیت، گرفتن مده.

و سرحد‌های این ملک را از مردم متمرّد نگاهدارند، تا از یک ملک ده ملک دیگر بهم رسد، و مانند زمان ترخانیان آباد و معمور گردد، و رعیتش قوت گیرد. چنانچه دستیار جاگیرداران بوده در استیصال متمرّدان سعی نماید. و سبب آبادانی در زمان ترخانیان نیز همین بود، چون از نصف بالا حاصل زراعت رعیت نمی‌گرفتند و بعضی جاها سیوم (۲۶۴ - ۲) حصه و چهارم حصه هم می‌گرفتند. ملک آباد بود و رعیت پر قوت، و یکایک مردم متمرّد راه تغلب بر رعیت نمی‌یافتند. و الحال بواسطه بدعملی‌های بعض جاگیرداران، رعیت از قوت افتاده و مردم متمرّد قوی شده. بنابراین متمرّدان گاهی دست‌درازی بمردم رعیت می‌نمایند. و درین ضمن اگر بدست جاگیردار ظالمی می‌افتند خود خراب تر می‌شوند، و اگر بدست جاگیردار خدا ترسی می‌آیند، پاره استقامت بهم می‌رسانند، و آن جاگیردار هم محظوظ میشود. چنانچه فصل بفصل حاصل جاگیر خود را زیاده می‌بردارد، و جاگیردار ظالم فصل بفصل حاصل از جاگیر خود کم می‌بردارد، تا آنکه بیزار جاگیر شده در پی تبدیل آن جاگیر می‌گردد. و بیزار (۲۶۵ - ۱) از ظلم نمی‌شود تا حظ نشاتین را دریابد. و اگر جمع اسپ تنخواهی را چون وجهی شرعی ندارد، به رعیت ملک تهته به بخشند، و آن جمع را در جمع

هر گنججات اضافه کنند ، گنجایش دارد که توجیه پیشکش اسپ رعیت را پریشان دارد ، و باین حمله راه توجیهات عاملان و اربابان و رئیسان و قانون گوین کشاده می شود . و اگر کوتوالی شهر تهته را نیز بدستور سابق خالصه فرمایند ، موجب رفاهیت خلق تهته است . چرا که هرگاه چبوتره کوتوالی در جاگیر صوبه دار گردید ، و از صد یکی درین زمانه خدا ترس تابع شرع نبوی خواهد بود ، یقین است که بعض صوبه داران طمع دنیوی در میان کرده حق اکابر و اشراف را نخواهند گذاشت . و به تهمت های باطله سکان (۲۶۵ - ۲) این دیار را آزار های گوناگون داده ، زیاده از جریمه آنها جرمانه که از طاقت بشر دور است ، مقرر می سازند . چنانچه مردم هلاک می گردند . و چون آدم لا سیلک گردید ، هزار گونه فساد در دین و دنیا پیدا می شود ، چرا که مدار عالم وابسته معاش است . و چون در چبوتره کوتوال شهنشاهی باشد ، و جرمانه مردم تعلق به خالصه شریفه ، دامن دولت شهنشاه فراخ است ، جرمانه هر کس را مطابق شریعت بیضا گرفته داخل بیت المال میسازد . و درین هیچ آزار خلق الله نیست ، بلکه اگر در جمیع ملکهای که معتدبه اند ، کوتوال شهنشاهی باشد اهم است . از برای آنکه زمانه بسیار فساد یافته ، هر چند درین باب زیاده احتیاط فرمایند برجا است .

والامرُ ارفعُ واعلیٰ ، والله اعلم بالصواب

بساب چهارم



در بیان احوال ملک سهوان



و این باب مشتمل بر پنج فصل است

فصل اول

در بیان احوال پرگنججات این ملک از روی اجمال

بباید دانست که سهوان نام قلعه ایست خام قدیم کهنه، که کنار دریا بطرف سیت پور ناهران بر پشته^۱ خاک واقع است. و دریا شمال رویه قلعه افتاده، و شهریت آن بطرف جنوب، و آستانه متبرکه که حضرت مخدوم لعل شهباز (۱) قدس پرواز، در انتهای شهر، و مزار حضرت مخدوم چتا امرانی (۲) رحمة الله علیه، در پاکروهي بیرون شهر. و در یک کروهی بطرف تهته کوهستان دارد، امّا سنگ این کوه خام است سبز رنگ از ریگ بسته شده، و در اندک مسافت واقع است (۲ - ۲۶۶) چنانچه سه کروه طول دارد و نیم کروه عرض. و در ابتدای این کوهستان، کوهیست که بزبان سنده مشهور به "یک تنبی"، (۳) شده، و وجه تسمیه این ست که این کوه

۱ - رک - بتعلیقات

۲ - رک - بتعلیقات

۳ - "تحفة الکرام"، در باره^۲ این "یک تنبی"، (در سندی ۵۵)

تنبی) این عبارت دارد - "دیگر جای یک ستون است که صفه

(بقیه در صفحه ۵۶)

را تراشیده، خانه^۲ بر یک ستون برپا داشته اند، و میگویند که نظر گاه حضرت امیر علی رضی الله تعالی عنه است. و بر بالای این کوه نیز پیر غلام مثل صفت بهکر، صفت ساخته و "صفت و فاء"، نام نهاده. و در شبهای ایام بیض اکثر آنجا می گذرانید، و خربزهای موضع نار را با مردم علما و فضلا و سپاه بزم میداشت. و تا حال که سنه ۱۳۳۳. ۵۱ هزار و چهل و چهار است،

بزرگی در کوه بیک ستون، باعتقاد مردم قدرتی متکونست. مردم بسیر و صفا آنجا روند، و بر سقفش نظاره کنند. گویند آنجا چار یار اعنی مخدوم جلال جهانیان (؟) و شیخ عثمان مروندی، و شیخ فرید متوفی ۱۲۶۳) و شیخ بهاء الدین (متوفی ۱۲۶۱) بمکاشفات نشسته اند. خطه نامی و بقعه گرامی است. (ج ۳ ص ۱۳۶-)، این یک تنبی تا کنون روی روی ریلوی اسٹیشن سیوہن موجود است. هینری کوزنس (Henry Cousens) در کتاب خود (THE ANTIQUITIES OF SIND 1929) نوشته است که :

There is a small cave between the town of Sehwan and the bandar, called the "Ek Thamb" or one pillared cave, which was visited by Dr. Wilson and is noticed in his "Memoir on the Cave Temples, etc, of Western India". (pp. 45)

این یک تنبی و غارهای دیگر که متصل سیوہن در کوهها یافته میشوند، دواصل سکونت گاه مردمان این خطه قبل از تاریخ اند. درین باره ر- ک کتاب فوق.

آن صغه برجاست. و در نیم گروهی این کوه، ریگ سرخ است و ریگ ماهی بسیار درین ریگ بهم می‌رسد. و وقت صید نمودن این ماهیها هوای تابستان است، (۲۶۷ - ۱) که هنوز باران ریخته نباشد. و چند چشمه متصل این ریگ از زمین جوشیده برآمده، که آن چشمها را چشمهای حضرت مخدوم شهباز قدس سره میگویند، و بطرز ولایت برین چشمها مجاوران حضرت مخدوم رحمة الله علیه زراعت می‌کنند (۱). و روز، شب سیورات هندوان، زنان مردی هندوان شهر، آنچه به دکری کلان نمی‌توانند رسید، در یک چشمه ازین چشمها غسل می‌کنند. و این چشمه را دکری خورد می‌نامند (۲)، و ذکر دکری کلان پیشتر می‌آید. و در سه گروهی شهر، کوه پخته است که سنگ سفید شخ دارد. و همین کوه است که از جانب جنوب بدریا شور و به ملک کیچ و مکران متصل است. و از طرف شمال بکوههای قندهار و کابل و کشمیر پیوسته. و در میان (۲ - ۲۶۷) این کوه آبادانی بسیار است. مردم احشامات بلوچ

۱- این چشمها هنوز موجود اند، و مجاوران مخدوم شهباز آنجا زراعت میکنند و این قطعه زمین موسوم "بیاغ قلندر لعل شهباز" است و "لعل واهی" نیز گویند.

۲- در تحفة الکرام ثبت است که: بر کوهش چشمه واهی از عجائبات است. اکثر ارباب امراض بفصلش شفا یابند. همواره بر یک قرار پرو جایی آمد آب محسوس نه. هنوز آنجا پیرستن در ایام مهود هجوم کنند. (ج ۳ ص ۱۳۵)

و غیره ساکن اند، در یکجا متوطن نمی باشند، هر جا که چراگاه خوب است نشستگاه این مردم است. و چند قلعه نیز درین کوه است که آنجا زراعت هم می شود، مثل قلعه کائینره (۱) و اَنُون بیله و کوهیار و ونیکار (۲) و غیر ذالک. و بر پشت کوهی که آن را کوه لکی می نامند، گنبدی ست از خشت پخته، که الحال ویران افتاده است. و آن گنبد درین ملک مشهور به ماری (۳) حضرت رضوان مکانی رحمة الله علیه شده، و ماری بزبان سنده بالا خانه را گویند، و از شهر چهار کروه می باشد. و این کوه دو راه دارد، یکی را "باقی جی"، (۴) میگویند، که مرزا محمد باقی ترخان (۵) کوه را تراشیده این راه را بر آورده. دویم را "گانه"، که نزدیک به ماری مذکور میگردد (۲۶۸ - ۱). و گانه (۶) بزبان سنده روغن کده را میگویند، و درین راه یک سنگی ست که بروغن کده می ماند. و عجب راهها مخوفه است، کم کس ازین راهها جان سلامت

۱ - کهنری تا حال موجود است

۲ - در لغت سندي "وَنکار"

۳ - در لغت سندي "ماژي"

۴ - در سندي "باقی جی"

۵ - میرزا محمد باقی بن میرزا عیسی ترخان والی سند (زمانه

حکومت ۹۷۳ - ۹۹۳ هـ)

۶ - در لغت سندي "گهانو"

برده، و اکثر از دست بلوچان بدرجہ شہادت رسیده. و مردانِ غیب و شہدا درین کوه بسیار اند، اکثر شدہ کہ در نیم شبی آواز ذکر ایشان علانیہ شنیده میشود. و در زیر همین کوه بطرف تہتہ، میرزا جانی ترخان با عساکر ظفر مآثر حضرت عرش آشیانی از توابعان خانخانان عبدالرحیم، کہ بجهت محاصره قلعه سہوان گذاشتہ، خود بطرف برگنہ جون من اعمال سرکار چاچکان رفتہ بود، جنگ کردہ شکست خورد. و ہمین شکست کمر او را شکست. و دارو (۱) ولد راجہ تودر مل درین جنگ کشتہ شد. (۲).

۱ - در ذخیرة الخوانین (خطی) دہارو ثبت است ص ۱۶.

۲ - در ذخیرة الخوانین (خطی) واقعہ جنگ چنین ثبت است:
 ”در سال وقائع سی و پنجم الہی موافق سنہ ثمان و تسعین و تسعمایة (۱۸۹۸) حکومت ولایت ملتان و بہکر بخانخانان شد. و حکم شد کہ بتسخیر ولایت سند و تہہ بردازد. میان محمد خان نیازی، و فریدون خان برلاس و شاہ بیگ خان کابل و سید بہا الدین بخاری و شیر خان و جانش خان بہادر و میر معصوم بہکری ”نامی“، (مؤلف تاریخ سند) و بختیار بیگ و قرا بیگ ترکمان و دہارو ولد راجہ تودر مل و غیرہ ہمراہ خانخانان رخصت شدند. تاریخ این عزیمت را قدوة الفضلا ملک الشعراء شیخ فیضی ”قصد تہہ“ یافته. (خانخانان) بجانب برگنہ جون کہ قریب تہہ است، روان شد. و سید بہا الدین بخاری و بختاور بیگ و قرا بیگ ترکمان و میر محمد معصوم بہکری و حسن علی عرب و جمعی (بقیہ حاشیہ در ص ۶۲)

و بالفعل (۲۶۸ - ۲) یازده پرگنه تعلق باین قلعه دارند.
ازان جمله هشت پرگنه این روی دریا بطرف قلعه واقع اند، و

از نوکران خود به سهوان رفت. چون این خبر بخانخانان رسید بسرعت هر چه تمام تر، میان دولت خان لودی سپهبد، و شجاع بینظیر و رستم وقت خود بود، و خواجه رستم بخشی و میان محمد خان نیازی و دهارو پسر راجه تودر مل و دلپت ولد رای، رایسنگه بهرته و بهادر خان ترین را، بکومک سهوان فرستاد. و این مردم در دو روز هشتاد گروه راه را طی نموده خود را با جمعیت به سهوان رسانیدند. روز دیگر مرزا جانی فوجهای خود را راست کرده رسید. و دوند خواهان نیز صفها آراسته کرده. باوجود آنکه این لشکر بدو هزار سوار نمی رسید و جمعیت مرزا از پنجهزار سوار زیاده بود، تکیه باقبال لایزال حضرت شاهنشاهی نموده، جنگ صعب اتفاق افتاد. دهارو ولد راجه تودر مل ترده می مردانه بظهور رسانیده بقتل رسید. و میان محمد خان نیازی بذات خود ترددات نمایان کرده جمعی از خویش و تبار خود را بکشتن داده. دولت خان لودی چندان سعی و تلاش و تردد کرده که مزیدی بران متصور نباشد. و دلپت با چهار صد سوار راجپوت بکناره جنگگاه استاده ماند. و میر محمد معصوم بهکری و شاه بیگ خان ترددات مردانه کردند. و مرزا جانی بیگ را بحدی تلاش کرد، که خود با شاه قاسم ارغون در حربگاه استاده ماند. شاه قاسم جلو اسپ مرزا را گرفته بر آورد، که اگر حیات است باز جنگ می کنم. هر دو سوار جانب نواره رفتند. و در انر پور مرتبه دوم بر خود قلعه ساخته درانجا نشست. خانخانان باز محاصره کرد، هر روز جنگ و جدل در میان بود، و بضرط توب و تفنگ در صلح زود فراز داد. الخ“ (خطی ۱۶-۱۷-۱۸) (برای تفصیل این واقعه رک تاریخ سند میر معصوم ص ۲۵۱ تا ص ۲۵۶)

سه پرگنه آنروي دریا. امثال آن هشت پرگنه که این روی دریا افتاده اند:

یکی: ازان پرگنه باغبانان است، و این پرگنه کلان پرگنه ایست. چند مردم و قوم درین پرگنه ساکن اند، مردم ملکان باغبانان، مردم پهوار، مردم آبره، و از گروه سمیجه، چهار قوم درین پرگنه می باشند.

یکی: قوم جونبجه،

دوم: قوم بریه (۱)،

سوم: قوم بکجه (۲)،

و این هر شش (۳) قوم رعیت اند، مال دیوان را می دهند و سرکشی ندارند.

چهارم: قوم تیبه،

و این قوم متمردانند مانند سمیجه آونتر. اگر صرفاً جمعیت خوب برسر آنها می رود چیزی مالگذاری می کنند، والا چیزی نمی دهند. و ازین قوم چهار موضع است. سه

۱ - این قوم بنام پربه مشهور است.

۲ - این قوم درین وقت بنام بکیجه مشهور است.

۳ - هر شش مردم و قوم . . . الخ (پ).

مذکوره موضع تعلق به پرگنه (۱ - ۲۶۹) مذکوره دارد، که کنده کوت و جین (۱) و تیمه باشند. چهارم موضع که پتریجه (۲) است، تعلق به پرگنه تکر دارد، من معموله ملک بهکر. و در عمل مردم ستمه این پرگنه در آبادانی و معموری بدرجه کمال رسیده بود. چنانچه مخدوم جعفر بوبکانی که یکی از مشاهیر علما^۱ سنده بود، از میرزا عیسی ترخان (۳) نقل می کردند که: در تاخت لشکر شاه بیگ ارغون که از قندهار بر سنده تعیین کرده بود و آنها آمده قریه باغبانان را تاخت نمودند. هزار شتر از چرخهای باغات که کار می کردند، بدست افتاد. و قیاس باید کرد برین چیزها دیگر و معموری آن دیار را. و در زمان ترخانیان نیز این پرگنه بطریق نیک آبادان بود (۴). سلطان محمد برتقانی (۵) ارغون تهانه دار این

۱ - شاید چنی باشد که تا حال موجود است.

۲ - شاید پتیبجی باشد که تا حال موجود است

۳ - میرزا عیسی ولد عبدالعلی ترخان والی سند (۹۶۲ تا ۹۷۷ هـ).

۴ - در تاریخ سند میر معصوم اینطور ثبت است: "آن جماعه

در هفدهم شهر ذی قعدة سنه احدی و عشرين و تسعمائه (۸۹۱) قریه کاهان و باغبانان را آمده تاختند. مخدوم جعفر (بن عبدالکریم الشهیر به ران بن یعقوب البوبکانی) که یکی از علمای^۲ سند بوده، از میرزا عیسی ترخان نقل می کرد که درین تاخت هزار شتر از چرخهای^۳ باغات که (شب) کار می کردند بردند. و قیاس باید کرد برین چیزهای^۴ دیگر را و معموری^۵ آن دیار را. و یک هفته دران حوالی لشکر بوده معاودت نمودند، ص - ۱۱۰.

۵ - در نسخه (پ) برتقانی ثبت است.

پرگنه بود و او چند جا قلعه‌ها انداخته (۲۶۹ - ۲) تعیینات نشانیده، خود در موضع پُلجی (۱) قلعه مستحکم ساخته نشسته بود. چنانچه آسیب متمردان برعیت این پرگنه نمی رسید.

درین ولا چون جنب گروه چاندیه و قوم تیهه مخذول العاقبتان واقم است، و رعایت تهانهای او بواقعی شده نمی آید، از پا افتاده و اکثر دیها(ی) او ویران شده رفته. و درین پرگنه مها نام کولاب کلانیست. در آنجا پرکلکی (۲) بغایت خوب و بسیار بهم میرسد.

دویم: پرگنه پاتر (۳) است، و رعیتش اکثر مردم خواجه غریب می باشند محتاج دلاسا جاگیر دار.

سویم: پرگنه نیرون قلعه (۴) است، در زمان سابق این موضع را واهی می گفتند. و واهی بزبان سنده جوی آب را گویند، که از طرف کوه می آید. و درین موضع چهار جوی آب است، که از طرف کوه (۲۷۰ - ۱) جاری ست، و در دشتهای می افتد، و درانجا زراعت می کنند. اول این موضع بدست

۱- شاید این موضع "قلجی"، باشد که تا کنون آنجا موجود است

۲ - یک قسم ماهی کوچک است.

۳ - این قریه ایست بنام پاتر که تا هنوز قائم است. و در

زمان سابق این قریه مرکز این پرگنه بود.

۴ - قلعه یا قصبه باین نام موجود نیست.

مردم ماچی (۱) بود، و آنها متمردان بودند، چیزی بجایگیر دار نمی دادند. بختیار بیگ ترکمان آن جماعه را تاخته استیصال نمود. آنجا را "اکبر آباد"، نام کرده، بمردم پهلوار (۲) که رعیت مطلق اند حواله کرد. و هر جویی را بیک طرف از آنها مقرر ساخت. چنانچه یک جوی بطرف موسی پهلوار افتاد، و یک جوی بطرف عیسی پهلوار، و یک جوی بطرف داؤد پهلوار، و یک جوی بطرف جلال پهلوار. و تا حال این موضع بدست مردم پهلوار ست. و پیشتر این موضع داخل پرگنه باغبانان بود. در زمان شمشیر خان اوزبک ازان پرگنه جدا کرده، نیرون قلعه نام نهاده در جمع سهوان افزودند. و در زمان احمد بیگ خان (۲۷۰ - ۲) ویران مطلق شد.

چهارم: پرگنه کاهان هم (۳) است. و این پرگنه کلان پرگنه ایست. چند مردم و قوم درین پرگنه می باشند:

یکی: قوم پهلوار و اینها خود را قریشی میگویند، از اولاد بی بی حلیمه دایه حضرت رسول صلی الله علیه وسلم.

دوم: مردم کوریجه.

۱ - در لغت سندي "ماچی"

۲ - در لغت سندي "پهنور،"

۳- کاهان. گَهاها، (ناکاف سندي به دو نقطه تحتانی) قریه ایست در بیست و یک میل شمال و مغرب سهوان.

سوم : مردم سمیجه بُکیه .

چهارم : مردم سَمیجه تیه .

پنجم : مردم راه پُتیره^۲، و اینها هم از قوم سمیجه میشوند .

ششم : مردم بهان .

هفتم : سادات .

هشتم : شیخان .

و قوم بهوار و مردم سمیجه درین پرگنه صاحب جمعیت اند، تا این پرگنه از مردم مواس پاره محفوظ است. و رعیت این پرگنه در مالگذاری جاگیر دار و همراهی^۳ او وقت سواری بر مردم متمردان هیچ تقصیر ندارد، و بیکباجی (۴) عمل میدهد. اما بواسطه^۴ ظلم احمد بیگ خان (۲۷۱ - ۱) این پرگنه از پا افتاده است، چنانچه چند موضع این پرگنه که در دامنه کوه واقع اند تا حال ویرانند.

پنجم : پرگنه بوبکان (۱) است. و درین پرگنه هم چند مردم می باشند :

یکی : مردم بُوَبک که خود را خلجی میگویند. و درین

۱ - به این نام هنوز یک قصبه موجود است که در زمان سابق

پرگنه بوبکان بنام همین قصبه بود.

مردم جماعهٔ مخادیم اند، از اولاد مخدوم جعفر (۱)
رحمة الله علیه که ساکن قصبهٔ بوبکان اند.

دویم: مردم سمیجه دَل.

سیوم: مردم سمیجه بُکیه.

چهارم: مردم خواجه، یعنی نو مسلم.

پنجم: مردم بهجه. و اینها هم از قوم سمیجه اند.

ششم: مردم پَسهوار.

هفتم: مردم هندو.

و رعیت این پرگنه نهایت غریب ست، هر چه جاگیردار
ستم بر اینها میکنند، تحمل آن می نماید و هیچ سرکشی ندارد.
و این پرگنه بسیار آبادان و معمور شود اگر دلاسا یابد. اما
مردم ساعی و چغل (۱ - ۲ - ۳) در قصبه بوبکان بسیارند.
همین که جاگیردار نو می آید، یکی بر دیگری سعایت کرده
آتشی می افروزند، که خودها را دران آتش سوخته دیگران را
هم می سوزند (۲). چنانچه موجب ویرانی تمام این ملک

۱ - مخدوم محمد جعفر بن عبدالکریم الشهبز بمیران (المتوفی
۵۹۴۹هـ) بن یعقوب البوبکانی مؤلف—(۱) البصارة فی العمل بالاشارة
(۲) حاصل النهج (۳) حل العتود فی طلاق السنود (م) عجاله الطالبین
(۵) فتح الدارین (۶) قرنه فی مرنه و پرنه (۷) کشف الحق (۸) المتانه
فی مرتبه الخزانة (۹) سنهج العمال (منتخب کنز العمال).

۲ - سوزاند (پ)

می شوند.

ششم: پرگنه حویلی سموان است. و رعیت این پرگنه بسیار غریب و بیکس اند. غیر از رعیتی کار دیگر ندارند.

هفتم: پرگنه نیرون (۱) است. و در زمان سابق کولاب منجر (۲) نام داشت. و در اینجا زراعت معنی چیزی نمی شود. ماهی و گاه و دیگر چیزهای آبی بهم میرسد. و از روی آن مقطعی سال دیوان را ساکنان آنجا جواب میگویند. و رعیتش مردم ملاح غریب اند، چنانچه اکثر اینها بدین وجه اند که بر روی زمین نه گشته اند، و غله بنام نخورده اند، و پرچه پوشیدنی را نمی دانند (۲۷۲-۱) که چیست. از نسی مثل فرش بریسمان چیزی بافته میان او را بکاه پسر می کنند، و بالای آنرا نیز بهمان نسی بافته میگیرند مانند تل شده در آب می ایستد. و بزبان سند، کلان او را مد (۳) می گویند، و بر آن چپر (م) انداخته در میان آب نشسته اند. و خورد آنرا تر (ه) می نامند، و بر آن سوار شده

۱ - این نام در این زمان وجود ندارد

۲ - مستنچپر باین نام کولاب کلان تا ایندم موجود است که
۲. میل طول و ۱۲ میل عرض دارد

۳- مَنّ

۴ - چپر

۵ - ترهو یا تر

شکار ماهی و مرغابی می‌کنند، و در پی روزگار خودها می‌گردند. و پوشاک آنها بوریا ست و خوراک اشیا^۱ آبی، مثل ماهی و بیخ گیاههای که در آب می‌باشند، و بزبان سند بیه^۲ کسم^۳ و لسور^۴ (۱) و غیره می‌نامند. و اگر بر زمین کسی آنها را بیارد، راه رفتن نمی‌توانند.

شانزده دیه کلان در میان آب واقع است. عجب کولاب کلانیست، قریب ده گروه در ده گروه خواهد بود. در هوای زمستان، شکار (۲۷۲ - ۲) قاز و کلنگ و مرغابی درین کولاب بی نهایت می‌شود. چنانچه لک لک و کرور کرور درین کولاب می‌افتند و بهر وجه شکار می‌کردند. دامهای روز و دامهای شب، مردم سلاح ساخته اند بآنها می‌گیرند. و نیز صیادان قالب دارند که قالب را بر سر کرده صید این جانوران می‌نمایند. امّا از جمیع وجه شکار، شکار بندوق بغایت خوب می‌شود، چرا که هیچ احتیاج بکمین کردن کس نمی‌برد. بر یک زورق سوار شده آنقدر تیر که خواهد بیندازد، که فوج فوج نشسته اند. بسیار شده که بیک تیر سه چار قاز افتاده. مولف اکثر درین کولاب شکار تفنگ نموده.

و در اطراف و جوانب این کولاب گیاهی است که آنرا

۱ - بیه - بیخ کنول (فارسی) عروق الکهار (عربی)

کسم - تخم نیلوفر (فارسی)

لسور^۴ - بیخ نیلوفر - برچک - (فارسی)

بزبان سند دیر (۱) می نامند، بوریای خوب (۳-۲-۱) ازو می شود. و بعد از رفع فصل ربيع که آب کمی می کند، تمام رعیت، ملک سهوان بلکه اکثر رعیت ملک بهکر آمده، بیخ آن گیاه را کشیده آتش داده پاک می کنند. و آنرا بزبان سند بد (۲) می گویند. و خوراک رعیت تا سال دیگر اکثر همین است، و بقوت همین زراعت خریف و ربيع سال تمام می نمایند. و اگر این گیاه در ملک سهوان نمی بود، در بعض عملهای جاگیرداران این ملک که مولف مشاهده کرده متفسي نمی ماند. اما وطن گفته افتاده اند، و بد که عام است کشیده می خورند. و نیز درین کولاب و کولابهایی دیگر این ملک، گیاهیست که آنرا کهر (۳) می گویند. و اکثر خوراک اسپان این دیار آن گیاهیست، و باسپ خوب می فارد. اما اگر جانور دیگر مثل گاو (۳-۲-۲) و گاو میش و بز و گوسفند این گیاه را بچرد، جگرش بسته می شود و هلاک می گردد.

و این کولاب اول داخل جمع پرگنه حویلی سهوان بود. در عمل شمشیرخان اوزبک از جمع پرگنه مذکوره کشیده نیرون

۱ - دیر -

۲ - پُنی - از تخمهایی دیر می سازند

۳ - بزبان سندی این گیاه را "کیهر" می نامند. در موسم زمستان از آب بر می آید و تا تابستان می ماند.

نام مانده، در جمع ملک سہوان افزودند. و درین کولاب
پر کلکی نیز بہم می‌رسد.

ہشتم: پرگنہ سن (۱) است. و این پرگنہ ہم کلان
پرگنہ ایست. چند مردم و قوم درین پرگنہ می‌باشند:

مردم سادات،

قوم لاکہ،

مردم کٹوریجہ،

و این ہر سہ مردم و قوم رعیت پاک خالص اند.

مردم مانجند،

مردم کمان،

مردم جتجر (۲)،

مردم کاهیجہ (۳)،

و این ہر چہار فرقہ پارہ سرکشی دارند و باندگ تنبیہ
جاگیر دار، متنبہ می‌گردند.

۱- باین نام قصبہ تاحال موجود است و ریلوی اسٹیشن ہم دارد.

۲- چچور .

۳- گاہیجہ .

و از مردم سادات درین پرگنه چهار (۲۷۴ - ۱) موضع اند. قصبه 'سن'، موضع لکعلوی (۱)، موضع آمیری (۲)، موضع تهتی ولی محمد (۳).

و سادات لکعلوی بسیار صحیح النسب اند. باین سادات دیگر که مذکور شد نسبت دختر نمی کنند. و در حادثه حضرت جنت آشیانی زمانی که باین طرفها ریات ظفر اثر نزول اجلال فرموده بودند، خدمت خوب از دست سادات لکعلوی در حق عساکر ظفر مآثر آمده بود. چنانچه تمام ملک بحکم میرزا شاه حسن (م) ویران شده بود، و این جماعه سادات بجا و مقام خود نشسته بودند، و از دانه و کاه و بز و گوسفند و غیره اشیای که بمردم سپاه در کار می شد خبرداری می گرفتند. و حضرت جنت آشیانی خدمت‌های این جماعه را دیده خوشحال شدند (۲۷۴ - ۲) و فرمان عالی شان در باب سیورغال دبه ایشان عنایت کردند. و چون ملک سهوان در جاگیر پیر غلام شد، سادات لکعلوی

۱ - این موضع بنام لکی موجود است و ریلوی استیشن متصل دارد.

۲ - این موضع باین نام موجود است و ریلوی استیشن متصل دارد.

۳ - این موضع بنام تهتی از ریلوی استیشن آمیری به فاصله یک و نیم میل موجود است.

۴ - میرزا شاه حسن بن شاه بیگ والی سند (۸۹۲۸ تا ۸۹۶۲ هـ)

قبل ازین بواسطهٔ حادثات از جا و مقام خود ویران شده، در پرگنه کاهان ساکن بودند، و قوت آن نداشتند که باز بوطن اصلی خود سکونت نمایند. پیر غلام اینها را استمالت داده تخفیف حصه قرار کرده باز بجا و مقام خودها نشاند. و تا حال این موضع بطریق نیک آباد است. و فرمان حضرت جنت آشیانی را دیده اینها را نصیحت بسیار کرد که رفته این فرمان را بنظر کیمیا اثر حضرت عرش آشیانی بگذرانید، تا امضاء یابد. در پی بردن فرمان مذکور بودند که بمقتضای السهی آتش در موضع (۲۷۵ - ۱) لکعلوی افتاد و آن فرمان در آتش از دست اینها فوت شد.

و این پرگنه تا اوائل عمل شمشیر خان خوب آباد بود، چراکه قوم لاکه درین پرگنه صاحب جمعیت خوب بودند، و باتردد و دشمنی ذاتی به سمیجه اوزر مخذول العاقبة داشتند. و چند موضع مردم لاکه این روی آب بطرف سن واقع بودند، و بمردم کوهی مقاومت میکردند، و چند موضع آن روی آب جنب مردم سمیجه اوزر کوتاه اندیش به سمیجه مقاومت می نمودند. تا آن که آسیب این هر دو گروه متمردان، برعیت این پرگنه نمی رسید. و با این حال شمشیر خان در قصبهٔ سن کنار دریا قلعه خوب ساخته، تهانه مستحکم همراه خواجه جان خویش خود گذاشته بود. و بعد از رفتن شمشیر خان (۲۷۵ - ۲) به قندهار، این پرگنه زبون افتاد و رفته رفته از دست سمیجه و مردم کوهی خراب و ضایع شد. چنانچه از مواضع سادات، دو

موضع، یک موضع آمري و ديگر موضع تهتي ولی محمد ويران مطلق شدند. و اکثر سادات اين مواضع را مردم کوهي و سمیچه بدرجه شهادت رسانیدند، و رعیت متفرق شده رفت. و همچنین موضع ادر بیلی از مردم قوم لاکه، و موضع جیسروت از مردم کوریجه و غیره مواضع خراب و ضایع شدند، مگر در عمل دیندار خان پاره استقامت این مردم کردند.

و آن سه پرگنه که آنزوي آب واقع اند:

یکی از آنها پرگنه جُنپچه (۱) است. و این پرگنه هم کلان پرگنه ایست. چند مردم و قوم درین پرگنه می باشند:

اول: قوم کوریجه (۲۷۶ - ۱)

دویم: مردم بهوار

سویم: مردم شیخان

و این هر سه مردم و قوم رعیت پاک اند سرکشی ندارند.

چهارم: مردم سمیچه بُکیه

و این مردم سرکش اند، و نسبتها به سمیچه اُونتر مخذول العاقبت دارند. نهایتش در اوائل زمان مثل سمیچه اونر باغي محض بودند، جزوي سر فصل دست برداشته بجایدار پرگنه مذکوره می دادند. و چون چند نوبت برادر

ابوالبقا سواریهایی خوب برین جماعه کرد، و مدتی پرگنه مذبوره در جاگیرش بود، این جماعه بطریق نیک رام شدند و لذت زراعت را دریافتند و الحال چندان سرکشی ندارند.

و این پرگنه جنب مردم سمیجه اوتّر کوتاه اندیش افتاده. در زمان سابق قوم کوریجه و مردم پهوار قوت تمام داشتند و به سمیجه مقاومت (۲۷ - ۲) خوب میکردند، و در یمسّق جاگیردار نیز حاضر می بودند. الحال مردم این یرگنه زبون افتاده اند، بنا براین دست تعدی سمیجه بر این مردم کشاده است.

و درین پرگنه شکار گوزن و نیل گاؤ و گورخر و کوتاه پاچه بسیار است. و کولابی دارد ریل نام، در آنجا شکار مرغابی سونه و غیره از حد متجاوز است، پلهایی خوب برای پراندن باز و جرّه دارد، و پرکلکی درین کولاب نیز بسیار است. دویم: پرگنه خیطه (۱) است. و این پرگنه هم کلان پرگنه ایست. چند مردم درین پرگنه ساکن اند:

اول: مردم هاله پوتره

دویم: مردم شیخان

سویم: سمیجه اوتّه (۲)

۱ - اکنون پرگنه یا قصبه باین نام موجود نیست.

چهارم : سمیجه پَریه

پنجم : سمیجه بُکیه

ششم : راهسُوجَه

هفتم : کوریجه

هشتم : ترک (۱-۲۷۷)

نهم : دیتَه (۱)

دهم : پَلی

یازدهم : لاکَه

و این یازده مردم رعیت خالص اند و سرکش نیستند.

دوازدهم : سمیجه داهیری

و اینها متمرّدانند جمعیت طلب.

رای سنگه ، نواسه گوریه (۲) هندو، وقتی که پاره ازین پرگنه در جاگیرش بود ، ترددی خوب باین مردم کرده بود . و آن بدین نهج بود که صد سوار نوکر از خود داشت ، و از رعیت نیز تا دو یست سوار و پیاده همراه کرده از قصبه تلہتی (۳)

۱ - ڈیٹہ

۲ - شاید گھوریہ باشد .

۳ - ڈلی - تاحال قائم است .

بر سر یک فرقه مردم داهری (۱) تاخت نمود. چون نزدیک بمواضعات آنها رسید، بیشتر آنها خبردار شده قریب یک هزار مردم داهری از سوار و پیاده بر سر او ریختند، و او را علاج غیر از فرار نمودن نماند. و هر چند می گریخت آنها تعاقب می کردند، باخر در اثناء راه میان جنگل (۲۷۷-۲) پنجاه سوار خود را یک طرف ایستاده کرد و پنجاه سوار بطرف دیگر، و میانه راه خالی گذاشت. هرگاه غنیم در میان رسید دست به تیر کرده می نفر از سرداران مردم داهری را کشتند، و اکثر سرداران خوب بدست خودش افتادند، باسم شه میر و ساند و غیره. و ازین طرف هم تا بیست کس کشته شد. اما مردم داهری شکست خوردند و ازان روز متنبه شده پاره مالگذاری را قبول کرده متقاد جاگیردار گشتند.

دیگر مردم هاله پوتره درین پرگنه صاحب جمعیت بودند، و مقاومت با سمیجه اونر کرده می آمدند، و زراعت هم بسیار می نمودند و در بستق سمیجه اونر در خدمت جاگیردار قیام می داشتند. تا عمل شمشیر خان اوزنک و گذشت عمل او چون (۲۷۸-۱) رعیت این پرگنه بواسطه ستم و ظلم بعض جاگیرداران زبون شد، آن جماعه هاله پوتره نیز از پا افتادند. و دست تهرد سمیجه اونر برین پرگنه کشاده شد، و دار و مدار میان اینها می گذشت تا آنکه، در عمل احمد بیگ خان بالکلیه این پرگنه را مردم سمیجه اونر ویران کردند، و اکثر مواضعش متفرق شده رفتند. و بواسطه ویرانی این پرگنه دست تعدی سمیجه اونر بمواضعات

پرگنه^۱ بوبکان و پرگنه^۲ حویلی سهوان و پرگنه^۳ سن که این روی دریا واقم اند، دراز گشت. چراکه این پرگنه خیطه روی دریا را گرفته متصل پرگنه لاکوت که سکونت گاه سمیجه اونر است سراسر واقعت. و مواضع این پرگنه دران وقت جابجا نشسته بودند، و سمیجه بدیختان (۲-۲۷۸) روسیاهان هر جنگ و جدلی که داشتند برعیت این پرگنه می کردند، و جاگیردار حمایت رعیت بادشاهی کرده می آمد. بنابراین یکایک سمیجه اونر رعیت این پرگنه را زیر کرده از دریا گذشته آسیبی برعیت مواضع این روی آب نمی رسانیدند. و هر فسادی که داشتند آن روی آب می نمودند. و بسبب ویرانی^۴ این پرگنه قوت تمام بمردم سمیجه اونر حاصل شد.

دیندارخان، بعض مواضع پرگنه خیطه و پرگنه لاکوت و برگنه سن را بمردم سمیجه اونر و غیره سادات سن و سادات لکهنوی جاگیر کرد، و صلح کل در میان آورد. و کرن نام سردار یک طرف سمیجه اونر را آورده، در میان پرگنه خیطه نشانده. تا چند موضع از پرگنه خطه روی بآبادانی آورد. (۱-۲۷۹) اما این پرگنه از دست ستم سمیجه اونر نگه داشتنی است و آبادان کردنی، که در آبادانی^۵ این پرگنه ربونی^۶ سمیجه اونر است. والله اعلم بالصواب.

سیوم پرگنه لاکوت (۱) است. و این همان پرگنه ایست

۱- لاکوت - در ضلع نواب شاه تعلقه سکرند، متصل بقصبه قاضی احمد یک دیهی باین نام موجود است، شاید که در آنوقت نام این سرزمین پرگنه لاکوت بود.

که سمیجه اونر مخذول العاقبة داخل اوست. و این پرگنه دو تپه می‌شود. یک تپه سمیجه مذکور، دوم تپه مردم لاکه، که عداوت جبلی به سمیجه اونر دارند. در زمان سابق جاگیرداران سهوان رعایت مردم لاکه کرده می‌آمدند، و بر سمیجه اونر نیز سرفصل سواری خوب می‌کردند. و مردم لاکه پیش می‌شدند و جاسوسی مینمودند، و هر جا از مردم سمیجه اونر می‌یافتند تا ذرّیات اینها را هم می‌کشتند. و تپه مردم لاکه بطریق نیک آبادان و معمور می‌بود، و مال دیوان را کردن چو موجواب (۲۷۹ - ۲) می‌گفتند. و سمیجه اونر از ترس اینها و لشکر بادشاهی بر کنار کولاب‌ها، در زمین ریزانی زراعت کم می‌کردند، و اکثر زراعت خریف و ربیع از قسم جواری و جو در دشتهای بآب باران مینمودند. و آن زراعت را هم مردم بادشاهی باتفاق مردم لاکه تاراج می‌کردند، و یا مال از سمیجه می‌گرفتند. و باین معنی مردم سمیجه چندان قوت نمی‌توانستند گرفت، و رعیت رجوع بمردم لاکه داشت. و گذشت عمل شمشیر خان اوزبک مردم لاکه بسبب بد عملیهای بعض جاگیرداران ازها افتادند، و اکثر زمینهای اینها را مردم سمیجه اونر متصرف شدند، و از حد بیش اینها از دست سمیجه تلف گشتند، و بقية السیف بطرف سن گذشته ساکن شدند. و رعیت این پرگنه اکثر (۲۸۰ - ۱) رجوع بمردم سمیجه اونر نمود. و سمیجه زراعتی خود را بفراغ خاطر برداشتن گرفت، و هیچ کس مطالبه بآنها ننمود، و پرگنه لاکوت از جمع افتاد. و

سمیحه رفته رفته قوت پذیر شد. دیندار خان چون صلح کل
 بمردم سمیحه کرد، بنا بران باقی ماندهای مردم لاکه آنزوی
 آب در وطن خودها پاره استقامت نمودند. و این پرکنه جمعیت
 خوب از جوانان کار آمدنی با سردار صاحب تردد می طلبند.

والله اعلم بالصواب



فصل دوم

در بیان متمرّدان و مفسدان این ملک

که بواسطهٔ فساد آنها این ملک زبون افتاده، بلکه ملک
به‌کمر و ملک تهته و ملک جیسلمیر هم از تعدد اینها
خلاصی ندارند.



بباید دانست که اینها سه گروه می‌باشند. یک گروه:
سمیجه است، و سمیجه از (۲۸۰ - ۲) روی ظاهر دوازده قوم
می‌شوند:

- ۱ - قوم بکّیه
- ۲ - قوم تیبه
- ۳ - قوم جونیجه
- ۴ - قوم پتریه
- ۵ - قوم دَل
- ۶ - قوم کیبتر
- ۷ - قوم اوّته (۱)

۸ - قوم لاکیار^۱

۹ - قوم راجپال (۱)

۱۰ - قوم بیهن^۲ (۲)

و این ده قوم غیر تیبه پرگنه باغبانان و دل پرگنه سمواتی (۳) و پرگنه شال (۴)، رعیت پیشه اند، و مالگذاری جاگیردار می نمایند. چنانچه سابق هم در ذکر احوال پرگنات اشارت درین باب رفته.

۱۱ - قوم سنگیوانه، و این حرامزاده قوم است.

۱۲ - قوم اونر، و این از روی ظاهر پنج فرقه می باشند:

(الف) - فرقه راهو،

(ب) - فرقه داهیری،

(ج) - فرقه ساند،

و این هر سه فرقه اطاعت جاگیردار کرده می آیند.

(د) فرقه سانریه (ه) و این فرقه بچهار جماعه منقسم

۱ - راجپال شاید "راچیر"، باشد.

۲ - بیهن^۲

۳ - این شاید "ساهتی"، باشد

۴ - شال نزدیک به کوتری است.

۵ - این قوم بنام "ساریه"، معروف است.

می شود :

جماعه دیربجه (۱)

جماعه راهوجه

جماعه مناهجه

جماعه فیروزجه

(۵) فرقه کیریه ،

و این فرقه کیریه و قوم سنگیوانه هر دو در میان فرقه^۱ سانزیه متصل اند. و از قوم اونر همین (۲۸۱ - ۱) فرقه^۲ سانزیه ماده^۳ فساد و فتنه اند، که بهیچ تنبیه متنبه نمی گردند. و چون جاگیردار زبون می باشد، فرقه های دیگر نیز از قوم اونر به فرقه^۴ سانزیه در آمده فتنه انگیزی می نمایند. بنا بران در فساد گروه سمیجه قوم اونر را مذکور کرده میشود. و فرقه سانزیه بذات خود در پرگنه لاکوت قریب پنج هزار کس می باشند، قریب هزار سوار و قریب چهار هزار پیاده. اما در جنگ پیاده اینها از سوار جری تر است، بلکه وقت جنگ سوارانی که داعیه^۵ شمشیر دارند، پیاده شده جنگ می کنند. و سکونت اینها در پرگنه لاکوت ست، در میان هفت قوم صاحب جمعیت رعیت شهنشاهی.

۱ - دیربجه غالباً داربجه باشد.

دشمنانِ این روسیاهان، جنوب رویه قوم هاله که تعلق به (۲۸۱ - ۲) پرگنه هاله کندي من اعمال سرکار نصر پور دارند. و شمال رویه قوم کوریجه و قوم پهوار که تعلق به پرگنه جنیجه دارند. و قوم سهته که تعلق به پرگنه دریله من اعمال ملک بهکر دارند. و مغرب رویه قوم لاکه و قوم هاله پوتره که تعلق به پرگنه لاکوت و پرگنه خطه دارند. و مشرق رویه تلهاي ریگ جیسهامیر که تعلق به راجبوتان راجه جیسهامیر دارند.

و این فرقه سانریه در مواضعات خودها زراعت هم می کنند، اما مالگذاری مانند رعیت دیگر از نقد و جنس غله کم می کنند. اگر گاهی جاگیر دار زور می آرد بطریق اجاره جزوی زر و غله مقطعی می نمایند، و آن هم از اسب و شتر و گاؤ و خسر فرتوت عوض زر و غله جواب میگویند. و گذشت عمل شیر خواجه چیزی بکسی نداده اند، بلکه رعیت شهنشاهی را کشته و تاراج (۲۸۲ - ۱) کرده خراب و ضایع ساخته، پرگنه خطه و طرف مردم لاکه را هم اکثر به تحت خود برده اند.

و مواضعات این قطّاع طریقان از پرگنه لاکوت که دران مواضع زراعت می نمایند، از روی ظاهر پنج اند، دیگر دیهات ریزه بسیارند.

یکی: دیراؤن، که مسکن جماعه دریجه است، و از قلعه سهوان هشت گروه می باشد.

دویم: کاتیره، که از قلعهٔ سهوان یازده و نیم گروه می‌شود.

سوم: و بجره، که از قلعهٔ سهوان دوازده گروهی واقع است. و این هر دو موضع مسکن جماعهٔ مناہجه اند. چهارم: سابه.

پنجم: پریاری، و این هر دو موضع مسکن جماعهٔ راهوجه و جماعهٔ فیروزجه اند که باهم متصل نشسته اند. و از قلعهٔ سهوان این هر دو موضع چهارده گروه میشوند.

و عجائب جاها ست (۲۸۲ - ۲) در تمام ملک سهوان بلکه در ملک بهکروتته و ملتان هم این قسم جاهای پُر شکار بر زمین قابل زراعت کم است. کولابهای عظیم درین جاها واقعست که بالای آن کولابها دشت است و آنجا زراعت خریفی از جواری بغایت خوب می‌شود. و در زیر زمین ریزانی ربیعی بسیار است، که احتیاج بقلبه رانی ندارد، و همین به تخم پاشی جو میکنند، و بر بالای آن گاه می‌اندازند، تا وحوش و طیور تخم را نخورد. بقدرت الهی همان طریق بکمالت رسیده پخته می‌شود، و قوت این بدبختان می‌گردد. و اگر عشر این زراعت هم مال بدیوان بدهند بسیار است.

دوم گروه: متمرّدان بلوچ چاندیه است. و اینها جنب پرگنهٔ باغبانان، دامنهٔ کوه را گرفته می‌باشند و زراعت (۲۸۳ - ۱) هم می‌کنند و مواشی نیز بسیار دارند. و گذشت

عملِ بختیار بیگ و پیر غلام، هیچ کس از آنها مال نگرفته.
و دو فرقه میشوند:

یکی: گورا که بزبان سندي سفید را گویند،

دویم: کارا که سیاه را گویند.

و وجه تسمیه اینست که چاندیه نام بلوچ کوهی دو پسر داشت، یکی را نام گوره بود و دیگر را نام کاره. آنچه از اولاد گوره اند آن‌ها را گورا می‌نامند، و آنچه از اولاد کاره اند آنها را کارا. و همگی قریب یک هزار کس از سوار و پیاده میشوند، قریب سیصد سوار و قریب هفصد پیاده. اما این قسم مفسدان کم بهم می‌رسند. پیوسته کار این بدبختان آدم دزدی است و حرّ فروشی، سواي تاخت مال و مواشی. و پرگنه باغبانان از دست ستم اینها خراب و ضایع است. و سبب زبونی پرگنه کاهان و پرگنه پاتر و پرگنه اکبرآباد نیز اکثر همینها میشوند.

سیوم گروه (۲۸۳ - ۲) متمرّدان: قوم نهمردی است. و وجه تسمیه این قوم به نهمردی ازان شده، که میگویند نه نفر سمیجه از میان قوم خود جدا شده در کوه ساکن شدند، و از نسل آن بدبختان این بدبختان حاصل شدند، پس در اصل قوم نهمردی نیز سمیجه می‌باشند. و اینها صاحب جمعیت خوب هستند، قریب شش هزار کس میشوند، ازان جمله قریب هزار و پانصد سوار، و قریب چهار و نیم هزار پیاده. در میان

خودها چهار طرف اند، طرف کانبو (۱)، طرف هارون، طرف چولی، طرف لشکری. و اکثر در کوهستانی که جنب پرگنه حویلی سهوان و پرگنه سن است، سکونت دارند. درین و لا چون جاگیر داران سرکار چاکر هاله اینها را از طرف خود دیهها انعام (۲۸۳ - ۱) داده اند، پاره بطرف کوها چاکر هاله هم می باشند.

و این قوم زراعت نمی کنند و در یک منزل ساکن نیستند و جای که چند گاه ساکن می شوند آنجا را تهانه می نامند. و از قسم اسپ و شتر و گوسفند و گاؤ و دیگر متاع کوهی بسیار دارند و هیچ کمی ندارند و متمولند. و شتران رنگین اول اول در میان اینها بهم میرسند، و کار و پیشه این قوم تاخت باخت است. و ماده فساد پرگنجات ملک سهوان که این روی دریا بطرف قلعه وافعد و سرکار چاکر هاله می باشند، و تا حال هیچ صوبه دار تهته و جاگیر دار سهوان اینها را نجنبانیده. چنانچه تهانه اینها را زده باشد، مگر یک فرقه اینها آمده یک جای را تاخته باشد، و تعاقب آنها نموده چند کس (۲۸۳ - ۲) کشته باشند.

والله اعلم بالصواب



فصل سیوم

در بیان سبب خرابی رعیت ملک سهوان ،
و قوت گرفتن متمردان .

و چون بیان این سبب موقوف بر بیان عملهای جاگیرداران سابق بود ، بنا بران متعرض عملهای جاگیرداران سابق گردید .
و بیاید دانست که در عمل ترخانیان این قومها رعیت که در صدر ذکر یافت ، بواسطه خوش سلوکی آنها ، و عدم ظلم ، همه پر قوت بودند ، و مال دیوان را هم میدادند . و با آن ، تانهای مستحکم هر جا نشانده بودند ، تا هیچ قومی بدیگری ستم نرساند ، و از دست متمردان رعیت در امن باشد . بنا بران رعیت باوجود استمالت تهانه داران از طرف خود ، هم قدرت آن داشت که مقاومت یک دیگر و متمردان نماید . و باین معنی فتنه در میان مردم رعیت واقع نمی شد ، و بفراغ خاطر (۲۸۵ - ۱) در کسبت کار خود مشغول می بود ، و هیچ فکر بجز زراعت نداشت . و برای همین ، هر جا زمین افتاده بود مزروع ساخته ، حصه دیوان را بدیوان داده ، حصه خود را متصرف می شد .

و سمیجه اونر نیز در میان رعیتی می کرد، اما چون اکثر کلان تران مردم ارغون و ترخان ازینها دختر می گرفتند و نسبت میکردند، بنابراین سرکش بودند. و مرزا صالح ترخان (۱) کشتیها خوب در اینها کرده بود، و مرزا محمد باقی خود برایشها در کشتیها سوار شده آمده بود. یک شب سمیجه بر لشکر اوشبی خون آورده بر کشتی^۱ مرزا مومی الیه چند سمیجه ریختند. مرزا بر یک زورق چوکی سوار شده، خود را بگوشه کشید. و رانجه بیگم دختر ناهید بیگم زن مرزا را کشته رفتند (۲). مقصود (۲۸۵ - ۲) که این سمیجه اونر در زمان ترخانان هم ابن قسم عملهای بد می کردند.

و احشام دیگر از بلوچ چاندیه و قوم نهمردی سلامی بودند. از قسم شتر و اسب و گوسفند و غیره متاع کوهی چیزی فصلانه میدادند، و برعیت آسیبی نمی رسانیدند، و هر جا لشکر کشی می شد همراهی می نمودند.

و چون ولایت سنده بعنایت الهی و باقبال بی زوال حضرت عرش آستانی از دست خانخانان عبدالرحیم فتح یافت، او زیاده

۱ - بن میرزا عیسی ترخان اول، شهادت بتاریخ ۲۳ رمضان ۹۲۰ هـ (رک تاریخ سند میر معصوم ص - ۲۲۵ و تعلیقات مکلی نامه، طبع مجله مهران).

۲ - رک - برای^۱ تفصیل تاریخ سند میر معصوم ص - ۲۱۲ و بیگلار نامه خطی ص - ۷۷

از مردم ترخانیان برعیت سنده سلوک نمود. چنانچه در بودن مرزا جانی اهل سنده بتمام رجوع باو کرد، و هیچ تفرقه بدل اینها راه نگرفت. بعد ازان چون مرزا جانی بشرف عتبه بوسی حضرت عرش آستانی مشرف شد، ایشان از روی تدبیر سلطنت، احوال (۲۸۶ - ۱) سرکار سهوان و بندر لاهری را دریافته، از مرزا جانی جدا کرده، بخالصه شریفه نگهداشتند. و باقی چهار سرکار را به مرزا جانی جاگیر نمودند.

و الحقی که این چنین است، هر گاه سرکار سهوان بدست کسی باشد مردم مهتبه سر برداشته نمی توانند. و مقصود بیگ (۱) از طرف خانخانان درین سرکار حاکم بود.

عمل بختیار بیگ ترکمان و گذشت او، جاگیر سهوان به بختیار بیگ ترکمان (۲) عنایت شد، و او بسیار سپاهی خوب بود. چنانچه شنیده می شود که بهتر از مردم ترخان، این ملک را در ضبط و ربط آورده آبادان کرده بود. و این احشام مفسده

۱ - وی از ملازمان خانخانان و در فتح سند موجود بود، و بعد از فتح سند اولین صوبه دار سیوهن شد، و غالباً چند ماه یا یک سال نجا ماند و بعد او بختیار بیگ رسید.

۲ - صاحب طبقات اکبری (۴۰۵ - ۲) او را صوبه دار سیوستان نوشته و ازان ظاهر است که عمل بختیار بیگ در سال ۱۰۰۱ هـ آغاز شده و تا ۱۰۰۳ هـ انجا بود و درین سال همراه میر ابوالقاسم نمکین برای فتح سیوی رفت (ر ک اکبر نامه ۶۶۶ - ۳).

مذکوره هر یک را تادیب خوب داده در عمل خود آورده
منتقاد و محکوم ساخته.

اول : طریق سپاه پروری^{*} او را بیان کنم. قریب هزار
سوار (۲۸۶ - ۲) خوب با تردد پسر تهیه نوکر داشت، و
پیوسته در آسودگی^{*} لشکر خود سعی می نمود. چنانچه شیخ سعدی
رحمة الله علیه در بوستان آورده. نظم :

دلاور که باری تهو^ر نمود
بباید بمقدارش اندر فزود
که بار دگر سر نهد بر هلاک
ندارد ز پرخاش باجوج پاک
سپاهی در آسودگی حوش بدار
که در حالت سختی آید بکار
کنون دست مردان جنگی بیوس
نه آنکه که دشمن فرو کوفت کوس
سپاهی که کارش نباشد به برگ
کجا دل نهد روز هیجا بـ برگ
نواحی^{*} ملک از کف ندسگال
بلشکر نگهدار و لشکر بمال
سلیک را بود بر غدو دست چیر
چولشکر دل آسوده باشند و سیر
بهایی^{*} سرر خویشتن می خورند
نه انصاف باشد که سختی برند

چو دارند گنج از سپاهی دریغ
 دریغ آیدش دست بردن بتیغ (۱-۲۸۷)
 چه مردی کند در صف کارزار
 که دستش تهی باشد از روزگار

دویم: تدبیر سپاهگریش را بتحریر آرم. که لشکر خود را قدغن کرده بود که سه روزه آذوقه هر کس همیشه موجود پیش خود داشته باشد. چنانچه اگر خلاف این امر از کسی ظاهر می شد، یک ماهه از علوفه او وضع می نمود. و چند حاسوس از طرف احشاشات کوهی و سمبجه اونر دلاسا کرده نوکر نگهدارنده بود، چنانچه دلهای آنها با وی رام شده اخبار مفسدان را بیوسته خاطر نشان او می کردند. و لشکر حضور خود را هفت فوج قرار داده بود، هر فوجی بنوبت خود یک روز و یک شب مستعد پیش او حاضر می بود. و نقبری داشت و کره نای، و ضابطه بسته بود که هرگاه نفیر کرده سوار شود، همان فوج (۲ - ۲۸۷) نوبتی به همراه او سوار گردد، دیگری را امر نبود که سوار شود. و هرگاه کردنای کرده سوار شود، مردم لشکری بتامی بغیر اشارت بخشی و جارچی سه روزه آذوقه خودها را از خوراک و آب برداشته سوار شوند. و این نهایت تدبیر سپاهگری ست که هرگز بر اسرار او کسی واقف نمی شد. و الحال، اگر امیری قصد سواری می کند دو ماه در استعداد سواری می گذرد تا سوار شود.

سیوم: چند سواری او و مردمش در تقریر بیان آرم.
اگرچه سواری بسیار و تردد های بیشمار بر احشامات متمردان
این ملک از وی و از لشکر او بوقوع آمده بود.

اول چون بملک سهوان رسید، شهسوار نام شقدار خود
را بر تپه سمیجه اونرمن اعمال برگنه لاکوت فرستاد، (۲۸۸-۱)
و او در سمیجه اونر نشسته مالگذاری میکرد. یکروزی مردم
سمیجه فرصت یافته او را کشتند، و همین که بختیار بیگ را
خبر رسید لشکر به همراه قوج علی شاملو کرده بر سمیجه اونر
کوته اندیش تعیین نمود. چنانچه روز دیگر لشکر مذکور بر
سمیجه اونر ریخته، کس بسیار ازان بدبختان بقتل رسانیدند.
سرداران هر چهار طرف سمیجه اونر با سم پریه و بودله و محمود
و فرید و جیونده و جوده، گاه در دهن کرده آمده قوج علی را
دیدند. و اوسرهای مقتولان متمردان را در سبدها کرده، با آن
شش سردار پیش بختیار بیگ به سهوان فرستاد. و بختیار بیگ
این سرداران را در قید خود نگهداشت باخر قاسم خان ارغون (۱)
که از قبل میرزا جانی بیگ (۲۸۸ - ۲) ترخان در نصر پور (۲)

۱ - امیر شاه قاسم، خان زمان، متوفی ۱۳ رمضان ۱۰۱۹ هـ -
(رک برای تفصیل بیگلار نامه خطی و مقدمه مشنوی چنبر نامه)

۲ - در سال ۹۹۲ هـ بعد از مرگ پسر خود میرزا شاه رخ که
صوبه دار نصر پور بود، میرزا محمد باقی برگنه نصر پور را در جاگیر شاه
قاسم خان زمان داد. و بعد ازان سالهای دراز این برگنه در تحویل
این خانواده ماند.

حاکم بود، بیست و چهار هزار لاری جرمانه سمیجه قرار داده
 ضامن گشته، سرداران مذکور را از بند خلاص کرد. و بختیار
 بیگ مردم خود را به نصر پور پیش قاسم خان ارغون فرستاد،
 تا زر مذکور سامان کرده بیاورند. و مردم سمیجه از بی بضاعتی
 مسکن خودها را گذاشته، جلاوطن گردیده، در سرکار نصر پور
 رفته ساکن شدند. و پاره مبلغ از جرمانه مذبوره نقد ادا کردند،
 و تتمه را خواستند از جنس اسپ و شتر و گاو و خر ادا نمایند.
 کسان بختیار بیگ این معنی را بصاحب خود عرضه داشت
 نمودند. بختیار بیگ این حرف را پسند نکرده از دریا عبور نموده
 در قلعه وینجره رفته نشست. و از آنجا نوشته به قاسم خان
 ارغون (۲۸۹ - ۱) فرستاد که بقایا را زر نقد جواب گوید، و الا
 مرا بر سر خود رسیده داند، و مردم سمیجه که رعیت من است
 در ملک خود جای ندهد. چون این نوشته به قاسم خان ارغون
 رسید بحیله و حیل گذرانیدن گرفت. بختیار بیگ استعداد لشکر
 کرده روانه نصر پور گردید، چون بموضع نگر که هم سرحدی
 سرکار مزبور است رسید، و این خبر مسموع قاسم خان ارغون
 گردید، در ساعت و لمحہ بقایای جرمانه را زر نقد از خزانه
 خود برآورده ببرد بختیار بیگ حواله کرد، و عذر خواهی
 بسیار نوشت. و کسان خود بر قوم سمیجه اوثر تعیین نمود،
 تا هر جا در سرکار نصر پور بیابند برآورده بطرف ملک سهوان
 فرستند، و از ضامنیه سمیجه اوثر ابرا نمود. بعد (۲۸۹ - ۲)
 آن سمیجه زبون گردیده در جا و مقام خودها ساکن شدند. و

شیوهٔ رعیتی را شعار خودها ساخته دست متمردي و کوتاه اندیشی را قاصر کردند. و بختیار بیگ مراجعت نموده به سهوان آمد، و پیوسته شقدار او، درمیچه او را نشسته مثل مائرعیت از آنها مال متصرف می‌شد، تا آنکه زراعتی که در دشتها بارانی میکاشتند، آنرا هم از روی ضبط مال می‌گرفت.

دیگر رحمان قلی نام غلام چرکس پسر خوانده داشت. بغایت مردانه بود، او را با پنجاه سوار در قصبه سن نشانده بود. روزی مردم نهمردی آمده مواشی سن را برداشتند، و نماز پیشین او را خبر شد. همان ساعت پای کش را پیش کرده سوار شد، و آن روز و شب تا دو پانس روز دیگر، تعاقب آن روسپاهان (۲۹۰ - ۱) نموده، نماز پیشین بود که بآن جماعه متمردان ملحق شد. و آنها تا سیصد نفر از سوار و پیاده بودند، مواشی را گذاشته بالای کوه سوار شدند. رحمان قلی مواشی را بمردم سن که همراه او بودند، داده، خود متوجه کوه شد. و از آنها تا دوست نفر را بقتل رسانید، و سرهای آنها را بریده به سهوان پیش بختیار بیگ فرستاد. و بعد الیوم، قوم نهمردی در عمل او از تاخیر ملک سهوان باز آمده گرد متمردي نمی‌گشتند.

دیگر: مردم ماچی که در موضع اکبر آباد می‌بودند، و رعیتی نمی‌کردند، آنها را خود سوار شده استیصال نمود. و درین باب سابق هم اشارت رفته.

و یک دفعه بلوچ نوحانی که ذکر این بلوچان پیشتر

خواہد آمد، بی ادای^۱ کردند، آنها را نیز خود سوار شده ہفده (۲۹ - ۲) کس از سرداران بلوچان جنگی بقتل رسانید. درین میان توتہ نام بلوچی جنگ خوب کرد، چنانچہ چند کس از لشکر بختیار بیگ شہید گردانید، بآخر رحمن قلی تاختہ بران بلوچ رسید و آن بلوچ اسپ رحمن قلی را ہی کرد، و رحمن قلی بزمین آسده هر دو باہم پیوستند. رحمن قلی اوبچی بود، زخم بلوچ برو کارگر نمی شد، و زخم رحمن قلی بر حریف کارگر شدہ او را مقتول ساخت. بعد ازان بختیار بیگ مردم نوحانی را باعزاز و اکرام بناخت و در^۲ھا کوه کہ بطرف مواضع پرگنہ حویلی واقع اند، بانها سپرد، تا خبردار لشکر قوم نهمردی باشند.

دیگر: موضع خسائی شورہ (۱) و بُداپُر (۲) من معمولات پرگنہ انر پور (۳) سرکار چاکر ہالہ کہ دران وقت در جاگیر میرزا جانی (۲۹۱ - ۱) ترخان بود، رحمن قلی را با پنجاہ جوان حکم کرد کہ رفتہ، مزروعات این مواضع را داخل پرگنہ سن کردہ، متصرف شود. رحمن قلی رفتہ در موضع

۱ - این قصبہ بہمین نام نزدیک ریلوی استیشن گوبانگ (خانوت) موجود است.

۲ - پدپور این قصبہ تاکنون موجود و ریلوی استیشن ہاین نام متصل قصبہ واقع است.

۳ - انڈر پور، تاکنون این قصبہ موجود است.

کُمان (۱) من معموله^۱ پرگنه سن که متصل خسائی شوره است، نشسته غله ربیع موضع خسائی^۲ شوره را بدست آورده، در کشتی‌ها انداخته بطرف سهوان روانه کرد، و خواست تا مزروعات موضع بداهتر نیز بدست آورد. درین ضمن خسرو بیگ که از طرف میرزا جانی حاکم تهته بود، لشکر تعیینات سرکار چاکرهاله و سرکار نصر پور را با احشامات این هر دو سرکار برای جنگ رحمن قلی تعیین فرمود، و این لشکر عظیم مجتمع شده در موضع خسائی شوره آمده نشستند. رحمن قلی به بختیار بیگ عرضه داشت نمود که: (۲۹۱ - ۲) لشکر زور از تهته آمده، اگر فیل خاصه را با کومک خوب بمن فرستید یک جنگ با این مردم بکنم. قضا را بختیار بیگ باو نوشت که: ای نامرد از دست تو کار نمی آید، از من فیل و کومک میطلبی. چون این نوشته به رحمن قلی رسید جشن خوب با جوانان که همراه داشت کرده، پرچهای زعفرانی پوشیده گفت: فردا توی من است. و چون صباح شد مستعد جنگ گردیده بطرف موضع خسائی شوره روانه گردید، و لشکر تهته هم مکمل و مسلح گردیده روبرو ایستادند. درین حال رحمن قلی با پنجاه جوان خود جلو بران لشکر انداخته، از میان صف حریف گذشته آن طرف ایستاد، و احشامات سن که همراه رحمن قلی بودند، یک مرتبه رو بگریز نهادند، و لشکر تهته، رحمن قلی را

۱ - این موضع تاکنون موجود است.

(۲۹۲ - ۱) با جماعه او محاصره کرده، او را با بیست و پنج جوان مقتول ساختند، و بیست و پنج جوان دیگر از جنگ گاه برآمده پیش بختیار بیگ آمدند. و این خبر را بختیار بیگ شنیده بغایت متاسف گردیده، تعبیه سواری بر سرکار چاکر هاله نمود.

درین اثنا ملک بهکر در جاگیر خان اعظم (۱) مرزا کوکه شد، و او میرزا انور (۲) نام پسر خود را در بهکر فرستاد، و مردم چاندیه ملک بهکر را تاخت نمودن گرفتند. میرزا انور، حیدر بیگ نام ملازم خود را با جمعیت خوب بر سر قوم چاندیه فرستاد، و مردم چاندیه با او روز روشن در میدان، جنگ کرده شکست دادند، و اسباب و نقاره او را بتاراج بردند. مرزا انور ازین مقوله خبر یافته استعداد سواری خود کرده به بختیار بیگ کس فرستاد که او نیز از آن طرف سواری (۲۹۲ - ۲) کند.

بختیار بیگ، به میرزا مومی الیه در جواب نوشت که: من طیّارم، هر گاه از آن طرف شما سواری فرمائید، مرا رسیده دانید. و جاسوسان را بطرف مردم چاندیه تعیین کرده، خبر

۱ - خان اعظم میرزا عزیز کوکه متوفی (۵۱۰۳۳) بن خان اعظم شمس الدین محمد خان آنکه (متوفی ۵۹۷۰) در سال چهل و یکم اکبری (۳-۵۱۰۰۵) صوبه داری ملتان یافت (ماترالامرا ۶۸۵ - ۱) شاید در آن زمان بکر نیز در جاگیر او داده شده بود.

تحقیق یافته. وقت پیشین بود که از قلعه سهوان نفیر کرده بطرح شکار طرف کولاب منجر سوار شده، یک دو دست مرغابی از بازگیر آمده شگون گرفته مراجعت نموده، نزدیک سهوان پا گروهی مزارست، آنجا رسیده، از اسب فرود آمده چند پروانچه باحشامات رعیت باسم بهوار و کوریجه و سمیجه نوشته، بدست چند سوار جلد و تند داد که رفته احشامات مذکور را گرفته، علی الصبح در موضع کونر کویت من اعمال پرگنه کاهان حاضر شوند. و خود از آنجا نماز دیگر کرده نا (۲۹۳ - ۱) کشیده، سوار شد، و تمام شب یلغر میکرد. صبحش بموضع کونر کوت رسید، و آنجا تمام لشکر او و احشام رعیت تا دوپهر روز جمع شدند. بعد از آن سرداران مردم پهواران را باسم عیسی و موسی و داؤد و جلال را طلبیده گفت که: تا حال مردم چاندیه از سواری من خیر ندارند، و من قصد آنها دارم، اگر بعد الیوم آنها را خبر سواری من شد، و آنها گریختند، شما یان را بجای مردم چاندیه میکشیم. و این هر چهار سرداران را بهمراه، راهبر کرده پیش کرد. و در وقت زوال از آنجا سوار شد، و آنروز و شب آینه قتره کرده، صبحی بود که بر سر مردم چاندیه ریخت. آنها پیش دویدند و دلیرانه بجنگ شدند، دانستند که مثل لشکر سابق از بهکر لشکری آمده. (۲۹۳ - ۲) درین ضمن معلوم کردند که این بختیار بیگ ترکمان است که از سهوان رسیده، و سراسیمه شدند. و بهر طریق جنگ خوب در میان اینها واقع شد، و چاندیه

هزیمت خورد، و کس بسیار ازان بد بختان بقتل رسید، و اسپر کثیر بدست افتاد. و ازینجا چند سر از سرداران چاندیه و چند بندی بدست کس خود داده، به مرزا انور فرستاد.

هنوز میرزا در تعبیه لشکر بود که سرهای مردم چاندیه و بندیان آن متمردان بنظر او گذشت. و ازان تاخت، مردم چاندیه چنان زبون شدند که شقدار خود را در میان آنها گذاشت، و تا عمل او بود، از آنها مال زراعت مثل رعیت دیگر می گرفت.

و عمل بختیار بیگ در سهوان تا هفت سال (۱) بود، و برعیت غله بخشی قرار کرده بود، نصفانصف (۲۹۴ - ۱) و در بعض جاها از قرار، سیوم حصه و چهارم حصه و پنج دوی فقط هم، غله بخشی می نمود. و حاصل یک فصل ربیع در عمل او به هشتاد هزار خروار غله رسیده بود، سواي وجوه سبز بري و غله خریف. و به زمیندار این ملک سواي این قدر که رعیت اند، دیگر آشنائی برای توجیهات ظلم نداشت. و هر کس را بعد او برابر نگه می داشت، چنانچه یک، بر دیگر غالب نمی شد. و انعام اربابان و مقدمان از مال خود جواب می گفت، و رعیت را تصدیع نمی داد. و این طریق عمل نهایت موجب آبادانی میشود. از برای آنکه، در غله بخشی چنانچه قطعه یک رعیت غریب در عمل می آید، همچنان قطعه

۱ - بختیار بیگ در سال ۱۰۰۱ هـ به سیستان آمد، و هفت سال

تا حدود سال ۱۰۰۷ آنجا ماند.

ارباب و مقدم و قانون گوی در عمل می آید، و ستم شریکی نمی شود، و در ضبط قطعهای خود را مردم ارباب و مقدم و قانونگویی وقت (۲۹۳ - ۲) توجیه از میان می بر آرند، و مال آنها را برزراعت رعیت غریب زیاده کرده، توجیه می کنند. و این معنی موجب ستم شریکی است. مگر چگونه عامل فهمیده سنجیده باید تا حافظ این شیوه ناستوده مردم ارباب و مقدم و قانونگویی بوده، عمل ضبط را از روی حق و حساب پیش برد. چنانچه چند کلمه در باب میر معصوم بهکری سابق مذکور شد. و نیز در عمل غله بخشی زمینهای کم حاصل را هم رعیت مزروع می کند، و زمینهای پُر حاصل را بطریق اولی و در عمل ضبطی زمینهای پُر حاصل که از عهده ضبط بر آیند میگرد، و کم حاصل را می گذارد. و بمهم فلعه سیوی بحکم حضرت عرش آشیانی، با جمعیت درست بهمراه پیر غلام بود (۱)، و بخدمت قندهار با ابا بیگ پسر خورد خود را با سیصد سوار (۲۹۵ - ۱) خوب فرستاده بود (۲).

مقصود آنکه در عمل بختیار بیگ هم ملک سهوان در ضبط و ربط آمده آبادان و معمور بود. و هم لشکری

۱ - این کمک به سیوی در سال ۱۰۰۳ هجری فرستاده شده بود.

۲ - در سال ۱۰۰۳ هجری بعد از فتح سیوی پور قندهار نیز لشکر کشی شد، و میر معصوم بهکری از سیوی بآنطرف رفت ممکن است ابا بیگ نیز همراه او از سیوی رفته باشد.

بقوت (۱) این ملک، بخدمت ملک دیگر بکار بادشاهی می آمد. و از ضابطه^۱ او تمام احشامات ملک بهکر و ملک تهته در ترس و لرز می بودند. و از حضرت عرش آشیانی ملاحظه تمام داشت، چنانچه هر کاری که میکرد از بیع و شرا و توجیه مال واجبی رعیت باتفاق قاضی و مفتی شهر میکرد، تا بکسی ستم نرسد. و همین است معنی رفاهیت رعیت و خرابی متمردان. والله اعلم بالصواب.

و چون بختیار بیگ بیمار شد و بیماریش روز بروز به تزاید کشید، پسرانش هر یک عبدالرحمن و بابا بیگ، سرداران مردم بهوار را در قلعه سهوان بند نمودند، مگر یک (۲۹۵ - ۲) بهاؤ الدین بهوار بیرون بود. درین اثنا وقتی که غله ربیع درو شد بختیار بیگ جان بحق تسلیم کرد (۲).

عمل اجاره کوریا هندو و آن فصل را کوریه هندو از درگاه، اجاره کرده به جیسر هندو که دران وقت در عمل قانونگوئی سهوان گماشته^۲ او بود، سپرد، تا عمل بکند. درین میان احشام سمیجه وقت یافته خواستند تا مردم بهوار و کوریجه که رعیت

۱ - در نسخه (پ) از اینجا ورق ۲۲۴ تا ۲۲۸ از بین رفته است.

۲ - تاریخ وفات دستیاب نشد، قرین قیاس است که بعد از هفت

سال (۱۰۰۲-۱۰۰۸-۱۰۰۸ هـ) در سال ۱۰۰۸ هـ این دنیا را پدرود کرده باشد.

پاک اند، از میان بردارند. و هر جا سمیجه بود خواه در ملک بهکر و خواه در ملک سهوان، برای دفع قوم پهوار و کوریجه کمر همت بر بستند. چنانچه این روی آب سمیجه موضع لاکیار من معموله^۱ ملک بهکر آمده، موضع بنهن (۱) من معموله پرگنه کاهان را که تعلق به سهوان داشت، آتش داده سوختند، و آنچه یافتند غارت کردند. و همچنین سمیجه (۲۹۶ - ۱) موضع کانهری (۲) من اعمال پرگنه^۲ کاهان، موضع سامتانی (۳) را من معموله^۳ پرگنه مذکوره که مسکن بهاؤالدین پهوار است، آتش داده، تاراج نمودند. و سمیجه اونر آنروی آب، مواضع مردم کوریجه و پهواران را از پرگنه جینیجه تاخت نمودند، و فساد کلی در ملک سهوان بظهور رسید. لاعلاج، مردم پهوار و کوریجه مجتمع شده قرار دادند که اول جنگ به سمیجه اونر نمایند که اصل اند. در فساد سمیجه، اگر حق تعالی فتح داد فبها، و اگر نه جلا وطن گردیده بملک تهته بروند.

باین قرار داد چهار پنج هزار سوار و پیاده از مردم پهوار و کوریجه از دریا گذشته در موضع بیری (۴) من اعمال پرگنه جینیجه استقامت کردند، و جبر هندو نیز با جمعیت خود باینها

۱ - سندی، بهت^۱؟

۲ - کانهری تاکنون در ضلع دادو موجود است.

۳ - سامتانی - تاکنون در ضلع دادو موجود است.

۴ - سندی، بیری

ملحق گردید. و ازان جانب سمیجه اونر با پنج شش هزار سوار (۲۹۶ - ۲) و پیاده آمده در موضع کجیره (۱) من اعمال پرگنه مذکوره، قرار گرفتند. بآخر مردم پهوار و کوریجه کنگاش برین دیدند، که پیش دستی کرده خودها را بر لشکر سمیجه بزنند، و شباشب مکمل گردیده بها^۱ الدین پهوار را با سیصد سوار بقحی (۲) نموده روانه مقصد گردیدند. و از آن طرف سمیجه نیز همین مصلحت نموده، دران شب سوار شدند. همین که صبح صادق دسید لشکرها باهم پیوستند و جنگ عظیم مابین این احشامات واقع گردید، و کس بسیمار از طرفین مقتول گشت، که نسیم فتح بطرف رعیت بادشاهی وزیدن گرفت، و بها^۱ الدین پهوار که بقحی بود، بوقت رسید و پرسیه نام سردار سمیجه اونر که ماده^۲ فساد و فتنه درین معامله او بود، از دست بها^۱ الدین کشته گردید، و شکست بمردم سمیجه روی داد (۲۹۷ - ۱) و رعیت بفتح و فیروزی مراجعت نموده در جا و مقام خودها ساکن شدند.

عمل خواجه نورالدین کروری. و در ابتدای فصل خریف خواجه نورالدین کروری را بر ملک سهوان فرستادند، و او تیمور بیگ نام برادر زاده^۳ خود را با سیصد سوار بر سمیجه اونر فرستاد، تا بقایای فصل ربیع گذشته را سامان کند، و فصل خریف حال را تحصیل نشاند. تیمور بیگ رفته در قلعه^۴ و بجره نشست، و

۱ - کجیره و تاکنون در سوره (ضلع نواب شاه) موجود است.

سمیجه در میان کولاب سوتَه‌ری که اطراف و جوانب آب داشت و در میان خشک بود، جمعیت کرده نشستند. و از بقایای فصل ربیع گذشته، جنس اسپ و شتر و گاؤ میدادند، و در بها چنانچه قاعده آن بدبختان است، زیاده می کردند. تیمور بیگ این معنی را پسند نکرده بر سمیجه سواری نمود، چون نزدیک بکولاب سونهری (۲۹۷ - ۲) رسید دهکی از سمیجه پیش راه او آمد، مردمش بتاراج مشغول شدند. درین ضمن از پیش رویش گردی برآمد، تیمور بیگ پرسید که این چگونه گرد می نماید؟ بعضی گفتند گردباد است، بعضی گفتند غنیم است. در همین گفتن سمیجه ظاهر گردید، و تیمور بیگ در اول حال قدم ثبات نداشته جلو گردان شد، و هزیمت در لشکر او افتاد، و کس بسیار از لشکرش کشته شدند و اسبان و سلاح آنها را سمیجه بتاراج بردند. و در آن روز قوتی بمردم سمیجه اوزر بهم رسید، و تیمور بیگ جلوریز خود را بقلعه و بجره رسانیده متحصن گردید. و سمیجه آمده اطراف قلعه را محاصره نمودند، و غله های جواری خریف خودها را و از رعیت هر جا دست رسید، متصرف شدن (۲۹۸ - ۱) گرفتند.

خواجه نورالدین، مانک هندو ولد گهوریه هندو را که از طرف پدر خود، در پرگنه کاهان حاکم بود، و قانون گوئی این ملک نیز تعلق باو داشت، جمعیت خود و احشام رعیت همراه کرده بکومک تیمور بیگ فرستاد. چون او از دریا عبور کرد، سمیجه محاصره قلعه را گذاشته، بطرف تلها جیسلمیر رفتند،

و مانک هندو به تیمور بیگ ملحق شده تاکنار تلها تعاقب سمیجه نمود، اما چیزی بدست نیفتاد. و از آنجا تیمور بیگ مراجعت نموده به سهوان آمد. و از دست خواجه نورالدین کاری نتوانست شد، و همین است معنی خرابی رعیت و قوت گرفتن متمردان.

عمل شیخ موسی گیلانی. و گذشت عمل او، ملک سهوان را در جاگیر شیخ موسی گیلانی دادند. و او جان محمد نام (۲۹۸ - ۲) پسر خود را برین ملک فرستاد. و جان محمد جمعیت با خود نداشت، عمل او درین ملک بغایت زبون نشست. چنانچه در عمل خود تا یک گروهی از قلعه بیرون برآمده بشکار نمی توانست رفت، چه آنکه بر متمردان سواری نماید. و در زیر قلعه درون شهر، دزدان مردم را می کشتند، چه آنکه در سرحدها. و همین است معنی ویرانی ملک و قوت متمردان.

عمل قره بیگ. و از تغییر او، قره بیگ این ملک را جاگیر یافت و او نیز عاملان خود را درین ملک فرستاد. و در میان مردم قره بیگ و جان محمد در بازار شهر سهوان جنگ شد، و شقदार قره بیگ، آقه محمد نام از دست مردم جان محمد کشته شد. بآخر مردم قره بیگ بر سر جان محمد زور آوردند و جان محمد در قلعه درآمده قلعه بند شده، مدتی در قلعه محاصره بود، (۲۹۹ - ۱) بآخر یک شب از طرف دریا قلعه را شکاف کرده برآمده بدر رفت. و عمل مردم قره بیگ نیز زبون بود، و همین معنی موجب

فساد ملک است. و درین سه عمل مذکور مردم متمرّد قوت تمام گرفتند و رعیت از حد متجاوز زبون و خراب شد. از برای آنکه، آنچه رعیت در دهنه متمرّدان بودند از سبب تاخت آنها خراب شدند، و آنچه بدست جاگیرداران افتادند از توجیّهات باطله آنها خراب تر و ضایع تر شدند. و نیز چون زمین داران این ملک قوت لشکر جاگیر داران را ندیدند، خداوت سابق را در میان خودها تازه نموده، باهم جنگ کرده، یک دیگر را ویران ساختند، و بنهجی این ملک ویران شد. چنانچه در افسانها مردم هند می گویند که فلان کس بشهری ویرانی رسید (۲۹۹ - ۲) که یک "راکسی"، مردم آن شهر را خورده ویران کرده بود. و هیچ "راکس" بدتر از عامل ظالم نیست.

عمل پدر مرحوم دفعه اول. و از تغییر قره بیگ ملک سهوان را سواي پرگنه کاهان و جُنّیجه و نصف پرگنه خطه، از تغییر بهکر (۱) در جاگیر پیر غلام دادند. و چون پیر غلام درین ملک رسید، ملک برهم خورده ویرانی را دیده، قانونگویان را طلبیده گفت که: مواضعات هر پرگنه را به تفصیل نوشته بدهند که در هر پرگنه چند موضع است، و ازان جمله چند موضع آبادان، و چند موضع ویران است. و این کاغذ را بدست گرفته

۱ - میر نمکین غالباً در حدود سال ۱۰۰۸ ه یا ۱۰۰۹ ه به سیوستان آمد، و تقریباً یک سال و چند ماه کم و بیش عرصه، عمل گوریه، عمل نورالدین، عمل موسی گیلانی، و عمل قره بیگ باشد.

مردم رعیت مواضعات ویران شده را، از هر جا تجسس و تفحص نموده آورده در جا و مقام آنها نشانند، و دلاسی غلته بخشی بامساعدت و تخفیف حصه هر یک را نوشته داد، (. . ۳۰ - ۱) و حرف هیچ غرض گوی را از مردم چغل در حق رعیت بسم نیاورده، و تهاذهای مستحکم در سرحدهای این ملک گذاشت، و همچنین شقدار بر تپه سمیجه اونر نیز تعیین کرد. چنانچه در سال اول این ملک رو بآبادانی آورد، و هر جا متمردي بود، گردن انقیاد داشته مالگذاری کردن گرفت.

یک دفعه بایزید نام خدمتگار او که شقدار پرگنه سن بود، یک روزی مردم سمیجه اونر نماز دیگری آمده مواشی مردم لاکه را از موضع کُجران (۱) که مقابل سن است، همین دریا در میان است، تاختند. بایزید مذکور از روی غیرت تحمل نکرده بغیر جمعیت، تنها با اسب خود در یک زورق سوار شده آنروی آب رفته در میان مردم سمیجه افتاد. آن بد بختان (. . ۳۰ - ۲) اسپش را پسی کرده، او را بدرجه شهادت رسانیدند. و این خبر چهار گری روز برآمده بود که به پیر غلام رسید. همان ساعت خود سوار شد، و خانه زادان پیش از گذشتن او از دریا، خودها را با جماعه سپاه بمواضعات سمیجه رسانیدند، و جمعی

۱ - این موضع که اکنون بنام گُجَر گُون معروف است از موضع سن ۱/۲ - ۱ میل دور و بآنطرف دربا متصل محراب پور است. و در آنجا درگاه یک عابده، معروف " بمائی رونجهی رائی "، است، که مرجع خلائق است.

ازان بد بختان کشته، سرهای آنها را بریدند. و جمعی باسم دنی پسا (۱) و طیب و فرید سرداران آن روسیاهان آمده دیدند. و این جماعه را با سرهای مقتولان گرفته پیش پیر غلام آوردند، و او نیز از دریا عبور کرده بموضع مهران، که داخل پیرگنه خطه است دیره داده نشسته بود. صباحش باقی ماندهای سرداران سمیجه نیز که در دهن کرده آمده، پیر غلام را ملازمت نموده چند دختر خود را با جرمانه خوب گذرانیدند (۳۰۱ - ۱).

ثانی الحال یک قلعه مستحکم در موضع و بجره که ناف مسکن آنهاست، و قلعه دیگر در موضع دیه کنار دریا که داخل پیرگنه حویلی است، ساخته، تهاهایی مستحکم نشاند. و بعد الیوم در عمل او سمیجه او را متمردي نکردند، و مثل سائر رعیت مالگذاری می نمودند.

و دفعه دیگر مردم سمیجه تیبه ساکن پیرگنه باغبانان، که در صدر متمردي آنها ذکر یافته، بهمراه مردم چاندیه متفق شده قدم در سرکشی نهادند. پیر غلام خود سوار شده رفته در میان مواضع مردم تیبه که کنده کوت و چین (۲) و پیتته (۳) باشند، نشست. و فصل خریف که بغایت خوب شده

۱ - این نام شاید "تُئی بخش" یا "تُئی پرتو" باشد،

چرا که "دنی پسا"، در سندی معنی نه دارد و نه مروج است.

۲ - چنی تاکنون موجود است در ضلع دادو.

۳ - پیئو تاکنون موجود است در ضلع دادو.

بود حسب المدعا در عمل آورد. و مردم تیبه و چاندیه همه آمده او را دیدند و مطیع و منقاد گشتند. و دیگر متمردي در (۳۰۱ - ۲) عمل او ننمودند و مالگذاري می کردند.

و دفعه دیگر مردم نهمردي آمده مواشي^۱ مواضعات برگنه حویلی سهوان را تاختند. قلی جان نام جوان که تهانه دار موضع تیري (۱) بود، با جماعه^۲ خود برآمده تعاقب متمردان نموده رسید. و مواشي را از دست آن بد بختان خلاص ساخت و جنگ خوب درمیان اینها واقع شد، بعنایت الهی و باقبال بی زوال بادشاهی، متمردان شکست خوردند، و کس بسیار از آنها بقتل رسید، و تادیب مناسب یافته، دیگر شیوه متمر^۳ دي باین ملک ننمودند. و جمیع سرداران آنها آمده پیر غلام را دیدند، و قول گرفتند. چنانچه همیشه کاروان آنها با چهار پنج هزار شتر در شهر سهوان آمده، خرید و فروخت متاع کوهی می کرد، (۳۰۲ - ۱) و ازینجا غله و غیره بملک خود می برد، و پاره پیشکش از قسم شتر و گوسفند نیز قرار دادند که هر فصل می رسانیدند.

و چون میرزا جانی فوت شد (۲)، میرزا غازي پسر او در تهته بود، برای تسخیر او سعید خان (۳) را حضرت عرش آشیانی

۱ - فیژهی تاکنون این موضع در سیستان موجود است.

۲ - ۲۷ رجب ۱۰۰۹ هـ

۳ - رک بتعلیقات.

ملک بهکر و ملک سیوی جاگیر داده فرستادند، او آمده در پرگنه دربیله نشست. و پیر غلام را فرمان صادر (۱) شد که خود رفته میرزا غازي را سزاولی کرده از تهته برآورده بحضور فرستد. بنا بران او استعداد لشکر خوب کرده، حسب الحکم میخواست پیش از سعید خان خود را به تهته رسانیده میرزا غازي را سزاولی نموده بجانب دارالخلافت آگره برآرد. چنانچه تا نصر بود که ناف ملک تهته است، رفت. و میر عطا الله شهدي را از ملازمان خود که در فضیلت شعر و خط دخل تمام داشت، ایلچی کرده پیشتر فرستاد، که این خبر را میرزا (۳۰۲ - ۲) غازي شنیده در جواب نوشت که: من حکم حضرت را قبول دارم، شما برگشته روید، و من در تعاقب شما می آیم. و پیر غلام مراجعت نموده به سهوان آمد، و متعاقب او میرزا غازي نیز رسید، و پیر غلام او را همراه کرده پیش سعید خان آورد. و از آنجا هر سه باهم متفق شده روانه دارالخلافت آگره شدند (۲). و چون بعتبه بوسی حضرت عرش آشیانی مشرف گشتند، صوبه قندهار را به پیر غلام قرار دادند،

۱ - از اکبرنامه معلوم میشود که این فرمان در سال (۷۷۰ اکبري یعنی ۱۵۱۱ هـ) صادر شد، در وقایع این سال ابوالفضل نوشته است که:

”با ابوالقاسم نمکین فرمان نافذ گشت که میرزا غازي را با خسرو خان غلامی که معتمد اوست روانه درگاه والا سازد (۸۱۶ - ۳).“

۲ - رک بتعلیقات.

که از تغییر شه بیگ خان باو حواله نمایند، و ملک بهکر و سیوی و سهوان را بوی تنخواه کنند. درین میان حضرت عرش آشیانی شنقار شدند (۱)، و نوبت دولت شاهی بهحضرت جنت مکانی رسید.

عمل سردار خان. حضرت ایشان توخته بیگ خان (۲) را از صوبه داری کابل تغییر نموده (۳.۳ - ۱) بخطاب سردار خانان سرفراز کرده ملک بهکر و سیوی و سهوان را در جاگیر وی مرحمت نموده، خدمت صوبه قندهار را بجای شه بیگ خان باو مقرر داشتند. و پیر غلام را بمهم جلال آباد تعیین فرمودند. همین که سردار خان بنواحي^۱ ملتان رسید، شه بیگ خان را لشکر شاه عباس آمده در قلعه^۲ قندهار قبّل داشت، و بسماع این خبر حضرت جنت مکانی، میرزا غازی و قره بیگ را باجماعه^۳ احدیان نیز تعیینات قندهار نمودند، و این لشکر آمده به سردار خان ملحق شده یکجا روانه قندهار شدند. در اثنای راه قره بیگ فوت شد، و میرزا غازی و سردار خان با جمعیت به قندهار رسیدند، و لشکر شاه عباس تاب و طاقت جنگ لشکر چغتیہ نیاورده (۳.۳ - ۲) براهی که آمده بود برگشته رفت (۳)

۱ - ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۱۳ هـ (۲۵ اکتوبر ۱۶۰۰ ع).

۲ - رک بتعلیقات.

۳ - رک بتعلیقات.

و به میرزا غازی فرمان طلب آمد (۱)، و صاحب صوبگی قندهار به سردار خان برحال ماند (۲)، و درویش بیگ نام ملازم سردار خان در سهوان حاکم بود. او باتفاق مانک ولد گوریه جمعیت کرده، بر سمیجه سوار شده رفته، در موضع دیراون نشست. یک شبی سمیجه فرصت یافته بر لشکرش شبخون آورده، قریب پانصد کس از لشکر او بدرجه شهادت رسانیدند. مانک دران شب قدم ثبات داشته استادگی خوب کرد، صباحش درویش بیگ نتوانست در آنجا استقامت نمود، و برگشته به سهوان آمد، و سفر آخرت گزید. و چون این خبر از نوشتهای واقعه نویسان بسمع حضرت جنت مکانی رسید،

عمل پدر مرحوم دفعه ثانی. باز تغییر سردار خان، ملک (م. ۳. ۱) سهوان را در جاگیر پیر غلام (۱) مرحمت کردند. و دران وقت تهانه باجور حواله^۲ او بود، و از آنجا این خانه زاد راقم حروف را پیشتر با جمعیت خوب به سهوان فرستاد، و متعاقب خود نیز رسیده آمد، و ملک ویران برهم خورده را دیده، باز درپتی دلاسا^۲ رعیت پر ریخته شده ملک را فراهم آورد. درین اثنا^۲ سردار خان

۱ - رک بتعلیقات.

۲ - رک بتعلیقات.

۱ - میر نمکین در ماه صفر ۱۰۱۶ هـ تهانه دار باجور مقرر شد، و بعد از هشت ماه در رمضان ۱۰۱۶ هـ دوباره صوبه داری سیستان باو تفویض شد. (رک - تذکره امیر خانی از راقم الحروف)

در قندهار جان بحق تسلیم کرد (۱)، و میرزا غازی را بجای او به قندهار فرستادند (۲) و پیر غلام را نیز به همراه میرزا غازی نوشتند که به قندهار برود. پیر غلام از سهوان برآمده حسب الحکم در بهکر رفته میرزا غازی را ملاقات کرد. درین ضمن چون در عملهای سابق مردم لاکه را سمیجه اونر مخذول العاقبت زده و تاراج کرده، ملکهای آنها را در تحت (۳.۳ - ۲) خود برده بودند، بنا بران جماعه از مردم لاکه بدربار عالم مدار مستغاثی شده، فرمان حضرت جنت مکانی بنام پیر غلام حاصل کرده آوردند، باین مضمون که: ملک مردم لاکه را از دست سمیجه بدبخت گرفته بمردم لاکه بدهد، و سمیجه را تادیب خوب نماید که ازین شیوه متمدنی منزجر شوند. و اگر از عهده این خدمت نمی تواند برآمد، بدرگاه والا عرضداشت کند، که بجای او دیگری را باین خدمت تعین کنیم، تا حق مظلوم را از دست ظالم گرفته و جدا کرده حواله مظلوم نماید.

الغرض، او را دو حکم ازین قسم در یک حال رسید که، هم به همراه میرزا غازی به قندهار برود، و هم قوم سمیجه اونر را تادیب خوب کرده، ملک مردم لاکه را که بغصب و عنف گرفته اند، ازان (۳.۵ - ۱) بدبختان گرفته بمردم

۱ - سردار خان قبل از ۱۰ رمضان ۱۱۰۶ ه فوت شد (رک

تذکره امیر خانی از راقم الحروف).

۲ - رک بتعلیقات.

لاکه سپارد. و ملک سهوان ویران با آن دو نیم پرگنه جید صاحب جمعیت ازین ملک در تنخواه جاگیر او نشده. پیر غلام میخواست برادر ابوالبقا را با جمعیت خوب به همراه میرزا غازی داده خود بجهت تنبیه قوم سمیجه اونر در سهوان باشد. مرزا غازی قبول نکرد و گفت: شما بجای پدر من اید، همراه من باشید که مرد دانا کار کرده رسانید، یک مرتبه مرابه قندهار رسانیده در ضبط و ربط ملک قندهار بامن شریک بوده باز بجای خود بیایند. پیر غلام لا علاج همراه چهار صد پانصد جوان مغل قدیمی، رفاقت مرزا غازی را اختیار کرد، و برادر ابوالبقا را بجای خود در سهوان گذاشت، و فرمان بدست او داد که: آنچه از دست تو (۳۰۵ - ۲) بیاید بقوم سمیجه روسیاه بکن، و حق مردم لاکه را از آنها گرفته باز بمردم لاکه بده. برادر مذکور رو به مرزا غازی کرده گفت که: هرگاه قوم سمیجه را قافیه تنگ می گردد، در سرکار نصر پور که تعلق به شما دارد، بواسطه نسبتهای اینها بجماعه قاسم خان ارغون می درآیند، درین باب فقیر را چه می فرمائید؟ مرزا غازی در جواب گفت: هرگاه فرمان بر این مضمون آمده که سمیجه را تادیب خوب کرده شود، هر جا آن بد بختان در آیند شما تعاقب آنها کرده بقتل رسانید، و اهل و عیال آنها را اسیر گردانید و سال و سواشی را بتاراج برید. برادر مومی الیه گفت: پس درین باب دو کلمه بمن نوشته بدهید، تا ثانی الحال حرف بر من نیاید. مرزا غازی می الحال مضمون صدر (۳۰۶ - ۱) نوشته و مهر

کرده بدست برادر مذکور سپرد، و خود پیر غلام را همراه کرده متوجه قندهار گشت (۱).

و برادر مسطور از بهکر شده عازم سهوان گردید. در اثنای راه چون به پرگنه^۱ جنیجه رسید، و آن پرگنه در جاگیر مرزا غازي بود، عاملان مرزا موسی الیه آمده مستغاثی شدند که: مردم سمیجه بکویه که در موضع کجیره می باشند، متمرّذی می کنند و مالگذاری نمی نمایند. بنا بران از همان جا قصد موضع کجیره نموده یلغر کرده بر سر کجیره رسید. مردم بکویه اول خندق مضبوط گرد آن موضع کنده خاربندی نموده بودند. درین ضمن جنگ تیر واقع شد، اکثر مردم سپاه و دو اسمی برادر موسی الیه، درین جنگ زخمی شدند، بآخر خار بندی را شکسته درون در آمد (۶ - ۳ - ۲) و پاره^۲ را از آن بد بختان بقتل رسانید. دیگر سرداران گاه در دهن کرده آمده او را دیدند، و او آنها را بدست عمّال مرزا غازي سپرده خود به سهوان رسیده، استعداد سواری سمیجه اونر نموده، از دریا عبور کرد.

بمجرد گذشتن او از دریا، قوم سمیجه متفرق شده رو بفرار نهادند. بعضی بطرف تلهاي ریگ جیسلیمیر رفتند،

۱ - عمل دیگر میر نمکین از شوال ۱۰۱۶ تا رجب ۱۰۱۷ هـ

بود، و در اواخر رجب ۱۰۱۷ هـ همراه مرزا غازي بطوف قندها روانه شد. (رک - تذکره^۳ امیر خانی)

و بعضی در سرکار نصر پور درآمدند. و برادر مومی الیه تعاقب آن بدبختان نموده بموضع هاله کندي که داخل سرکار نصر پور است، رسیده خبر یافت که، طالب یک سردار سمیجه اونر با جماعه خود از آب سانکره گذشته، بجانب تلهای نصر پور میرود، که از همان جا یلغر در پی او نموده خود را رسانید، و طالب سمیجه را فرصت رسیدن تلهای (۳۰۷ - ۱) ریگ نصر پور نشد. قلعه بود "صدگر" (۱) نام، که شریگی (۲) داماد قاسم خان ارغون در آنجا می بود، دران قلعه با جماعه خود در آمده متحصن گردید و برادر مومی الیه آمده بقلعه مذکوره چسبید. از درون قلعه حربه تیر و توفنگ و توب کردند، لشکر بادشاهی یک ضرب مردم قلعه را برداشته، فیل در پیش کرده، بدروازه قلعه دویدند، بعنایت الهی و باقبال بی زوال بادشاهی دروازه قلعه را فیل شکسته درون درآمد، وجوانان در عقب او، و قتل سمیجه مخذول العاقبة در میان قلعه روی داد. چنانچه قریب هزار و دویست کس از قوم سمیجه با طالب مذکور بقتل رسید، و فتح خوب مناسب محصل گشت.

و از آنجا مراجعت نموده ملک سمیجه (۳۰۷ - ۲) اونر را از سابه و وینجره و کاتره (۳) و دیراون و جانره زیر کرده مستقبل قلعه سهوان از گذر مندیجی از دریا گذشته به سهوان آمد.

۱ - صید گر - پ .

۲ - رک بتعلیقات .

۳ - این موضع به کانتری معروف و موجود است .

و از آنجا که بد ذاتی و بد نهادی این قوم است ، باز آمده پرگنه^۱ خطه را تاختند . و برادر مذکور دفعه دیگر از سهوان طرح داده ، به بهانه سواری مردم سمیجه تیبه که در پرگنه باغبانان می باشند ، روانه گردید . هر گاه به قصبه پاتر رسید ، نماز پیشین بود که از گذر مهره من اعمال پرگنه^۲ مذکوره عبور کرده ، نماز شام بر سمیجه اونر تاخت نمود . و آن شب و روز دیگر و شب آینده کنار دشتهای جیسله^۳ گرفته یلغرمی کرد . صبحی بود که بر موضع دیراون قریب شصت گروه راه را طی کرده افتاده ، قریب پانصد کس از سمیجه اونر (۳۰۸ - ۱) بقتل رسانیده بند بسیار بدست آورد ، و مال و مواشی بی عد از آنها در تصرف خود در آورد . و از آنجا کوچ کرده بموضع کجران آمد . و مردم لاکه التماس نمودند که قلعه برای آنها دران موضع ساخته بدهد ، و تهبانه مستحکم دران قلعه نشانند . حسب التماس مردم لاکه قلعه^۴ خوب در موضع مذکور انداخته ، جهانگیر آباد نام نهاده ، فتح علی نام از قدیمان پیر غلام با جمعیت خوب دران قلعه تهبانه دار گذاشته ، خود به سهوان آمد .

و چون خبر مراجعت برادر مذکور در نصر پور به قاسم خان ارغون رسید ، از روی خجالت شکستن قلعه صیدگر (۱) ، جیندائی و فتحی نام پسران خود را ، با سمیجه اونر و مردم

۱ - آثار این قلعه در توابع نصر پور موجود است .

سهوده قریب یک هزار سوار و دو هزار پیاده جمع کرده ، بر قلعهٔ جهانگیر آباد فرستاد . هرگاه (۳۰۸ - ۲) این لشکر بنواحیٔ قلعهٔ جهانگیر آباد رسید ، ابراهیم نام افغان برای شکار بیرون برآمده بود ، این حال را مشاهده نموده ، تاخته رسیده ، خبر به فتح علی رسانید . او فی الحال جماعتی برق اندازان و تیر اندازان را بر قلعه سوار کرده ، تورک نموده ، خود با جمعیتی که همراه داشت ، از قلعه بیرون برآمده مابین خار بندی و خندق قلعه ایستاده شد . و لشکر مذکور آمده بقلعه دوید که از با لای قلعه به تیر و توفنگ گرفتند . حق تعالی راست می آرد ، و بضرب اول ده پانزده جوانی که پیش تاخته بودند ، همه افتادند ، و لشکر غنیم قدم ثبات نداشته رو بهزیمت آورد . فتح علی تکیه بر مضمون این آیهٔ کریمه - *كَمْ مِّنْ فِئْتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئْتَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ* - کرده تعاقب آنها (۳۰۹ - ۱) نموده قریب دویست کس دیگر ازان لشکر بقتل رسانیده ، سرهای آنها را بریده به سهوان پیش برادر موسیٰ الیه فرستاد . و بعد الیوم مردم سمیجه اونر در عمل برادر مذکور متمردی نمودند ، و ملک مردم لاکه را بمردم لاکه گذاشته مثل سایر رعیت مالگذاری می کردند .

و پیر غلام تا یکسال در خدمت قندهار پیش میرزا غازي بود . و بعد ازان برخصت میرزا غازي روانه جاپگیر خود شد . در اثنأ راه بقضای الهی برحمت حق پیوست (۱) .

الغرض که در هر دو دفعه با آنکه تمام سرکار سهوان در جاگیر پیر غلام نبود، هم ملک سهوان را چنانچه شاید و باید در ضبط و ربط آورد. و هم لشکر این ملک بخدمت ملک دیگر بکار بادشاهی آمد. و همین است معنی معموری ملک و خرابی متمردان. (۳۰۹ - ۲)

و عمل پیر غلام در هر دو مرتبه قریب شش سال بود، و رعیت غلّه بخشی میکرد از قرار بالمناصفه، و در اکثر جاها سیوم حصه و چهارم حصه، هم می گرفت. و بمردم علما و فضلا دوست می داشت، چنانچه روشن مدد معاش درین ملک او پیدا کرد که، اکثر اهل علم و اهل فضل این دیار را در دور حضرت عرش آشیانی از طرف خود روزیانه کرده، و بار بار داده همراه خود برداشته بخدمت مغفرت پناه میران صدر جهان (۱) رسیده تجویز هر کدامی را فراخور دانش او فرموده، فرامین درست کنانیده خرجی راه داده به سهوان مرحض نمود.

عمل شمشیر خان دفعه اول. و چون خبر فوت پیر غلام به حضرت جنت مکانی رسید، شمشیر خان اوزبک (۲) را به غلام بچه‌های خود، در ملک سهوان شریک کرده تعیین فرمودند. برادر ابوالبقا (۳۱۰ - ۱) شرکت شمشیر خان را قبول نکرده،

۱ - رک بتعلیقات .

۲ - رک بتعلیقات .

قبیله را گرفته بدار الخلافة آگره در خدمت حضرت جنت مکانی رفت . و حضرت ایشان تمام ملک سهوان را به شمشیر خان اوزبک جاگیر تنخواه نمودند ، و جمیع قبیله را تابع برادر موسی الیه ساخته ، اوباوره و کنجابه و رپیری لنگاهان را بجاکیر اینها مرحمت فرمودند . و این خانه زاد راقم حروف از آن روز ترک منصب نموده بجزوی مدد معاش قناعت کرده ، در سهوان منزوی گشت .

و شمشیر خان اوزبک نیز این ملک را بغایت آباد کرده ، لشکر خوب مستعد ساخت . چنانچه قریب هفصد جوان اوزبک ازان قسم داشت که از انجمله قریب صد کس جیغه مرصع بر سر می نهادند ، و کمر خنجر و شمشیر طلا می بستند ، و زین نقره در زیر ران می کردند . و هریک (۳۱ - ۲) هفت هشت ، اسپ عراقی و ترکی در طویله خود داشت ، و باقی اکثر دو اسپه عراقی و ترکی بوده ، شمشیرها بمشت نقره می بستند .

و تهانهای خود را در سرحدات جا بجا گذاشت ، و جمعیت او را دیده مردم سمیجه اونر و غیره متمردان چندان سرکشی نمی کردند ، و بدار و مدار می گذرانیدند . و بعد از فوت مرزا غازي (۱) بهمراه میرزا رستم قندهاری (۲) با سی صد چارصد

۱ - بتاریخ ۱۱ صفر ۱۱۰۲۱ در قندهار فوت شد .

۲ - میرزا رستم بتاریخ ۱۰ محرم ۱۱۰۲۲ در تته رسید ، (برای شرح حال رک - مائرا الامرا ، ج ۳ - ۳۳۳ - ۳۳۰ ، و ذخیره الخوانین ۲۰ و تحفة الکرام و مقالات الشعرا ۳۸۸ .

سوار اوزبک روانه تهنه شد. و در میان راه دستبرد خوب
 بمردم سمیجه دل سمواتی نمود، چنانچه سابق هم اشاره درین
 باب رفته. و به تهنه رسیده تا یک سال آنجا در خدمت
 بادشاهی بود (۱) و ملک سهوان همچنان در ضبط و ربط خود
 داشت، و بعد یک سال باز به سهوان آمد.

عمل برادر ابوالبقا. و چون تاج خان صوبه دار تهنه فوت
 (۳۱۱ - ۱) شد (۲)، شمشیر خان را صاحب صوبه تهنه
 کردند، و برادر ابوالبقا (۳) را با میرزا دوست بیگ شریک
 کرده ملک سهوان را جاگیر تنخواه نمودند. و مرزا دوست
 بیگ را حکم آمد که خزانه ملتان را به قندهار رساند، او
 حسب الحکم به قندهار رفت و برادر موسی الیه ضروره
 باستعداد دو سه پرگنه ملک سهوان را در ضبط و ربط آورد،
 و چند سواری خوب بر متهمان این ملک نمود.

اول: مردم چاندیه و سمیجه تیبه دست متهمی بر
 پرگنه باغبانان دراز کردند. و دو حصه ازان پرگنه در جاگیر
 مرزا دوست بیگ بود. عمال او آمده مستغاثی شدند، و

۱ - رک بتعلیقات.

۲ - رک بتعلیقات.

۳ - رک بتعلیقات.

برادر مذکور صبحی از سہوان برآمدہ آن روز و شب تمام یلغر
نمودہ وقت چاشت، بموضع اکبر آباد رسید۔ و آنجا گورو
ارداوہ اسپان را دادہ وقت زوال (۳۱۱ - ۲) بر مردم
چاندیہ سوار شد۔ و آن روز و شب، یلغری کرد، و صبحی
بود کہ در دهنہ کوه دارویند نام، بر سر مردم چاندیہ
ریخت و کس بسیار ازان بدبختان بقتل رسانیدہ، و اسیر نمودہ۔
وقت مراجعت مردم سمیجہ تیبہ را کہ داخل پرگنہ باغبانان
اند، گوشمال خوب دادہ، کوریہ تیبہ (۱) سردار آنها را در
قید کردہ، بہ سہوان آورد۔ و بعدالیوم در عمل او مردم
چاندیہ و سمیجہ تیبہ متمردی نمودند و گردن انقیاد داشتہ
مالگذاری می کردند۔

دوم : مردم نہمردی یک دفعہ آمدہ مواشی پرگنجات
قصبہ سہوان را تاختند۔ برادر مذکور تعاقب آنها کردہ
نزدیک بہ کوه اندہ (۲) نام رسیدہ، جمعی ازان بدبختان را
بقتل رسانیدہ، مواشی مردم رعیت را خلاص (۳۱۲ - ۱)
کردہ آورد۔ و بعد آن مردم نہمردی آمدہ او را دیدند،
و قول و قرار نمودند کہ ملک سہوان را نتازند، و کاروان
آنها برای خرید و فروخت درین ملک می آمدہ باشد، و پارہ
پیشکش فصلانہ از قسم شتر و گوسفند نیز قرار دادند کہ فصل
بفصل می رسانیدند۔

۱ - صحیح گنہور دیو ٹیبو یا گہور دیو ٹیبو۔

۲ - در سندی لٹنڈو جبل یعنی کوه دم بریدہ۔

سیوم : منظور نام خدمتگار خود را در قلعهٔ جهانگیر آباد در تپه مردم لاکه با پنجاه سوار گذاشت، و جمال خدمتگار را در تپه سمیجه اونر. قضا را منظور مذکور بر جمعی از سمیجه اونر تاخت نمود، و سمیجه اونر را از سواری^۱ او خبر شده بود، در تعاقب او آمده راه را بستند. هرگاه او جای^۲ که قصد داشت تاخته مراجعت کرد، مردم سمیجه اونر برو ریختند، و ده پانزده مردم سپاهی را بدرجه^۳ شهادت رسانیدند، و اسپان (۳۱۲ - ۲) و سلاح مقتولان و نقاره را بتاراج بردند، و منظور هزیمت خورده در قلعه^۴ جهانگیر آباد در آمد.

و این خبر به برادر مذکور رسید و او دران وقت تب داشت، چنانچه سوار نمی توانست شد، بنا بران عتیق الله (۱) پسر کلان خود را با برادران و خویشان و سپاهیان بر سمیجه تعیین نمود. او آمده در قلعه^۵ جهانگیرآباد نشست. مردم سمیجه کسان در میان کرده اسپان سپاهیان مقتول و اسباب آنها و نقاره را گرفته آمده او را دیدند، و جرمانه نیز قرار دادند که بدهند. عتیق الله چون غرور جوانی در سر داشت صلح قبول نکرده بر آنها سواری نمود. هرگاه بمیدان کولاب سابه رسید، زراعت جواری آنجا بسیار بود، در عقب زراعت، سمیجه قابو (۳۱۳ - ۱) شده ایستادند، و اهل و عیال و مواشی خودها را بطرف دشتهای^۶ جیسلمیر روانه کردند. عتیق الله بی آنها را یافته، دویست جوان کار آمدنی بهمراه

میر کامل پسر عمک پدر خود کرده پیش نمود. و خود تیپ شده، در تعاقب آنها روانه گردید. مابین این دو لشکر دو گروه راه مفاصله شده باشد، که سمیجه روبروی فوج عتیق الله ظاهر شده جنگ نمودند. و درین ضمن سی چهل جوان خوب که در پیش لشکر بودند، اسبان آنها را پیی کرده، بدرجه شهادت رسانیدند. و از طرف سمیجه هم کس بسیار کشته شد. چنانچه لاکه ولد پریه سمیجه، خسربره مرزا عیسی ترخان، سردار خوب سمیجه نیز درین جنگ کشته شد. و شتر نقاره را (۳۱۳ - ۲) پیی کردند، و لشکر هزیمت خورد. باری، عتیق الله کاری کرد که نقاره از شتر جدا کرده بر خچر بار کرده، به همراه ده پانزده سوار متعاقب لشکر شکست خورده، به قلعه جهانگیرآباد آمد.

و این خبر را برادر مذکور شنیده بغایت آشفته شده، در نین تب از قلعه سهوان بر آمده، از دریا عبور کرده، بموضع مهران که داخل پرگنه خطه است نشست. و در میان موضع مذکور و قلعه جهانگیرآباد یازده گروه راه مفاصله است. سمیجه او را این حال را مشاهده نموده، مردم در میان کرده آمده، برادر موسی الیه را دیدند، و لشکری که به همراه عتیق الله بود، نیز پیش برادر مذکور آمد، و سمیجه در مالگذاری شد. و برادر مذکور همانجا در موضع مهران نشسته معامله خریف و ربیع را (۳۱۳ - ۱) بی باقی نمود.

و بعد آن، قصد سواری بر سمیجه او را کرد. درین ضمن

جماعه دیریجه و مناہجه قول گرفته بجا و مقام خودها نشسته ماندند، و سرداران آنها بنام دنی بسا (۱) و طیب همراه شدند. و جماعه راهوجه و فیروزجه و قوم منگوانه رو بفرار آوردند. و برادر موملی الیه در عین تابستان و هوای گرم ملک سهوان، در وقت چاشت از موضع مهران برآمده، نماز پیشین بود که بموضع وینجره که ناف مسکن سمیجه اونر است، رسید. و مردم سپاه در جنگلها در آمده دو سه هزار گاؤ با چند سر از طرف راهوجه زده آوردند. و آن شب بر کنار کولاب وینجره، دیره داده نشست، و بمردم سپاه گفت که: من قصد سواری دارم و سرا کار بسرهای سمیجه است (۳۱۳ - ۲) نه بمال آنها. این گاوان را به تحت شمشیر بکشید، تا در مانده مواشی نگردید. سپاهیان همچنان کردند. و صباحش تا دوپهر روز در آنجا بود، و بعد از نماز پیشین از آنجا سوار شده تعاقب سمیجه نموده، آن روز و شب تمام یلغر کرده صبحی بود که بر کولاب موضع کتاھر (۲) نام، نماز فجر خوانده مسلح شده اسپان را گرگ دو نموده، وقت چاشت بر قوم منگوانه نزدیک بمواضع پُرگنه هاله کندي قریب سی کروه راه قتره کرده ریخت. و قریب دویست کس ازان بدبختان بقتل رسانیده، اسیر و مواشی بسیار بدست

۱ - این نام در سند مروج نیست، شاید "تئی بخش"

با "تئی پرتو" باشد.

۲ - شاید "کتوھر" باشد.

آورد . و سرهای مقتولان را جدا کرده پیش مظفر خان که در آن زمان بخشی^۱ تهته بود، فرستاد . و خود مراجعت نموده بهمان راه مسکن سمیجه اوئر آمده در قلعه^۲ (۳۱۵ - ۱) جهانگیر آباد نشست . و هر چهار طرف سمیجه اوئر آمده او را دیدند، و شقدار خود را گرفته در تپه خود رفتند، و مالگذاری می کردند .

و دفعه دیگر از سهوان بر موضع خسائی شوره تاخت نموده، از آنجا مراجعت کرده از گذر سن گذشته رفته ، در موضع ویجره قلعه^۳ او را مرست کرده نشست . و هر روز شکار مرغابی و دراج و کوته پاچه می کرد . و سمیجه جابجا نشسته مال میداد . و الحق که موضع ویجره جایهای شکار خوب دارد . و تا رفع خریف آنجا بود ، و بعد آن از هر طرف سمیجه اوئر یگان یگان اول گرفته میر کامل پسر عمک خود را با جمعیت خوب در قلعه^۴ ویجره گذاشته خود بطرف پرگنه^۵ جنیجه رفت .

درین اثنا^۶ خبر رسید که صاحب صوبگی^۷ تهته به مظفر خان (۱) دادند (۳۱۵ - ۲) و شمشیر خان اوزبک را باز سهوان . و او را تسابع مظفر خان کرده، در صوبه تهته جاگیر تنخواه نمودند . این خبر را شنیده از قصبه^۸ جنیجه کوچ کرده آمده بموضع رفیعان که داخل پرگنه خطه است ، و

سرکوب سمیجه اونر واقعست، نشست - و طلب باقی خود را از سمیجه نمود، و لشکری که در ویجره بود اینجا طلبید و با سمیجه دار و مدار می کرد، و اسپ و شتر در مقابل باقی خود می گرفت. بآخر مردم شمشیر خان رسیده آمدند، برادر مذکور دانست که کار از دار و مدار گذشت، از موضع رفیعان در عین برسات سواری بر سمیجه نموده قریب دو سه هزار گاؤ را تاخته آورده به سهوان نشست. و هر گاه شمشیرخان از تهته به سهوان آمد، یکدیگر را ملاقات کرده روانه تهته (۳۱۶ - ۱) شد و چون سمیجه بدبخت پیروی آدل های خود نکردند، در بدین (۱) رفته هر یک را بر سیخ کشید.

عمل شمشیر خان دفعه ثانی. و درین مرتبه که شمشیر خان به سهوان آمد (۲)، مردم سمیجه اونر سرکشی کردن گرفتند، و چند مرتبه مردم سوداگران را براه خشکی و تری تاراج نمودند. چنانچه، یک دفعه مردم سوداگران طرف تهته قریب هزار نفر شتر می آوردند، و بطرف بهکر می رفتند، وقتیکه بقصبه هاله کنندی آمدند، گذرانیدن شتران از

۱ - بعد از آمدن شمشیر خان (۸۱۰۲۵) میر ابوالبقا را در پرگنه چاچکان علاقه بدین و در سرکار چاکر هاله نیرن کوت و شال تفویض شد.

۲ - رک بتعلیقات.

دریا و برای قلعه^۱ سهوان بردن دشوار دانستند، چرا که راه آن روی دریا طرف سمیجه، و این روی دریا طرف قلعه، حکم چله و کمان دارد. و از سمیجه بدرقه همراه کرده برای این ققطاع. طریقان روانه شدند. همین که در وطن سمیجه رسیدند، اگرچه قول و قرار هم بمردم سوداگر کرده بودند، شتران آنها را تاختند.

و دفعه^۲ دیگر کشتی^۳ کلان از سوداگران (۳۱۶ - ۲) تهته پُر از اسباب از قسم پارچه آلچه (۱) و تفصیله و غیره می آمد. بران کشتی ریخته اکثر مردم سوداگر غریب را کشته، اسباب آنها بتاراج بردند. و شمشیر خان از شتر و متاع مزبور اکثر را بجنس، از سمیجه گرفته بسوداگران مذکور سپرد، و آنچه تلف شده بود آنرا بها کرده زر از طرف خود بانها جواب کرد. و بجهت تسخیر آن ققطاع. طریقان تهیته^۴ لشکر کرده از دریا عبور نمود، و از روی فریب سپاهگری قتل خوب درمیان سمیجه نمود.

و آن فریب بدین نهج بود که، چون شمشیر خان از دریا گذشت دنی پسا نام سردار سمیجه از طرف دیریجه، و طیب نام سردار سمیجه از طرف مناهیجه آمده شمشیر خان را دیدند، و از طرف راهوجه و فیروزجه کسی آمده ندید. شمشیر خان گفت: هر کس از (۳۱۷ - ۱) مردم سمیجه

۱ - انواع البسه^۵ نخی و ابریشمی است.

بجا و مقام خود نشسته می ماند، مرا باو هیچ کاری نیست، و کسانی که می گریزند تعاقب آنها می نمایم. و باین قول قوم سمیجه اوزر علی الخصوص طرف دیریجه و مناهیجه در موضع دیروان اهل و عیال خود را گرفته نشستند، و بواسطه طرح صلح سلاحهای خود را از بر فرود آورده، مانند مردم رعیت ریزه می گذرانیدند. هرگاه گذر شمشیر خان قریب آن موضع شد، این خانه زاد راقم حروف دران وقت پیش شمشیر خان بنا بر دوستی او حاضر بود، باو گفت که: اینچنین وقت نخواهی یافت! اشارت بکن که این موضع را بتازند. از برای آنکه بواسطه یک سر سمیجه که پنجاه شصت گروه راه یلغر نمایند و آن هم در معرض شک، بدست آید (۳۱۷ - ۲) یا نه، اینجا آن قسم سرها دوسه هزار خواهند بود. اگرچه بعضی زمینداران سهوان این حرف را خوش نکردند، اما شمشیر خان را این کنگاش بغایت خوش آمد، و چون قول درمیان بود از روی حیل به لشکر و احشام رعیت فرمود که: آنچه فلانی بگوید بعمل آرید. باین قدر گفتن بعنایت الهی و باقبال بی زوال بادشاهی، کشش در مردم سمیجه اوزر افتاد، و حق تعالی دستهای آنها را بید قدرت خود، بر بست. و هیچ همت آن روز از آن بدبختان ظاهر نه شد. و قریب هزار کس از سمیجه اوزر بقتل رسید، و قریب هفصد بندی از مردم سردار و غیره بدست افتاد، و مواشی و اسبایی که غارت شد، بدست مردم سپاه و احشام رعیت که همراه

او بود، حساب آن نزدِ خداست. و دنیِ پسا (۱) (۳۱۸-۱) و طیب را نیز کشته - در عین جنگ گاه دیره داده نشست، و صباحش از آنجا کوچ کرده بموضع ویجره آمده، قلعه او را مرمت تازه کرده، در میان قلعه نشست. و هر روز یک فوج خود را بنوبت بر مردم سمیجه متفرق شده می فرستاد، و این فوج رفته پنجاه شصت سر از سمیجه جدا کرده می آوردند، چنانچه سمیجه بغایت الغایت زبون شد.

و از مردم ملاح هومره که در سمیجه می بودند، و بزور اینها راه دریا را آن روسیاهان می زدند، قریب صد کس زنده بدست افتاد، و همه را شمشیر خان فرمود که: کنار دریا، در گذر قصبه لاکوت، بر دارها کشیدند. و تا یک هفته در قلعه ویجره بود، و اگر تا دو ماه دیگر در قلعه مذکوره می نشست، اثری از سمیجه اوثر معنی نمی ماند، و ملک آنها را بهر که می خواست (۳۱۸ - ۲) از فرقه‌های رعیت میداد. هر چند این خانه زاد گفت که: تا دو ماه درینجا صبر کن. قبول نکرد، و بگفته بعض زمینداران که بمردم سمیجه راست بودند، قلعه ویجره را گذاشته، بندیان را همراه گرفته، بقصبه لاکوت کنار دریا فرود آمد. و درین موضع در عرض یک هفته قلعه خوب مناسب درست کرده،

۱ - این نام شاید "تُئی بگش" یا "تُئی پرتو"

دران قلعه نشست . و از بندی سمیجه مردم کوهی هزار نفر شتر میدادند ، شمشیر خان قبول نکرد . بآخر مردم سمیجه بزمیندارانی که بآنها راست بودند ، در آمده به شمشیر خان داناندند که : الحال باید به سهوان رفت ، که سمیجه مطیع و منقاد شده اند . و او مرد ساده خدا ترس بود ، رحم بر دلش مستولی آمده ، روز جمعه بود که تمام بندی سمیجه را به سمیجه بخشید ، و از آنجا (۳۱۹ - ۱) عبور کرده به سهوان آمد .

و دفعه دیگر قوم بلوچ چاندیه پرگنه باغبانان و کاهان و اکبر آباد را تاختن گرفتند ، و حرّ فروشی می نمودند . رعیت این پرگنجات از دست آن بدبختان پیش شمشیر خان مستغاثی شدند ، و شمشیر خان بر قوم چاندیه سواری کرد . و این خانه زاد درگاه راقم حروف ، درین دفعه نیز بوجه دوستی همراه مشار الیه بود ، باو گفت که : چاندیه را جاسومی کرده بیلغر میتوان بدست آورد . شمشیر خان بیلغر راضی نشد و منزل بمنزل بر مواضع چاندیه رسید ، و آنها این خبر را اول شنیده خود را بر کوه کشیده بودند . شمشیر خان آمده دامنه زراعت جواری آنها را زیر کرده ، خندق گرد لشکر کتده خار بندی نموده نشست . شب مردم چاندیه آمده بلشکر تیر باران کردند ، (۳۱۹ - ۲) اما حق تعالی خیر کرد . صباحش شمشیر خان سوار شده در زهر کوه رفت و مردم چاندیه بر کوه ایستاده دهل میزدند . بآنها چندان مقید نشد و سپاه

را امر کرد که: زراعتِ جواری که خام بود، به شمشیرها ببرند! تا آنها زیانِ زراعتِ خود را بچشم خود دیده حسرت ببرند. و مردم سپاه همچنین کردند و تا توانستند زراعتِ جواری را ببریدند. و باز شب آمده در جای اول فرود آمد. مردم چاندیه فرقهٔ پهوار را که هم سرحدی آنها می باشند، در میان کرده روز دیگر آمده شمشیر خان را دیدند و جزوی پیشکش قبول نمودند. و بعدالیهوم در عمل او ملک سهوان را کم تاخت می نمودند.

دفعهٔ دیگر بلوچ باریجه که در کوه می باشند و معمولهٔ پرگنهٔ بوبکان می شوند، چند شتر و گوسفند جا گیردار (۳۲۰ - ۱) سهوان را در فصل می دادند. پارهٔ از آن مقطعی کم دادن گرفتند. باین خانه زاد پرسید که: در باب اینها چه فکر کنم؟ در جواب گفت که: اگر مثل چاندیه بر اینها سواری میکنی، بدست تو چیزی نمی آید، و راه بر عبث می آفتد. مسکن آنها پنج پهر راه می شود اگر قتره نمائی، می توانی کار کرد. باز این تدبیر در خاطر او نشست، و نماز شام بود که از سهوان سوار شده، تمام شب قتره می کرد. تا یک پاس روز وقت صبحی بود که بر مردم باریجه در زیر دامنهٔ کوه رفته ریخت، و کس بسیار از مردم باریجه بقتل رسانید. چنانچه قاسم باریجه سردار آنها با پسرش نیز کشته شد، و امیر بسیاری از اناث و طفول آنها بدست آورد. و از آنجا سرهای مقتولان و بندیان را

برداشته به سهوان آمد . در تعاقب او مردم (۳۲ - ۲) باریجه بقیه السیف آمده او را دیدند ، و او بندیان آنها را گذاشت . و بعدالیوم فصلانه خود را می دادند .

و دفعه^۱ دیگر بلوچ نوحانی که از سهوان چهارده گروه راه در کوه می باشند ، و آنجا دو چشمه ایست که از کوه می آید ، یکی را کائی می نامند ، و دیگری را نیئیگ . و اینها نیز دو طرف می شوند ، یکی بر چشمه^۲ کائی (۱) ساکنند ، و دویم بر چشمه نیئیگ (۲) و در آنجا زراعت می کنند ، و از معموله^۳ پرگنه بوبکان می باشند . در عمل بختیار بیگ و پیر غلام پاره^۴ گوسفند و بز فصلانه می دادند ، و در خدمت لشکر کشی نیز همراه می بودند . و در عمل شمشیر خان هم بدستور سابق مقطعی خودها را می دادند ، و در خدمت او در لشکر کشی می بودند . چنانچه در لشکر کشی^۵ سمیجه آنروی دریا ، هم گذشته (۳۲۱ - ۱) خدمت می کردند . اگرچه مردم کوهی در دشت و جنگل زبون می باشند اما بگفته^۶ بعض زمینداران سهوان که بآنها عداوت دارند ، شمشیر خان طرح داده استعداد لشکر کشی بر سمیجه اونر نموده بر گذر مندیجی که پاو گروه از قلعه^۷ سهوان می شود ، بر آمده نشست .

۱ - چشمه^۱ کائی ، تاکنون موجود است .

۲ - نیئیگ نیز تاکنون موجود و از سیستان بیست میل و از

دادو نیز بیست میل دور است .

و از آنجا نماز دیگر بود که بر قوم بلوچ نوحانی تاخت کرد. صبحی بود که بر سر آنها ریخت، و کس بسیار بقتل رسانید. چنانچه ناتاله نام سردار چشمه نیسیگ، با برادران و پسران خود تا دوازده کس آنجا مقتول گشت، سواي بلوچان دیگر. و کمر این جماعه شکست، برنگی که تا حال بقوت نمی آیند. در اول قریب دویست کس می بودند، و درین جنگ قریب پنجاه شصت کس کشته شد و تتمه متفرق شده رفتند. (۲ - ۳۲۱)

اما این قدر شد که مردم نوحانی را بختیار بیگ و پیر غلام که دلاسا داده بودند، بواسطه قوم نهمردی که دهنه کوه را این جماعه گرفته نشسته بودند، و هرگاه نهمردی لشکر بر مواضعات قصبه سهوان می نمودند، اینها اول آمده برعیت خبر می رسانیدند. و رعیت سال و مواشی خود را بطرف کولاب منچر می کشید، و جاگیردار سهوان نیز این خبر شنیده جماعه لشکر را می فرستاد که رفته در میان مواضعات مذکوره می نشست، تا وقتی که لشکر نهمردی متفرق می شد. و باین جهت قوم نهمردی چندان آسیب بقریات قصبه سهوان نمی توانستند رسانید. و بعد ازین واقعه بقیه السیف رفته در میان قوم نهمردی ساکن گشتند، و بومیه این ملک بودند. رهنمونی لشکر آن بدبختان کرده آنچه از دست اینها آمد، تقصیر نکردند. تا آنکه اکثر (۱ - ۳۲۲)

مواضعاتِ پرگنہٴ حویلی سہوان و سن را قوم نہمردی خراب و ضائع کرد .

بعد آن شمشیر خان ، مرید نام سردار یک طرف خوب مردم نہمردی را دلاسا داده ، پیش خود طلبیدہ موضع تہنی (۱) را از مواضعاتِ پرگنہٴ بوبکان کہ دو سہ ہزار روپیہ حاصل داشت ، در جاگیر او داد . و این اول بدعت درین ماک پیدا شد کہ بمردم متمردان سرکش ، حاکم از روی زبونی ، جاگیر داد ، و عہد درست بہ مرید بست ، و یک قلعہ گرد موضع نار بخرچ خود راست کردہ جماعہٴ لشکر آنجا نشانید .

اما قوم نہمردی از افعال قبیحہٴ خود باز نیامدند . چنانچہ بعد از صلح ، در طغیانِ آب رعیتِ پرگنہٴ کاهان و بوبکان بدستور قدیم مواشیٴ خودہا را بدامنہٴ (۳۲۲ - ۲) کوه ، طرف کاچہ (۲) بردند . جماعہ نہمردی ، بغیر صلاح مرید آمدہ آن رعیت را تاختند و اکثر رعیتِ پرگنہٴ بوبکان را بدرجہٴ شہادت رسانیدند . و قریب چہل و پنج ہزار مواشیٴ از رعیتِ پرگنہ مذکورہ سوای اسباب دیگر نتاراج بردند . و مرید در سہوان پیش شمشیر خان حاضر بود ، و این خبر بہ شمشیر خان رسید ، و جماعہ گفتند کہ مرید را قید کن ، باری اگر رعیت

۱ - تہنی تاکنون موجود و قریب است بہ قریہ شاہ حسن

و چلی . (ضاع دادو)

۲ سر زمین مابین خیر پور ناتن شاہ و جوہی کاچہ نام دارد .

تلف کردند مال و مواشی آنها را گردانده بدهند - قبول نکرد،
 و سرید را طلبیده گفت که: مبادا رعیت بوبکان پیش من
 فریادی بیاید، تو ازین جا بالفعل بمسکن خود برو، بعد
 از آن خواهی آمد. و او همچنان کرد که شباشب روانه مسکن
 خود شد، و بعد از چندگاه که این شورش فرو نشست، باز
 پیش شمشیر خان آمد. (۳۲۳ - ۱)

و دفعه دیگر، نمار دیگری بود که از طرف مواضعات پرگنه*
 حویلی سهوان، که نزدیک بکوه واقع اند، خبر به شمشیر خان
 آوردند که: لشکر نهمردی از مسکن خود بر آمده قصد مواضعات
 مذکوره دارد. قضا را در آن روز اکثر لشکرش حاضر نبود
 که به تانها و جاگیرها رخصت شده رفته بود. باری بهر حال
 از آنچه موجود داشت تاشصت هفتاد سوار بهمراه بادشاه خواجه
 برادر عروس خود، کرده، بطرف موضع نار (۱) که هفت
 کروهی از سهوان در دهنه* کوه واقع است فرستاد. و او
 شب رفته در قلعه* نار قرار گرفت. صباحش شمشیر خان وقت
 فجر سوار شده بیرون شهر کنار آب ناله دادیجهی نشست.
 و شاه خواجه نام جوانی را از خویشان خود، با بیست سوار
 دیگر نیز تعیین کرد که خود را بموضع نار (۳۲۳ - ۲)
 بلشکر پیش رساند.

درین ضمن مولف* خبر یافته نزد شمشیر خان رفت.

۱ - موضع نار تا کنون موجود است.

شمشیر خان احوال را بیان کرد کہ : این قسم خبر شنیده میشود، و من لشکر بجهت نگهبانی مواضعات مسطورہ تعیین نموده ام . مؤلف گفت کہ : اگر خود ہم سواری شدند مناسب بود، چراکہ مردم اوزبک غائبانہ شما جنگ کم می کنند، و در بودن شما کمال سعی در جانبازی می نمایند . بخاطرش این حرف نشست و همان ساعت با ده دوازده کس از خاصہ خیلان خود کہ حاضر بودند، و مؤلف سوار شد . درین اثنا بادشاہ خواجہ را باجماعہ خود در قلعہ نارنگہ دارید . و شاہ خواجہ با ہمراہیان کہ داشت بموضع تیری (۱) کہ سہ کروی سہوان واقع است، رسیدہ بود کہ لشکر قوم نہمردی قریب دوست می صد سوار و ہفصد (۳۲۳ - ۱) ہشصد پیادہ، چہار گری روز بر آمدہ بود موضع کچی (۲) را کہ در پنج کروی سہوان است، فاختند، و چند کس از رعیت موضع مذکور کشتند، و مواشی را پیش کردہ طرف کوه روانہ شدند . شاہ خواجہ این واقعہ را مشاہدہ کردہ، تاختہ، خود را بلشکر نہمردی رسانیدہ دید کہ، باین لشکر در جنگ تیر و شمشیر راست نمی توان آمد، چراکہ نہمردی بسیار است و بغایت تیر را خوب می اندازد . دست بہ تفنگ کردہ از راہ دور تفنگ اندازی کردہ می رفت، و ہرگاہ غنیم برگشتہ حملہ می کرد، جلو را دزدانہ بیک طرف

۱ - در سندی نیرہی

۲ - این موضع بنام کچی معروف و تاکنون موجود است .

می شد، و چون باز مراجعت می نمود، تعاقب آنها کرده به حربه تفنگ مشغول می شد. شمشیر خان این خبر شنیده خود را بموضع کجی رسانیده، برکشتگان رعیت غریب ایستاده شده (۳۲۳ - ۲) بغاطر آورد که، من بلشکر خود نرسیدم و مابین من و لشکر من غنیمت حایب است، و آنقدر جمعیت همراه من نیست که سر خود بغنیمت توانم، پس آمد. و از آنجا پیش نچدو، شاه خواجه بغنیمت جنگ کرده میرفت. و بیگ محمد قرق نام اوزبک از معتمد علیه شمشیر خان بزخم تیر درین جنگ شهید شد. و از طرف موضع نار باو، شاه خواجه با جمعیت خود نیز رسید، و غنیمت آن طرف ناله که آب باران از کوه بآن راه می آید، شده، مواشی را بدست چند پیاده داده بطرف کوه راهی ساختند، و خودها ایستاده شده بچنگ تیر مشغول گشتند. درین ضمن جهان روشن پومتین سیاه شب را در کشید، و لشکر اوزبک نتوانست کار ساخت، و برگشته پیش صاحب خود آمد. و علی هذالقیاس مردم (۳۲۵ - ۱) نهمردی دست درازی بمواضعات پرگنه سهوان و سن می کردند، و شمشیر خان با اینها در مقام صلح می بود.

مقصود ازین کلام آنکه مردم مفسد و متمرّد غیر از ضربت شمشیر، بطریق نیک، رام نمی شوند. علی الخصوص قوم نهمردی، که آنها را جا و مقام معین نمی باشد. هر جا در کوهسار چراگه خوب است همانجا ساکن می شوند،

و چون آن چراگاه چربیده شد، جای دیگر که چراگاه بسیار است رفته می نشینند، و مواشی خود را می چرانند. و زراعت جائی نمی کنند، و کار و پیشه آنها دزدی و تاخت است.

و بعد از چند گاه به شمشیر خان، فرمان حضرت جنت مکانی آمد که: بکویک بهادر خان اوزبک (۱) به قندهار برود. حسب الحکم با چهار صد پانصد اوزبک خوب پر تهیه روانه قندهار گردید، و بجای خود قنبر خواجه نام از خویشان خود حاکم گذاشت. و او در مدتِ قلیل رخت از عالمِ سفلی بعالمِ علوی (۳۲۵ - ۲) کشید، و از قندهار بجای او شمشیر خان، خوشم بیگ اتکه حاکم کرده فرستاد. خوشم بیگ چون به سهوان رسید، مردی ناکرده کار بود خواست که بر سمیجه اونر سواری نماید. و استعداد لشکر و احشام رعیت نموده از دریا عبور کرده مقابل سهوان چند روز نشست. و هنوز احشام رعیت بتمام جمع نشده بود که، بی استقلالی کرده ازینجا کوچ نموده در گذر موضع کاکه کنار دریا خار بندی کرده دیره داد، از بالا لشکر و از زیر کشتیها. چون نماز پیشین رسید و مردم بنماز مشغول شدند، خوشم بیگ هم نماز خواندن گرفت. درین ضمن، قضارا باد و جگر از طرف سمیجه پیدا شد، و یک گونه غوغای مهیب نیز بسمع او و مردم لشکر رسید. فی الحال نماز گذرانیده

خود را با مردمی که پیش او حاضر بودند، مجتمع ساخته
 (۳۲۶ - ۱)، کس بیرون خار بندی فرستاد تا خبر بگیرد
 که، فرصت درمیان نشد و سمیجه بر لشکرش از راه خار بندی
 ریخت، و کس بسیار از مردم اوزبک بدرجه شهادت رسانید.
 ملا راجونام کمبوه دیوان شمشیر خان درین جنگ کشته
 شد. و تتمه مردم گریخته در آب افتادند، و قریب
 دوست سیصد اسپ و دیگر اسباب و سلاح را مردم سمیجه
 تاراج کرده بردند. امّا خوشم بیگ کاری کرد که نماز
 دیگر از جنگ گاه با جمیعتی که مانده بود سوار شده خود را
 بقلعه کاکه (۱) رسانید. و دران قلعه متحصّن گردید و سمیجه
 محاصره کرده نشستند. و دران روزها عتیق الله پسر کلان
 برادر ابوالبقا که برای صید نمودن جانور رنگ، حضرت جنت
 سکانی به سهوان فرستاده بودند. (۳۲۶ - ۲) و سید باقر پسر
 سید بایزید بخاری (۲) که دران وقت حاکم بهکر بود، و
 نیز برای بهم رسانیدن رنگها پدرش فرستاده بود، در سهوان
 بودند. همان شبی که روزش جنگ شده بود، عتیق الله و
 جماعه که همراه او بود و این خانه زاد راقم حروف خودها
 را بقلعه کاکه رسانیدند و به خوشم بیگ ملحق گردیدند. و
 روز دیگر سید باقر نیز با مردم خود در آنجا رسید، و استقامت

۱ باین نام تاکنون جای در ضلع دادو موجود است.

۲ - رک بتعلیقات.

به خوشم بیگ روی داد . و مردم سمیجه اطراف قلعه را گذاشته ، دور تر رفته . و مدتی این لشکر در آنجا بود تا آنکه سمیجه ، مردم درمیان کرده طرح صلح انداختند . و آنچه اسبان و سلاح و اشیاء دیگر که بتاراج برده بودند ، همه را بجنس آورده رسانیدند و صلح کرده بجا و مقام خودها رفتند . و خوشم بیگ نیز برگشته به سهوان آمد ، و بار دیگر ترک (۳۲۷ - ۱) این قبیم سواربها نموده بدار و مدار ملک را استقامت داد .

و شمشیر خان در قندهار سه چهار سال در خدمت بادشاهی گذرانید ، و ملک سهوان نیز آباد و معمور بود . و اول شخصی که توب بر لشکر شاه عباس گذاشت ، (۱) در قلعه بندی قندهار ، شمشیر خان بود . و هرگاه قندهار بدست شاه عباس افتاد ، و امرای قندهار به ملتان پیش سپیرا افغان آمدند ، او دو هزار سوار احدی و منصبدار ریزه ، بجهت تنبیه سمیجه اونر همراه شمشیر خان کرده بطرف سهوان فرستاد . و درمیان جماعه احدیان و شمشیر خان صحبت راست نیامد ، بنا بران بمهم سمیجه نپرداخت و آن لشکر را رخصت ملتان فرمود .

۱ - در سال ۱۰۳۱ هـ شاه عباس بر قلعه قندهار تصرف کرد .

(رک تزک جهانگیری طبع نولکشور ، ۳۰۰ ، ۳۴۶ ، ۳۵۸)
و شاهجهان در سال ۱۰۴۷ هـ این قلعه را باز گرفت .

و مطلب آنکه بهر طریق، این ملک در عمل شمشیر خان آبادان و معمور بود. و لشکر این ملک (۳۲-۲) بملک دیگر در خدمت بادشاهی بکار می آمد. و همین ست موجب آبادانی رعیت و زبونی متمردان.

و عمل شمشیر خان هر دو دفعه قریب پانزده سال بود. و برعیت در سفید بری عمل غلّه بخشی می نمود از قرار بالمناصفه، و در بعض جاها سیوم حصه و چهارم حصه نیز متصرف می شد. و در سبز بری عمل ضبطی موافق حق و حساب این ملک می کرد، و سپاه را بتمام جاگیر داده بود، تا فراش و سیس هم. و در اواخر حکومت حسب التماس رعیت در خالصه خود سفید بری را هم عمل ضبطی میکرد. و امثال عملی که موافق دستور العمل این ملک باشد، و ملاحظه حق و جل و علی و حضرت جنت مکانی، بسیار داشت. و اکثر در مسجد می گذرانید و چویداران خود را حکم کرده بود که: هیچ کس چوب بر روی رعیت (۳۲۸-۱) نه کشد، تا هرگاه و هر وقت که رعیت خواهد برای مقاصد خود پیش من می آمده باشد. و در عدل نمودن روی کس را نمی دید، اگرچه چند اوزبک در پیش او ازان قسم بودند که حکمش را هم بعض وقت قبول نداشتند. و نماز دیگر که مردم در مجلس او از محادیم و اشراف و قضاة جمع می آمدند، می گفت: یاران شما بمن آشنائید و مظلومی که پیش من می آید بداد او میرسم، و یحتمل که در جانگیرهای خود و

یا در شهر، چند اوزبک شاخ ناتراشیده که معتمد علیه من اند، ظلم میکردند باشند، و بگوش من از ترس آنها کسی نرساند، و شمایان مطلع باشید و بمن خبر نکنید، فردای قیامت بحضور حق جل^۳ ذکره مواخذه خواهد شد.

و سهوان در عمل او چنان آبادان و معمور بود که از اسباب هند و عراق (۳۲۸ - ۲) و فرنگ هرچه کس می طلبید بهم میرسید. و از خرج معنی بسوداگران تصدیع نمی داد، مگر یک سیر نبات سرکشتی بر می گرفت. و مردم رعیت دائماً و سوداگر و حرفه گر در عمل او بفراغت می گذرانیدند. و اگر احياناً در جاگیر او سوداگری بتاراج می رفت، قصده آن داشت که مال او بجنس بدست آورده باو رساند، و اگر چیزی تلف می شد بهای آن را از طرف خود بسوداگر جواب می گفت، و او را راضی میداشت. و الحق که در عمل او خلق الله راضی و شاکر بودند، و مساجد معمور و خود هم بنماز و روزه و تهجد تقید تمام داشت. و خرج پوشاک و خوراک ذات خود از حاصل کشتیهایی که ساخته بود می نمود، و از مال رعیت بذات خود چیزی خرج نمی کرد.

عمل شیر خواجه. و از تغیر او، این ملک را (۳۲۹ - ۱) در جاگیر شیر خواجه که باقی جان خواجه (۱) باشد، در

ربیع سچقان ٹیل ۳۲ . ۵۱ هزار و سی و دو تنخواہ کردند . او عاملانِ خود را درین ملک فرستاد و خود در خدمت حضرت جنت مکانی مقرب بود . قضا را به سبب خرابی این ملک ، آن فصل ربیع را مردم رعیت بواسطه دلاسا غلہ خشکی بسیار کاشته بودند ، و آفت سماوی دران فصل بزراعت پیدا شد ، چنانچه اکثر زراعت همان نهج خشک افتاده بود . و در جائیکه غلہ شده بود ، سر جریب گندم پنج کاسه ، که سی سیر جهانگیری باشد ، نشست . و سر جریب نخود ، دو تویه که سه سیر جهانگیری باشد . و هرگاه عمال او درین ملک رسیدند ، مردم غرضگویی و چغل پیش دست آنها شده تمام زراعت این ملک را (۳۲۹ - ۲) از نیک و بد در ضبط آوردند ، و هیچ فرق آفت رسیدگی نکردند . و موافق عمل ضبط غلہ ، جمع بر بسته نرخ غلہ ده بیست زیادہ کرده ، مال از رعیت تحصیل نمودند . و بی انصافی بسیار در حق رعیت واقع شد . امّا چون چند سال در عمل شمشیر خان آسوده بودند ، تاب ظلم عاملان شیرخواجہ را تحمل نمودند ، و رعیت ریزہ بسیار از ہم پاشید و استعداد زراعت خود را نیز فروخته در مظلّمہ آنها داد . و همچنین زمین مردم ائمہ را بگفته چغلان ، بطناب ظلم و ستم در ضبط آورده ، مال بر فقرا بستند . چنانچه در بازار و کوچہ ، ائمہ را آویختند ، زر تحصیل نموده گرفتند . و همچنین بر کشتیهای سوداگران دستور زیادہ بسته ، بر یک کشتی مبلغی کلی میگرفتند ، و

دستور دهرت که چیزی (۳۳۰-۱) کم بود بسیار نمودند. و بواسطه این تعدی و ستم، مردم ائمه یک قلم و از رعیت پاره، بداد خواهی بطرف حضرت جنت مکانی بر آمدند. و حضرت ایشان دران ایام در دارالسلطنت لاهور تشریف داشتند، و شیر خواجه مقرب الحضرت. هر گاه فرقه فرقه مردم فقرا در لاهور، جهت داد خواهی آمدند، شیر خواجه بر قبح عمل عاملان خود واقف شده مردم فریادی را پیش خود طلبیده یک بیک را دلاسا داده. ب مردم ائمه یک قلم پروانچهای مدد معاش نوشته داد، که بدستور قدیم چکهای خود را متصرف شوند. و آنچه عمال او از مردم ائمه بظلم و ستم گرفته بودند همه را واپس دهانید. و مردم رعیت را را نیز در استقبال استمالت خوب داده دستور العمل شمشیر خان نوشته داد. و (۳۳۰-۲) چون مردم فقرا آزار بسیار در عمل او یافته بودند، و ازین قدر هم راضی نمی شدند، بنا بران عاملان خود را با آن جماعه که بسعایت آنها ظلم و ستم بر فقرا کرده بودند، در قید کرده جرمانه خوب گرفت، و بجای آنها عاملان دیگر فرستاد. و در باب ظلم و تعدی قدغن تمام کرد. چنانچه بعدالیوم در عمل او عاملان وی بظلم و ستم راضی نمی شدند و رعیت و ائمه در آسودگی بودند. امّا از سر کشتیهای سوداگران دهرت همچنین چیزی زیاده از دستور سابق می گرفتند.

و عمل شیر خواجه، بقوم سمیجه اوثر خوب واقع شده

بود . چنانچه میر عاقل نام جوانی سید چولاغ ، فوجدار پرگنه^۱ لاکوت کرده ، بر سمیجه اونر از حضور خود تعیین نموده بود . و او با پنجاه سوار چنان (۱ - ۳۳۱) عمل در سمیجه کرده بود که شرح آن بقلم راست نیاید . قلعه^۲ در قصبه^۳ لاکوت بر کنار دریا ساخته دران قلعه نشسته می بود . و کشتیها که به تهته میرفتند ، و یا از تهته می آمدند ، همیشه پیش ازین وقتیکه کشتی بسیار جمع می شدند به چوکی میرفتند و می آمدند . و در عمل او اجتماع کشتی و چوکی بر طرف شده بود . چنانچه یگان دوگان کشتی بفراغ خاطر آمد و رفت می کردند ، و هیچ کس از سمیجه اونر و مردم هوسره بآنها مزاحم نمی شد . و چند جنگ بمردم سمیجه اونر نموده هزیمت داد ، و آنچه بندی سمیجه بدستش می افتاد می فروخت .

بآخر یار محمد کوکه که از طرف تسیر خواجه در سهوان حاکم بود ، با میر عاقل عداوت پیدا کرد ، و از پنجاه جوانی که همسراه میر عاقل بود (۲ - ۳۳۱) چهل جوان پیش خود طلبیده ، بهمسراه خود کرده بطرف پرگنه^۴ باغبانان رفت . و میر عاقل با ده جوان در قلعه^۵ لاکوت ماند ، و لشکر سهوان هم دور رفت . دران زمان سمیجه ، شتران میر عاقل را ، نیاز دیگر بود که از بیرون قلعه لاکوت تاختند . و میر عاقل با ده جوان تعاقب آن بدبختان نموده وقت نماز شام بانها رسید . و آن ده سوار را گفت که من اینجا شهید خواهم

شد، شمایان خبر فرزندانِ خود بگیرید. پنج شش کس ازان دہ کس قدم ثبات نداشته مراجعت کرده بقلعہ لاکوت آمدند، و چہار پنج دیگر بہمراہ میر عاقل کمر ہمت بر بستند. و سمیجہ آمدہ اینہا را گرد کردہ بہ میر عاقل گفتند کہ: تو میگفتی زمانی کہ مرد را قافیہ تنگ شود از اسپ باید فرود آید، این همان وقت است کہ قولِ خود را آب دہی. میر عاقل (۳۳۲ - ۱) همچنین کرد و دست بر یال اسب نمودہ اسم یا اللہ بر زبان راندہ فرود آمد، و همان جا با دو سہ کس جنگ کردہ شہید گشت. انا للہ و انا الیہ راجعون.

و در فتور خانخانان مہابت خان (۱) شریرالملک (۲)

۱ - زمانہ بیگ بن غیور بیگ المخاطب بہ مہابت خان، خانخانان (المتوفی ۱۰۴۳ھ). این فتور در سال (۲۱) جہانگیری کہ بروز سہ شنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ آغاز شد) بمقام بہت ظہور یافت. (رک مائر الامراء - ۳۹۷ - تزک ۴۱۳)

۲ - در سال ۱۰۳۵ھ شریف الملک بحکومت تہتہ بود، و شاہ-زادہ شاہ جہان در آخر رمضان یا در شروع شوال ۱۰۳۵ھ بتہتہ رسید - (رک تزک ۴۲۱ - ۴۲۳ - ۴۲۵ و تحفۃ الکرام ج ۱، ص ۹۴ - ۹۳).

که از قبل سلطان شهر یار (۱) صوبه دار تپته بود، بطرح سواری سمیجه اونر آمده در قصبه* لاکوت نشست. و یار محمد که را بلشکر آنجا طلبید که باتفاق یک دیگر بر سمیجه اونر سواری کنند. چون یار محمد کوکه با لشکر خود پیش او رفت، شریرالملک (۲) فوج خود را بر سهوان تعیین کرد که آمده داخل قلعه شدند. و بغیر سند معتبر، ملک سهوان را از مردم شیر خواجه گرفته در عمل خود در آورد.

عمل شمس الدین. و شمس الدین را حاکم درین ملک گذاشته خود به تپته مراجعت نمود، و به سمیجه اونر چیزی نکرد. و این عمل شمس الدین (۲-۳۳۲) سهل بود، هرگز بر متمردان این ملک سواری نکرد، مگر یک دفعه خواجه عارف نام جوانی را از خویشان خود با جمعیت بر سر مردم سمیجه تپه بطرف پرگنه* باغبانان فرستاد. و او آنجا رفته کار نتوانست کرد، و برگشته در موضع اکبر آباد واهی آمد. و اینجا دو سمیجه تپه پیش مردم پهواران آنجای مهان بودند، بشنیدن این خبر خواجه عارف آن هر دو سمیجه را

۱ - سید بایزید بخاری المخاطب به مصطفی خان در ذی الحج ۱۰۳۳ یا در شروع محرم ۱۰۳۵ هـ انتقال کرد، و حکومت تنه بسلطان شهر یار تفویض شد - (رک تزک ۷۰۷)

۲ - رک بتعلیقات.

بفدر گرفته ، روانه سهوان شد . چون در زنهار پهواران بودند ، باین سبب احشام پهوار شوریده ، به خواجه عارف جنگ نموده شکست دادند ، و فریب دویمت کس از لشکر او از سوار و پیاده بقتل رسانیدند . و خواجه عارف آن هر دو بندی را کشته یک جلو خود را بقعه سهوان رسانید . و آن شمس الدین بی سعادت و لطیف بیگ و غیره بندهای (۱-۳۳۳) شهنشاهی را ، تا هژده کس بدرجه شهادت رسانیده در یک حفره (۱) دفن کرد . و بقایای ستم و ظلم ، که بر اربابان ، شریرالملک بسته بود ، چون تغییر شد ، و نوروز بیگ را بجای او کرده فرستادند ، همه آن بقایا را از رعیت ریزه و مردم بیوپاری و سائر اصناف قرض ده گرفت ، و ملک را برهم کرده به تهنه رفت . و این اول بدعت درین ملک بهم رسید که بمقتضی این کریمه — و لا تَزِرُ رُؤَا زِرَةً و زَرَّ آخِرًا — عمل نشد .

عمل نوروز بیگ . و عمل نوروز بیگ ازو زبون تر بود .

امّا شیخ مصطفی نام کروری پرگنه باغبانان ، یک تردد خوب بمردم نهمردی کرد ، و آن بدین طریق بود که او از پرگنه باغبانان برای گذرانیدن محاسبه خود ، در سهوان آمده بیرون قلعه نشست ، و قریب شصت هفتاد سوار از توابع خود همراه داشت ، و (۳۳۳ - ۲) دران حین مواشی پرگنجات سهوان را مردم نهمردی تاختند و وقت زوال به سهوان خبر

آمد . شیخ مصطفیٰ بهمان طریق که بیرون نشسته بود ، تعاقب آن بدبختان نموده چون بموضع نار رسید ، نماز دیگر شده بود . مردم رعیت باو گفتند که الحال وقت تنگ گردیده و غنیم مواشی را گرفته درون کوه در آمده ، شما مراجعت نمائید . او قبول نکرد ، و آنجا فرود آمده گور و آرداوه باسپان داده ، تنگ و زیر تنگ اسپان را درهم کشیده ، نماز شام از آنجا سوار شد . و آن تمام شب قتره می کرد تا یک پهر روز دیگر . و ستمردان را ازین خبر نه آمده ، بر یک چشمه آب خواب کردند ، و اسپان و مواشی را بچراگاه گذاشتند ، که درین ضمن لشکر بر آنها ریخت . و قریب سی چهل کس از مردم (۳۳۳ - ۱) نهمردی بقتل رسانیده سرها بریده اسپان و یراغ آنها گرفته ، مواشی رعیت را گردانده آورد .

عمل سیف الملوک کاشغری . و از تغییر نوروز بیگ ، این ملک به سیف الملوک کاشغری دادند ، با جماعه منصب داران دیگر ، و او را از خریف تنخواه کرده بودند . امّا وی بسیار دیر آمد چنانچه خریف بر طرف شده بود ، و ربیع نیز قریب برقم . بنا بران نوروز بیگ خریف را در عمل خود آورد ، مستصرف شده بود . سیف الملوک کاشغری حصه خود را ازو خاطر نشان کرده نوشته گرفت که جواب معامله خریف را در دربار عالم مدار او بدهد . و ربیع را سیف الملوک کاشغری عمل کرد . و سپاهی خوب بود .

یک دفعه، مهدی سلطان نام برادر داشت، بهمراه او لشکر داده بطرف پرگنه^۱ سن فرستاد، تا هم دبدبه^۲ لشکر در کوه اتد، و هم (۳۳ - ۲) در سمیجه اونر. و از گذر سن می خواست بطرف سمیجه اونر بگذرد، که سمیجه مردم سادات سن را در میان کرده چهار سردار سمیجه از چهار طرف آمده مهدی سلطان را در قصبه^۳ سن دیدند، و او اینها را گرفته پیش برادر خود در سهوان آورد. برادرش از روی تدبیر سپاه گری اینها را در قید کرده نگهداشت، و می خواست چون هوا سیرون (؟) شود بر سمیجه سواری نماید.

و دفعه^۴ دیگر مردم نهمردی بر سر مواضع پرگنه حویلی سهوان سواری کردند. و خبر سواری آنها را مردم رعیت به سیف الملوک رسانیدند. او باز مهدی سلطان را بالشکر پیشتر بموضع نار فرستاد، و مهدی سلطان رفته دژ قلعه^۵ نار شب ماند. صباحش مردم نهمردی دامنه^۶ کوه را گرفته، از بالا دست موضع (۳۳۵ - ۱) نار گذشته، مواشی^۷ موضع کچهی را که این طرف موضع نار است، بطرف قلعه^۸ سهوان تاختند. و این خبر نماز پیشین بود، که به سیف الملوک رسید. اگرچه لشکر را اول بهمراه برادر خود کرده فرستاده بود، و بهمراه او چند سوار فرتوت پیش نبودند، اما از شنیدن این خبر از روی غیرت، تاب و طاقت نیاورده خود هم با پنج شش سواری که نزدیک او بودند، سوار شد. و برادرش مهدی سلطان پیشتر از موضع نار سوار شده قریب نماز شام بود که به متمردان رسید. آنها خود را

بر کوه گرفتند و در میان جنگ تیر و تفنگ واقع شد . اما مردم کشته نشدند ، و غنیمت خورده دورتر گردید . و مواشی^۱ رعیت را از دست آن بدبختان خلاص کرده مراجعت (۲ - ۳۳۵) نمود . و در اثنا^۲ راه هر دو برادر باهم ملحق شده به سهوان آمدند .

عمل احمد بیگ خان . (۱) و همین که خریف دلمل شد و وقت سواری^۳ سمیجه رسید ، سیف الملوک را تغییر کرده این ملک را سوای پرگنه^۴ جتیجه به احمد بیگ خان دادند . و تا آمدن احمد بیگ خان ، مرتضیٰ خان مرزا حسام الدین (۲) خویش او که در آن وقت صوبه دار تهنه بود ، مردم خود را باسم محمد رضا بیگ حاکم و ابراهیم بیگ دیوان کرده ، برای عمل این ملک فرستاد . آنها آمده زراعت خریف را ضبط نمودند که درین ضمن احمد بیگ خان نیز رسیده آمد . و در اوائل آمدن خود چند روز سلوک خوب بمردم نمود تا آنکه اربابان و مقدمان پرگنجات و مواضع همه رجوع کردند . و احمد بیگ خان دانست که مردم بیرون اکثر در سهوان آمدند . مرزا یوسف نام (۱ - ۳۳۶) برادر همراه داشت ، که یوسف حجاج در ظلم ادنی شاگرد او خواهد بود . معامله خود برو انداخت و مَهر از دست خود کشیده بدست وی سپرد ، و دیوان در خانه او شدن گرفت .

میرزا یوسف اول معاملہ کہ پیش کرد، این بود کہ عاملان سابق را بغیر پرسش و حساب در قید کرد. و شروع در بند نمودن اربابانِ جمیع ملک نمود، و بگفته چغلان خواست تا مواضعاتِ بارانی را مثل ازارہ وغیرہ کہ پیشتر تفصیل خواهند یافت، و موضع اکبر آباد واهی کہ ہرگز ضبطی شدہ نیامدہ اند، و ہمیشہ عمل غلہ بخشی دارند، ضبط کردہ، مال بر مردم پھوار وغیرہ رعیت بر بندد. و مواشی ہردو پرگنہ سھوان را کہ در جاگیرش بود فرسود کہ جا بجا بداغ رسانند، و گاوشاری بگیرند، کہ بحکم حضرت جنت مکانی در جمیع ممالک (۳۳۶ - ۲) محروسہ معاف شدہ، و الی یومنا کہ ۳۳۳. ۱ ہزار و چہل و چہار است، درین ملک آن حکم عالی معمول است. درین ضمن بعض اربابان کہ صاحب استعداد بودند، مثل بہا الدین پھوار وغیرہ، این حال را مشاہدہ کردہ شباشب رو بفرار آوردند. و پارہ سرداران پھوار باسم ارباب علی و ارباب داود وغیرہ کہ بہ بہا الدین پھوار عداوت داشتند، و وطن گفتمہ فراری نشدند. ازان جملہ چہل و یک پھوار را حکم کرد کہ رفتہ موضع اکبر آباد واهی را ضبط کردہ بیائید. و از مردم خود معدودی چند ہمراہ آنها نمود. چون این جاغہ بموضع اکبر آباد واهی رسیدند، کسان بہا الدین پھوار باتفاق مردم کوهی آمدہ ہر چہل و یک پھوار را بدرجہ شہادت رسانیدہ رفتند. و باقی ماندہا چہ ارباب و چہ مقدم و چہ پتواری (۳۳۷ - ۱) و چہ قانونگویان بہمراہ

گماشتهای آنها، همه را در بندی خانه انداخت. و موافق
مضمون این بیت، فلک در گردش گردید - بیت :

چو خواهد که ویران کند عالمی
نهد ملک در پنجهٔ ظالمی

و انواع عقوبت باین مردم کردن گرفت. چنانچه هر
روز در منزل خود دو بست، سیصد کس را بناحق کُره
می زد. هر یک را صد کُره و دو صد کُره. و یک ابریشم
فروش نشسته بود که طره کُره که می شکست، باز
بسته میداد.

و قرار احمد بیگ خان بود که تمام روز در محل خود
میگذرانید و چون شب می شد بر آمده دیوان می کرد، تا
پاس اخیر. و میرزا یوسف آن وقت در پیش برادر خود می آمد
و آنجا بحضور او نیز مردم را کُره می زد. و چند کس
در تحت کُره او مُردند و پروا نداشت. ظاهراً در مذهب
اهل تشیع آزار مردم اهل تسنن (۳۳ - ۲) عبادت
خوب است.

و بآخر کار بجائی رسید که مردم شهر سهوان را از
ذکور و اناث پیش هر که میدانست چیزی هست، به تهمت
طلبیده کُره می زد، و مال و اسباب او را آنچه داشت
می گرفت. و پیش هر که درین ملک شتری بود و دستش

رسید همه را بعنف و غضب گرفته داخل سرکار خود نمود. و برین قیاس فرمائید که "مشتی نمونه خرواری" گفته اند. و در گذرها مردم خود را گذاشت، و قدغن تمام نمود که هیچ فردی بغیر دستک بمشهر او نگذارند. و هر کشتی که از بالا یا پائین می آمد، مردم او را طلییده می نوشت. و مدتی آن کشتی را در گذر نگه میداشت، و می گفت متاع خود را همین جا فرود آرید. تا آنکه سوداگران بتنگ آمده مبلغ کلبی سر یک کشتی باو می دادند. بعد ازان (۳۳۸ - ۱) سلاحان و صاحبان مال را ققط می گذاشت، دیگر هر که می بود در قید میکرد، و می گفت نوکر شوید و کتره می زد. و آنچه متاع سوداگران خوش میکرد به نیم بها از آنها زده می گرفت. و از هر موضعی که دزدی کشتی گرفته پیش او می آوردند، از بند خلاص کرده سروپا داده ملازم خود می ساخت. و می گفت از هر جا دزدی کرده پیش من می آورده باشید.

و قار بازان بنگاله را در گذرهای شهر گاشت، تا هر که ازان گذرها می گذشت حکمی پیش خود نشانده باو قهار می باختند. و هر چه موجود داشت در پهل قار می گرفتند، و در آنچه باقی می ماند چادریهاش را کشیده می بردند.

و گرد شهر سهوان، بمردم شهر از شریف و وضع طرح انداخته قلعه فرمود و حکم کرد که بسری خود گل و آب (۳۳۸-۲) آورده قلعه سازند. و هر کس خود کار نمی کرد

و عوض خود مسز دور می برد، باو تعهدی میکرد. و قاضی عبدالواحد قاضی موصوم سامتانی را در زر چکه فرمانی او، بدست ابراهیم بلوچ بمقابل مبلغ یک صد روپیه فروخت، و یک کره دار ابراهیم بلوچ را کره می زد و می گفت: هان، صد روپیه بده. و ابراهیم بلوچ، قاضی عبدالواحد را کره می زد و می گفت: هان، صد روپیه بده. و اگرچه دران روز بمردم شهر را کالقیامه می گذشت، امّا این حال را مشاهده کرده هر کس از روی تعجب خنده می کرد. بمردم چغل و ساعی بارعام داده "حقیقت دان" نام نهاد. و همچنین دستور دهرت را زیاده کرد.

و چکهای ائمه را بتام و کمال در ضبط آورده چکهای مسامتی را، در کل و اکثر مذکراتی موافق رعیت مال (۱-۳۳۹) بر بسته تحصیل کرده گرفت. و برنگی جمعبندی رعیت و ائمه را نمود که هر دو سر حاصل زراعت را داده هم خلاصی نداشتند. تا آنکه استعداد زراعت و غیره، نیز از گاو و قلمه و زمین و خانه فروخته دادند، مطالبه مال خریف بآخر نمی آمد. و موافق نیت او بقضا الهی در زراعت ربیع آینده آفت پیدا گردید، بنهجی ده اکثر زراعت همان طریق ایستاده خشک شد. و پاره که ماند غله زبون کرد. و سیرزا یوسف (۱) خواست که این قسم زراعت را

بي تحقيق آفت رسیدهگی در ضبط آورده، ده بیست و ده سي مانند خریف مال دیوان بر بسته، از رعیت تحصیل نماید. و رعیت هنوز از مطالبه مال خریف خلاصی نداشت، بنا بران چاره غیر از جلا وطنی (۳۳۹ - ۲) ندید. و زراعت را همان طریق ایستاده گذاشته رو بفرار آورد، مگر آن جماعه که در قید بودند. و چون رعیت ریزه گریخت آنچه در خانهای آن غریبان بود پاره بتاراج سپاه احمد بیگ خان رفت، و اکثر بتاراج مردم متحردان.

و هیچ آفریده نبود که از ترس میرزا یوسف بیان واقع را به احمد بیگ خان بگوید که برادر تو این قسم ظلم و ستم برپا داشته عالم را خراب و ضائع کرده. بآخر این خانه زاد درگاه، راقم حروف، یک شب به احمد بیگ خان صریح گفت که: این ملک خداست، و خدای تعالی به شهنشاه سپرده، و شهنشاه ترا نایب خود کرده برین ملک فرستاده، و تو این خلق الله را بدست برادر خود داده خراب و ضایع ساختی. این معنی را درین جهان از تو شهنشاه خواهد پرسید، و چون متوجه آن جهان شوی، خالق (۳۴۰ - ۱) علی الاطلاق از تو خواهد تحقیق کرد. بحکم قیوم دانا این کلمات در دل او اثر کرد. و یک چغل را دران وقت برادرش سروبا پوشانیده آورده، زیر چبوتره که بالای او احمد بیگ خان دیوان میکرد، نشانده بود. و چغل مذکور قضا را آن شب بنگ بسیار خورده در پنکی خواب بود، و

دهنغن وا. احمد بیگ خان بیگ کس خود فرمود که : خاک در دهن این چغل بینداز. و او همچنین کرد. و قریب دوست سیصد کس را آن شب احمد بیگ خان از بند خلاص کرد. و مردم شهر را از بیگار قلعه راحت داد. و مظهر خود را از دست مرزا یوسف گرفته بدست خود نگه داشت. امّا چه فائده که ملک برهم خورد و رعیت زراعت های خود را گذاشته گریخته رفت؟ و چند موضع که از پرگنه بوبکان و کاهان بجای (۲۰۳۰-۲۰۳۰) خودها نشسته بودند، مردم پهواران باتفاق مردم کوهی آمده آن موضع را تاخته حکمی ویران کردند و این معنی را احمد بیگ خان فهمیده از سهوان بیرون آمده در موضع سامتانی که داخل پرگنه کاهان است و مسکن بها الدین پهوار، رفته نشست، و رعیت را دلما کردن گرفت. امّا هیچ کس اعتبار برو نمی کرد. اگر شخصی شب آمده می دید فردای آن می گریخت.

و این خانه زاد، راقم حروف پریشانی احوال وطن. اختیاری خود دیده، از احمد بیگ خان درین موضع رخصت سیر پرگنه جنیجه من اعمال ملک سهوان، که دران وقت جاگیر برادر ابوالبقا بود، گرفته، آنجا رسیده، عازم عتبه بومی آستان فلک نشان گردید. و بغاطر آورد که احوال این ملک و عمل احمد بیگ خان را در یک (۱ - ۳۳۱) طوماری نوشته بنظر اقدس اعلی گذراند. هر گاه به بهکر رسید،

این خبر را حکیم صالح (۱) و محمد علی بیگ بندری (۲) و مانسنگ که دران وقت حاکمان بهکر بودند، نوشته به احمد بیگ خان فرستادند. احمد بیگ خان بدیدن این نوشته مضطرب گردیده شیوهٔ ظلم را بالکلیه از رعیت و ائمه بر طرف کرد. چنانچه از رعیت در فصل ربیع مذکور غله‌های کھلی‌ها (۳) را بخش کرده گرفت. و از ائمه آنچه دران فصل ربیع از فرامین مذکراتی و مسمااتی گرفته بود، واپس داد. و بجانب این خانه زاد، راقم حروف، میر هاشم نام ملازم خود را فرستاد. با نوشتها طرف حکیم صالح و محمد علی بیگ بندری و مانسنگ که فلانی را دلاسا داده گردانیده فرستند. و رفتن بدربار ندهند. پیش از رسیدن میر هاشم مذکور، مولف از بهکر متوجه (۳۳۱-۲) مقصد گردیده بود.

و چون دران ایام برادر ابوالبقا صوبه دار ملتان بود، خود را پیش او رسانید تا استعداد سفر هندوستان کرده روانه سازد. درین اثنا خدمت ملتان ازو تغییر گشت و صوبه داری تهته باو مقرر شد (م). مولف را همراه خود

۱ - رک بتعلیقات.

۲ - رک بتعلیقات.

۳ - یعنی خرمن.

م - میر ابوالبقا از طرف یمین الدوله در ملتان نیابت میکرد و بعد از وفات مرتضیٰ خان حسام الدین انجو، بحکومت تهته تغیر یافت. این واقعه در حدود سال ۳۹۰ هـ روی داد.

ساخته به تهته آورد، که از تهته سامان سفر هند نموده رخصت میکنم. قضا را بواسطه مخالفت هوای تهته، مؤلف را عارضه نزله روی داد، چنانچه مسافر شدن متعسر گردید. بخدای خود نذر بست که چون ازین مرض خلاص یابد، احوال ولایت سند را کتاب کرده، دست آویز خود ساخته، احرام کعبه خلائق هفت اقلیم بر بندد. الحمد لله والمنة که بمقتضی این بیت :

الهی تو بر نیستم آگهی
چونیت بخیر است خیرم دهی

نسخه "مظهر التدبیر" با تمام رسید. و امید (۳۴۲-۱) دارم که امیر عادل، مقوی الاسلام، ملجا الانام، امام المشارق و المقارب، ابوالمظفر، شهاب الدین محمد، صاحب قران ثانی، شاه جهان بادشاه غازی، بیت :

ای بیدانِ خلافت سالها صاحب قران
انس و جان را در ممالک از تو باشد انس و جان

بنظر رحمت درو نگرد .

و احمد بیگ خان بمردم پهوار و غیره رعیت پرگنه کاهان پیچید، و پرگنه خطه را سمیجه اونر ویران کردند، و پرگنه بویکان و پرگنه حویلی و پرگنه سن را مردم نهمردی و سمیجه مذکور از پا انداختند .

چنانچه یک دفعه لشکر مردم نهمردی آمده مواشی^۱ قصبه^۲ سن را تاخته، درون قصبه در آمده، مردم سن را لوت کردند. و شیخ فتح خان و شیخ حبیب هر دو برادران که شقداران پرگنه^۳ مذکور بودند، گریخته در خانهای خود مستحکم شدند، و چند (۳۴۲ - ۲) کس از سپاهیان که در پیش راه آن بدبختان آمدند، بدرجه شهادت رسانیده رفتند. و احمد بیگ خان این خبر را شنیده برعیت پرگنه^۴ مذکوره حکم کرد، تا قلعه گرد قصبه^۵ سن راست نمودند. و الهی یومنا که ۱۰۳۳ هـ الف و اربع و اربعین ست، آن قلعه موجود است.

و پرگنه^۶ باغبانان و گاهان و پاتر و اکبر آباد را مردم چاندیه خراب نمودند. و مرد متمرّد و رعیت این ملک یکسان گردید، از برای آنکه آنچه ریزه رعیت بود از هم پاشیده متفرّق شد، و از زمینداران بعضی رفته در میان متمرّدان ساکن شدند، و بعضی از روی عاقبت اندیشی جاگیردار ظالم، عداوت مردم متمرّدان را از دل برآورده، باهم مصالحه نمودند. و درین وقت لشکر متفق می بایستی تا هر که آمده می دید او را بدلاسا می نشانید، و مردم متمرّدان را از بلوچ و سمیجه و اوباش (۳۴۳ - ۱) که ملک را برهم دیده قدم از جاده حساب بیرون نهاده، در پی فساد و فتنه شده بودند، آنها را متنبه می ساخت. و لشکر هم از بدسلوکی برادرش پریشان می گذرانید. چنانچه چهار پنج ماه گذشته بود که چیزی به سپاه نرسیده بود، و درین فتور

هم چیزی نمی داد. بنا بران چند مرتبه بر سر مردم بهوار سواری نموده، جنگ کرده شکست خورد. و آن فصل آفت رسیده به بدستش افتاد و نه بدست رعیت. خوان یغما شد. در هر جائی که دست احمد بیگ خان رسید او جمع کرد، و آنچه مردم اویاش توانستند برد، آنها برداشتند، و آنچه بدست متمردان افتاد آنها گرفتند. و اکثر مواضع این ملک که در عمل احمد بیگ خان ویران گشته تا حال آبادان نشده. و همین معنی ست خرابی (۳۴۳ - ۲) رعیت و قوت متمردان. عمل دیندار خان. و چون خبر ظلم و ستم او بوسیله^۱ واقعه ابو القاسم تباتبا (۱) واقعه نویس تهته، و مانسنگ واقعه نویس بهکر، بدرگاه فلک اشتباه رسید، این ملک از تغییر وی به دیندار خان دادند. و احمد بیگ خان را صاحب صوبه^۲ ملتان کردند.

و چون دیندار خان (۲) درین ملک آمد بسیار بی استعداد و بی سامان بود. راه سلوک را پیش گرفته بهر کس از زمینداران این ملک، که صاحب جمعیت بود، یک موضع در جاگیر او نمود. و تمام ملک را سواي چند محال معدوده

۱ - در هر دو نسخه خطی اینطور ثبت است. در اصل طبا طبا

است که از سهو کتابت تباتبا نوشته شده است.

۲ - رک. بتعلیقات.

که بخالصه خود نگهداشت، بمردم سپاه جاگیر داد. و مردمش اگرچه سال اول چیزی کم یافتند، اما سال دیگر که رعیت دلاسا یافت، ده بیست بلکه زیاده ازتنخواه بعضی جاگیر داران حاصل بدست آوردند. و از تنخواه خود هیچ جاگیردار کم نیافت و سلک رو بآبادانی آورد (۳۴۴ - ۱).

و همچنان بتمردان این ملک که سمیجه و مردم نهمردی و چاندیه باشند، سلوک پیش آورده مواضعات در جاگیر آنها داد و هر چند این مردم بی اعتدالی میکردند، او راه سلوک را نمی گذاشت. تا آنکه مردم سمیجه او را از میان شهر سهوان اسپان سپاهیان را می بردند، و در زیر قلعه مردم را می کشتند و تاراج می کردند. چنانچه نعمت الله نام واقعه نویس سهوان گماشته مانسنگ واقعه نویس بهکر را در زیر سایه قلعه سهوان کشتند. و نماز شام هیچ کس از بیرون شهر داخل شهر نمی توانست شد، و هیچ کس از درون شهر بیرون. و زراعتی که نزدیک شهر رعیت می کاشت، شبها سمیجه آمده دزدیده می بردند، و اگر خواندش حرف می زد، می کشتند. و همچنین بر گذر مندیجی که از (۳۴۴ - ۲) شهر سهوان پا و گروه جنوب رویه می باشد، سمیجه افتاده مردم را می کشتند و تاراج میکردند و چهرهای ملاحان که ساکن آنجا می باشند می سوختند. و هر که سر راه آن قطاع طریقان می افتاد، بقتل می رسانیدند. و علی هذا القیاس در مسکن ملاحان توره که در نیم پاو گروهی

شمال رویه شهر است ، سمیجه افتاده آن غریبان را می کشتند ،
و خانها را آتش میدادند ، تا آنکه عاجز شده مسکن اصلی خود
را گذاشته متصل شهر آمده متوطن گشتند . و از گذران شهر
سمیجه پارچها را لوت کرده می رفتند .

و برین منوال مردم نهمردی و چاندیه روز روشن
مواشی شهر سهوان می تاختند ، و حرّ فروشی می کردند .
و این مرد در قلعه سهوان نشسته می بود ، و نه خود سوار
می شد و نه لشکر (۳۴۵ - ۱) تعیین میکرد . و هرگاه دست
درازی دزدان سمیجه ، در شهر سهوان بغایت بسیار شد ،
آن زمان قلعه دیگر از خرج خود گرد شهر سهوان راست کرد ،
و این کار بسیار خوب ازو واقع شد .

مقصود آنکه او کار سلوک را بغایت خوب نمود ، و
بتدبیر ، ملک را بدست آورد . چنانچه یک دعه سید یوسف و
سید جنگ اربابان پرگنه سن که مواضعات بانها جاگیر داده
بود ، بسببی از وی رنجیده . سید یوسف از دریا عبور کرده
در سمیجه درآمد . و سید جنگ بکوه رفته در مردم نهمردی
پیوسته ، آن بدبختان را همراه خود کرده دروازه‌های
قلعه قصبه سن را شکسته درون در آمده ، تا دوپهر قصبه مذکوره
را لوت نموده ، در پاکروهي بیرون قصبه نزدیک به عیدگاه
رفته نشستند . و خلیل (۳۴۵ - ۲) الرحمن شقدار قصبه
مذبوره باجماعه خود نتوانست کار کرد و درخانه خود مضبوط

شده نشست . و این خبر را دیندار خان شنیده از قلعه سهوان بر آمده بیرون شهر در مزار حضرت پیر توپن رحمة الله علیه ایستاده شده ، سید جلال را با جمیعت خوب بطرف سن فرستاد . و چون سید جلال نزدیک به سن رسید مردم نهمردی خودها را بکوه کشیدند ، و سید جلال در قصبه^۱ سن نشسته هر دو اربابان مذکوران را از سمیجه و کوه دلاسا داده طلبیده انعام و اکرام دیگر ، بر انعام سابق افزوده بجای و مقام خودها مقیم ساخته ، آتش فتنه را فرو نشانیده پیش دیندار خان آمد .

و دفعه^۲ دیگر عربی نام حلال خور سمیجه راهوجه که بغایت دزد صعب بود و راه خشکی (۳۴۶ - ۱) و تری ازو عاجز ، عالمی از دست او شهید شده ، و مبالغی از مال سوداگران و سپاهیان به تحت وی تاراج رفته . هرگاه به سمیجه صلح شد ، آن دزد هم در قصبه^۳ سن آمد و رفت میکرد . شیخو بیگ نام جوانی که برادرش از دست آن دزد ، شهید شده بود یک روز آن دزد را دیده ، دست بشمشیر کرده کشت . و چون این خبر به دیندار خان رسید ، آن جوان را چند روز در قید فرموده میخواست بجای آن دزد ، او را بکشند ، اما به شیفاعت بعض مردم نکشت ، و از نوکری دور کرد . بآخر نیکمهای دیندار خان در دل متمردان جاگرفت و همه اینها دست درازی از جاگیر او گذاشته مطیع و فرمان برادر وی شدند .

و جمعیت خوب درین ملک مستعد ساخت . و در (۲۳۴-۲) خریف تغاقونیل (۱۰۳۳ هـ) هزار چهل و سه ، خود با لشکر مستعد پر تهیه ، از دریا گذشته در موضع جهانگیر آباد نشست . و زراعت طرف مردم لاکه را بی غل و غش بدست آورد . و جمیع سمیجه اونر آمده او را دیدند ، و از جا بی جا هم نشدند ، و جزوی حسب الصلاح مالگذاری کردند . و درین موضع مردم لاکه که از دست تعدی و ستم سمیجه اونر بدرگاه عرش اشتباه فریادی رفته بودند و از انجا فرمان عالی شان بنام قلیچ خان در باب تنبیه سمیجه آورده بودند . و او بهادر خواجه منصب دار را با فرمان مذکور بهمراه مردم لاکه کرده بطرف دیندار خان فرستاده بود که تادیب سمیجه نماید ، آمدند . و فرمان را بنظر دیندار خان گذرانیدند . دیندار خان مردم فریادی را از طرف خود پاره زمین و جزوی (۳۴۷-۱) مبلغ ، انعام داده خط رضامندی بتقلب از آنها نوشته گرفت . و از جهانگیر آباد کوچ کرده مواضع سمیجه را از ویجره و غیره زیر کسرده میگشت . و سمیجه بجای خود نشسته بود و سرداران سمیجه همراه او بودند ، تا آنکه از گذر مندبچی نزدیک به قلعه سهوان عبور نموده بشهر آمد . و اکثر سرداران هر چهار طرف سمیجه پیش او حاضر می بودند ، و در سهوان میگذرانیدند ، و ملاحظه نمی کردند . و در ربیع ایت ایل سنه مذکوره نیز از دریا گذشته در میان سمیجه اونر رفته نشست . و جزوی غله مردم سمیجه قرار داده بودند که

باو بدهند . و وقت آن رسیده آمده بود ، که اگر بتدبیر سپاهگري استیصال سمیجه اونر میخواست میکرد ، که درین اثنا این ملک ازو تغییر نموده (۳۴۷ - ۲) به جان نثارخان (۱) مرحمت فرمودند . و چون خبر تغیر دیندارخان را سمیجه شنید ، مردم او که برای تحصیل غله در مواضع آنها رفته بودند ، اکثر را کشتند و اسپان و یراغ آنها را غارت کردند ، و تتمه گریخته پیش دیندارخان آمدند . و دیندارخان این حال را مشاهده کرده فی الحال از دریا عبور کرده داخل قلعه سوهان گردید . و از برای همین ، این مردم سمیجه را دُم سگ می نامند . پس چنانچه دُم سگ هرگز کجی را نمی گذارد ، همچنان این مردم سمیجه اگر هزار احسان کسی باینها کند ، از افعال نا شائسته خود باز نمی آیند ، و بغیر ضربت شمشیر رام نمی شوند .

و عمل دیندارخان ، بمردم اشراف و ائمه این ملک و سپاه قدیمی بسیار خوب بود ، و با اهل صوفیه و وجد (۳۴۸-۱) ذوق تمام داشت ، و عرس بزرگان بسیار میکرد . چنانچه هیچ روزی و شبی نبود که عرس یک بزرگی در خانه او نبود ، و در هر ماه چند عرس خوب میکرد ، به ترانه و سرود . مطربان بسیار همراه او بودند از قوال و غیره . و بتلاوت مصحف نیز شوق بسیار داشت ، و اکثر صائم میگذرانید . و در شهر

شعبان، خواه زمستان می بود و خواه تابستان، در ایام پیش روزه طی نگاه میداشت. و رمضان را پر شوق میگذرانید، تا یک سال سامان خرج رمضان می نمود، و در رمضان خرج میکرد. اطعمه و شیرینی و فواکه بسیار وقت افطار در مجلس می آورد. و قریب سیصد چار صد کس بنماز تراویح پیش او حاضر می شدند، و ختم قرآن مجید را استاده می شنید، و در شب قدر ختم تمام میکرد. و مردم علماء (۲۸۳ - ۲) و حفاظ و گوشه نشینان را در آن شب خیرات بسیار میداد. و صباح آن ختم از روی مصحف در یک روز خود می نمود. و در زمستان جمیع سپاه و آشنایان را سروپا میداد، و مردم اشراف را آن قدر پرچه می فرستاد، که تا بسال دیگر کفایت او می شد. و اگر بسفر می بر آمد مردمی که همراه او می بودند، از اشراف و اکابر و غیره رعیت، همه را علاحده علاحده طعام پخته از دولت خانه خود میرسانید. و هر جا مزار بزرگوار بود زیارت آن میرفت و مرمت و عمارت آن مزار می فرمود (۱).

ایشان مواضع خالصه او، بواسطه اجارهای باطله قاضی پیره وکیل او، در عقوبت و پلا گرفتار بودند. و آنچنان بود که وقت نسق، اربابان و مقدمان مواضع را طلبیده در

۱ - رجوع کنید به تعلیقات تحت شیخ عثمان مروندی قلندر لعل

شهباز و چته امرانی.

قید (۳۴۹-۱) کرده بضر ب شلاق ، ده بیست و ده سی زراعت از سال گذشته نوشته میگرفت ، که این قدر زراعت بکنیم ، اگر نکنیم از عهده جواب آن بر آئیم . و این معنی را نمی دانست که اینها در خانه خودها چیزی ندارند و زراعت را رعیت ریزه باستالت و دلاسا میکند ، در آنچه قوت آنها میرسد نه بزور و ستم . و چون سر فصل می شد بقانونگویان میگفت که تخمین زراعت را کرده بیارید . و تهدید بسیار میکرد که مبادا چیزی کم و زیاد نویسند ، و آن را ده بیست کرده ، برف سناره ساخته به اربابان و مقدمان می نمود ، و ستم می آورد . تا آنکه لا علاج اربابان و مقدمان اجاره را بر خود قبول کرده نوشته میدادند ، و حال آنکه رعیت در نالش و زاری می بود . بعد آن (۳۴۹ - ۲) رعیت بدست اربابان و مقدمان می آمد ، و آنها زراعت خودها را از میان بر آورده ، سال اجاره را بر زراعت رعیت فقیر توجیه می کردند . و رعیت هر دو سر حاصل زراعت را میداد ، و هم خلاصی نداشت . بنا بران بعض هندوان قصبه بوبکان با سم پربت و غیره ، مستغاثی شده این حال را رفته بدرگاه معلی بعرض رسانیدند . و فرمان عالیشان قضا جریان در باب عدم اجاره و عمل دستور سابق از غله بخشی و غیره آوردند . در ربیع مذکور میگفت که عمل غله بخشی یا ضبطی موافق دستور العمل این ملک خواهم کرد که تغییر شد .

و علی هذا القیاس بر کشتیهای سوداگران دستور بسیار

مانده بود . و دستور العمل درت نیز بسیار افزوده . چنانچه سر خروار غله دو کاسه وضع (. ۳۰ - ۱) می نمودند . و خروار این ملک شصت کاسه است ، و همچنین سر یک من نیل ، سه روپیه می گرفتند . چنانچه دو روپیه از مشتری و یک روپیه از بائع باشد . و یک من نیل دران وقت به بیست روپیه ارزش داشت . و سر یک من تنباکو هفت دام متصرف می شدند و یک من تنباکو هشت تنکه می فروختند . پس هرگاه سر خروار غله دو کاسه بگیرند ، و سر یک من نیل سه روپیه ، و سر یک من تنباکو هفت دام ، از چهل یکی زیاده شد . مصرع :

بین تفاوتِ ره از کجاست تا بکجا

و دستور کشتی را به تفصیل نوشت ، از برای آنکه سر یک کشتی خالی و پُر ، از روی ظاهر ، تاسی چهل روپیه و گاهی کم و زیاده در هر چهار گذر سهوان می گرفتند . امّا مردم سوداگران و ملاحان فقیران را در گذرها ایستاده (. ۳۰ - ۲) کرده ، و بتنگ آورده ، در خفیه چیزی بسیار متصرف می شدند . آن را تحقیق از کاغذِ قانونگویان معلوم می شود ، بنا بران مبهم گذاشت .

و کمترین خانه زاد این راقم حروف می گوید که مقصود از تطویل بیان عمل جاگیردارانِ سهوان ، نه استماع احوال آنهاست . چه احوال با شاهانِ متقدمین شنیدن بهتر است . امّا چون خوبترین حواسِ خمس که مدار تعقل و تفکر

انسان بر آنها ست، حسن^۱ بصر است. و احوال ملک سهوان را اکثر این خانه زاد بحس^۲ بصر مشاهده نموده، و سبب آبادانی و ویرانی^۳ او را به تجربه دانسته، و احوال ممالک دیگر بحس^۴ سامعه درک کرده، و از بصر تا به سمع فرق بسیار است، بنابراین خواست تا صورت احوال این ملک را از معموری و ویرانی، در لباس عمل هر یک از جاگیرداران این ملک نماید. و نتیجه^۵ (۳۵۱ - ۱) عمل نیک و بد ظاهر گردد، و خاطر نشان شود که درین عملها آنچه از لازمه خط ملک که در قسم اول ذکر یافته، که بادشاهان را در هر ملک سواي جریان خطبه و سکت^۶، یک نفع ازین دو نفع لازم است. یا زر که از مال و معامله^۷ هر ملک پاره^۸ سواي خرج جاگیردار و غیره بخزانه^۹ عامه هر سال و هر فصل می آمده باشد. و یا لشکر که بقوت استطاعت هر ملک سواي تعیینات آنجای بخدمت ملک گیری و یا بسرحد^{۱۰} ملک دیگر بکار آید. در عمل کدام جاگیردار بوده و کدام جاگیردار از عهده^{۱۱} نگهبانی^{۱۲} این ملک هم نه برآمده. و همچنان رعیت شهنشاهی که خزانه^{۱۳} خوب شهنشاه است، خراب و ضائع ساخته، و بدست او هم از ظلم و ستم سواي بدنامی چیزی دیگر نیامده. و رفته رفته (۳۵۱ - ۲) کار این ملک بجائی رسیده که ملک نا پیرسان، و ملک بیدادان، و ملک بیکسان شده. چنانچه اگر صد کس را جاگیردار سهوان بناحق بکشند و تاراج کند، کسی دست او نمی گیرد.

و اگر یک فقیری بمحنت تمام، راه دور دراز را طی کرده بدربار عالی رسیده مستغاثی گشته فرمان عالیشان می آرد، اینجا قبول نمی شود، و در عمل نمی آید. بلکه او عدو چغلان این ملک می گردد، و در اندک زمان از دست جاگیردار سهوان او را خراب می کنند. پس اگر یک جاگیردار پاره از خدای تعالی و یا از حضرت بادشاه ملاحظه دارد، یک طرف را از رعیت و یا ائمه از ظلم نگاه میدارد، و الا هر دو را پامال میکند. و هیچ کس از صاحب خدمتان این ملک، از صدر و قاضی و قانونگوئی و ارباب نیست که حرف حساب را در وقت بجاگیردار بگوید، بلکه (۳۵۲ - ۱) هر کس دفعه وقت خود کرده میگردد. و بگفتن نفسی نفسی احوال قیامت را مشاهده می کند. و اگر یکی از زمینداران این ملک را جاگیردار ظالم دلاسا داده پیش دست خود می سازد، عالمی را از رعیت و ائمه آتش داده میسوزد.

و ازین قیاس فرمایند که در تمام ممالک محروسه واقعه نویس بادشاهی نشسته است، و واقعه نویسی این ملک را، گذشت شمشیر خان، هیچ جاگیردار قبول نمی کند. چنانچه در عمل دیندار خان، نعمت الله نام واقعه نویس که از بهکر آمده بود، در زیر قلعه سهوان دزدان کشتند. و درین باب سابق هم مذکور شده، و هیچ کس غوررسی او نکرد. و حال آنکه بحکام از شکستن پای بزی بر سر

پلی فردای قیامت سوال خواهد بود، چنانچه حکیم "سنائی"
 بنظم آورده. نظم : (۳۵۲ - ۲)

دید یک شب بخواب عبدالله
 پدرِ خویش را عمر ناگاه

گفت آیا امیر عادل خوی
 حالِ خود با من این زمان برگوی

با تو ایزد چه کرد بر گو حال
 بعد ازین مدتِ دوازده سال

گفت ازان روز باز تا امروز
 در حسابم کتون شدم پیروز

کارِ من صعب بود با غم و درد
 عاقبت عفو کرد و رحمت کرد

گوسفندی ضعیف در بغداد
 رفت بر پول و ناگهان بفتاد

گشت رنجور و پای او بشکست
 صاحبِ وی بدامنم زد دست

گفت کانصاف من بده بتمام
 که تو بودی امیر بر اسلام

تا با امروز سن دوازده سال
بوده ام مانده در جواب و سوال

ای ستوده شه نکو کردار
باز پرسند از تو این مقدار

چون چنین بُد خطاب با عمری
چه رود روز حشر با دگری

هان و هان بار خود نگردان مست
ورنه گردی پروز محشر پست (۱-۳۵۳)

آنت خواهم که هر کجا شنوند
همه نیکان ترا نکو گویند

بهر رشم ستم گران نان را
الکنی کن ستم سرایان را

آنچنان عدل کن که از ره داد
کس ز عدل عمر نیارد یاد

خوش بود خاصه از جهانگیران
رحمت طفل و حرمت پیران

و دفعه دیگر عبدالباقی نام گاشته خود را مانسنگ
از بهکر فرستاد . او نیز چند روز بوده باز به بهکر رفت .

و دفعه دیگر بخشی تهنه ، گاشته خود را واقعه نویس کرده فرستاد، دیندار خان قبول نکرد، و او چنانچه آمده بود باز به تهنه رفت. پس اگر طمع ظلم در میان نباشد ، بودن واقعه نویس چه نقصان دارد .

و همچنین در باب طلب مردم قانونگویان ، در عمل او، فرمان عالیشان با سزاوول آمد که تقسیم ده ساله را درست کرده بیارند . و سبب ویرانی ملک (۳۵۳ - ۲) که بواسطه ستم جاگیرداران شده و یا بواسطه متمردان بوقوع آمده، یک بیک بعرض رسانند . و فرستادن قانونگویان چه قدر کار بود که نفرستاد .

و در اصل ارخا عنان ظلم درین ملک ، در عمل احمد بیگ خان شد، که حقیقت ظلم مرزا یوسف برادرش یک بیک بسمع ایستادها حضور پایه سریر خلافت مصیر رسید . و سواي تغییر این ملک، اثر غضب برو مترتب نگردید ، بلکه اثر رحمت بظهور رسید که از تغییر سهوان ، صاحب صوبه ملتان شد ، که جای عمده است . و همین معنی را دیده مردم ستم رسیدهگان این ملک که میخواستند بهمراه او شده بدرگاه فلک اشتباه رسیده طلب حق نایند ، از بهکر مایوس گشته بوطن خودها مراجعت نمودند . و اگر همین عمل احمد بیگ خان را در زیر پایه تخت (۳۵۴ - ۱) سلیمانی تحقیق می فرمودند ، و از روی حکم شرع شریف

ستم گرفتگی‌هاش بمردمِ مظلوم واپس میدهانیدند ، و خون‌های نالحق که از رویِ عنف و ظلم کرده بود ، بامرِ عدالتِ عظمیِ اجرایی حکم او می‌کردند ، هیچ جاگیردار بعدالیوم درویرانی^۱ این ملک راضی نمی شد ، بلکه جاگیرداران ممالک محروسه دیگر نیز از ظلم محترز بوده ، راه راستی و خوش سلوکی را پیش می‌گرفتند .

در کتب تواریخ سنده مذکور است که ، سلطان محمد شاه بن تغلق شاه در حوالی^۲ تهته علم عزیمت سفر آخرت برافراشت (۱) . و بعد از فوت سلطان محمد شاه ، فیروز شاه بوضایه او بر سریر سلطنت صعود نموده (۲) ، عازم دارالملکِ دهلی گشت (۳) . و جام خیرالدین (۴) والی^۳ ولایت سنده چند منزل تعاقب (۳۵۴ - ۲) نموده ، از حوالی^۴ سن که از مضافات سهوان است ، معاودت کرد . و جام خیرالدین بعد

۱ - بتاریخ ۲۱ محرم ۵۰۲ هـ وفات یافت . (برنی ص ۵۲۵) .

۲ - چهارده کوس دور از تنه بر لب دریائی سد بتاریخ ۲۴ محرم ۵۰۲ هـ (رک فیروزشاهی - برنی ص ۵۲۹ و ۵۳۷) .

۳ - اواخر ماه جمادی الاخر ۶۷۲ هـ به دهلی رسید . (برنی ص ۵۳۶) .

۴ - خیرالدین ولد جام تماچی والی سند (رک تاریخ سند میر معصوم ص ۶۳) .

از عزیمت و نهضت سلطان فیروز شاه، بساط عدل و احسان مبسوط گردانیده، در ترفیقه حال رعایا و عامه^۱ برایا کمال اهتمام می نمود. و از نوادر وقایع آنکه، ازان جام نیکو سرانجام نقل کرده اند، که روزی با جمعی از خواص و خدم بسیر و تماشا برآمد، ناگاه استخوان آدمیان بنظرش در آمد که در مغاک افتاده بودند. عنان کشیده لحظه^۲ دران عظام بوسیده نگریست. پس روی بملازمان خود آورده گفت که: میدانید استخوانها، با من چه میگویند؟ ایشان سر در پیش انداخته ساکت شدند. جام فرمود که: مظلومی چندند و داد میخواهند. آنگاه همت بر استکشاف احوال این محامات (۳۵۵ - ۱) گماشت. مردی کهن سال که آن سرزمین تعلق بوی دانت طلب کرد، و از وی حال آن استخوانها پرسید. پیر گفت که قبل ازین تاریخ بهفتاد (۱) سال، کاروانی از جانب گجرات باینجا رسیده بود. و فلان جماعه ایشان را کشته اند، و مالها برده، و اکثر ازان اموال موجود است. چون جام برین حال وقوف یافت، بجمع اموال فرمان داد، و اکثر آن را جمع آوردند. و کس نزد والی^۳ گجرات فرستاد که این اموال از ورثه کشتگان هر کس باقی مانده باشد، باو برساند. و جماعه قاتلان را بقصاص رسانید (۲).

۱ - در تاریخ سند هفت سال ثبت است (رک ص ۶۵).

۲ - این تمام شرح حال از "تاریخ سند"، میر معصوم عیناً

گرفته شده است (رک - تاریخ سند ص ۶۴ تا ۶۵).

و الحال مطلوبان سهوان حی و قائم ، و احمد بیگ خان و برادرش در تنعم و تلذذ . در ایام دولت مثل حضرت شهنشاهی معظمی و مکرمی مستعلی . و پاره استقامت که رعیت (۳۵۵ - ۲) این ملک را در عملهای بظلم آغشته می باشد ، سبب زراعت ائمه از برای آنکه جماعه ائمه جهت آبادانی چکهایی خود بضرورت مردم بذرگران را مساعدت میدهند ، و تخفیف حصه میکنند . و از قوت آن مردم بذرگران زراعت خالصه جاگیردار هم می کنند ، بلکه در ظلمانه او نیز می دهند . و اگرچه احوال رعیت این ملک بغایت خراب و زیون است .

آمدیم بمطلب که از تحقیقات سابقه معلوم شد که اکثر خرابی ملک بهکر و دو سرکار ملک تهنه که سرکار چاکر هاله و سرکار نصر پور باشند ، بسبب متمرّدانی که تعلق بملک سهوان دارند ، می شود . پس همگی همت عالی و تدبیر سلطانی در باب رفاهیت ولایت سند ، بر معموری ملک سهوان نمودن ، اهم است . و بودن بخشی و امین و واقعه نویس (۳۵۶ - ۱) درین ملک مقصود تر ، که همیشه جای تردّد و لشکر کشی است . و سرحداتی این ملک را مضبوط داشتنی ، تا متمرّدان قدم از جاده حساب بیرون نه نهند . و الحال کار سهوان بجائی رسیده که شنیده می شود ، هیچ جاگیردار برغبت این ملک را در جاگیر خود قبول نمی کند . و مدتی است که خبر فساد سمیجه اوئر مخذول العاقبت به سمع ایستادهای حضور پایه سریر خلافت مصیر رسیده . و فرامین

عالی‌شان بتاکید طرف صاحب صوبه تہتہ و جاگیردار بہکرو و جاگیردار سہوان آمدہ کہ استیصال این بدبختان ناپند، کہ اثری از آثار اینہا نماند . و تا حال سہم این روسیہانِ دنیا و آخرت فیصل نیافتہ ، بلکہ ستمردی و سرکشی* اینہا روز بروز در ترقی است .

و اللہ اعلم بالصواب (۲-۳۵۶) .



فصل چهارم

در تربیت ملک سهوان از روی اجمال

بر ضمیر منیر آفتاب نظیر، مخفی نماند که رعیت این ملک چنانچه مذکور شد، بسیار زبون گشته و از پا افتاده . و اکثر زمینداران رعیت و متمدان باهم یکسان گردیده و بعضی بدعتهای جاگیرداران ظالم تا حال رواج دارد .

پس اول دستور العمل این ملک را از ضبطی، و غله بخشی، و انعام اربابان و مقدمان، و رسوم قانونگویان، و دستور کشتی، و دهرت، از ابتدای عمل بختیار بیگ تا انتهای عمل شمشیر خان اوزبک از روی تحقیق مؤلف معلوم نمایند .

و بیان آن اینست که اول باید دانست که خروار این ملک شصت کاسه می باشد . هر کاسه بوزن منک کهنه شش سیر و دونیم پا^۱ جهانگیری و یک نیم دام، و کاسه (۳۵۷ - ۱) بچهار تویه منقسم است .

ثانیاً، احوال ضبطی و غله بخشی^۲ این ملک بخاطر آرند . ضبطی فی بیگه پخته نوشته می شود که دو بیسوی عمل معمول ممالک محروسه از نیک اندر بد زراعت از میان برعیت معاف می شود، سواي نابود و تخم زده و شوره که وقت ضبط ملاحظه کرده میگذارند .

خریف : جوارى و مندوه و شالی : فی بیگه - جنس سی
 و سه و نیم کاسه ، و نقد یک تنکه مرادی .
 و سی و پنج و نیم دام : پنبه .

و خربوزه و تربوزه و ترکاری و کنجد
 و ترب و ارزن و کال و سن : فی بیگه - بیست
 و پنج تنکه مرادی ، و سوا بیست و نه دام .

زردک : فی بیگه سی و پنج تنکه
 مرادی .

ماش و سنگ : فی بیگه - چهارده تنکه
 مرادی ، و سوا دو دام .

نیشکر : فی بیگه - هفتاد و دو تنکه
 مرادی .

کچره : فی بیگه - شش و نیم (۲-۳۵) تنکه
 مرادی .

نیل : فی بیگه سی و پنج تنکه مرادی .

ربیم : گندم و جو : فی بیگه - جنس ، سی و سه و نیم
 کاسه ، و نقد یک تنکه مرادی ، و سی و پنج
 و نیم دام .

نخود : جنس ، هفده و نیم کاسه . و نقد
 چهل و پنج دام .

مرشرف : جنس، بیست و هشت کاسه
و سه تویه، و نقد، یک تنکه مرادی و
هشت دام .

آهور : فی بیگه - جنس، بست و هشت
و نیم کاسه، و نقد، سی و پنج دام .

ارزن و پیاز و خربوزه و تربوزه و من
و بادنجان : فی بیگه - بیست و پنج تنکه
مرادی، و سوا بیست و نه دام .

مگ و مسنگ : فی بیگه - چهارده
تنکه مرادی، و سوا دو دام .

عدس : فی بیگه - بیست و هشت تنکه
مرادی، و سی و یک دام .

زیره و بادیان و گل معصفر و اجود و سیر
و بنگ و کوکنار : فی بیگه - چهل و هشت
تنکه مرادی، و سی و هفت دام و سه پاو .

و تنباکو : در عمل سابق نبود، در
عمل (۳۵۸ - ۱) دیندارخان پیدا شد . فی
بیگه - دونیم عدد روپیه، و معمول روپیه بیست
و چهار تنکه مرادی ست .

غله بخشي : بالمناصفه : دو خروار - یک خروار رعیت

باقی یک خروار .

سوم حصه : سه خروار - دو خروار رعیت

باقی یک خروار .

چهارم حصه : چهار خروار - سه خروار

رعیت باقی یک خروار .

پنجم حصه : پنج خروار - چهار خروار رعیت

باقی یک خروار .

پنج دو : پنج خروار - سه خروار رعیت

باقی دو خروار .

نه حصه : نه خروار - پنج خروار رعیت

باقی چهار خروار .

و انعام اربابان و مقدمان از مال : در عمل بختیار بیگ

ده نیمی بود که سر صد خروار، پنج خروار

از مال بآنها انعام می داد، و سر صد روپیه،

پنج روپیه . و گذشت عمل او تا انتهای عمل

شمشیر خان اوزبک صد دوئی از مال بود، که

سر صد خروار، دو خروار از مال انعام بآنها

می دادند، سر صد روپیه (۳۵۸ - ۲)

دو روپیه .

و رسوم قازونگویان : صدیکی از رعیت بود، که سر صد خروار، یک خروار از رعیت می گرفتند . و سر صد روپیه ، یک روپیه .

و دستور کشتی : در عمل بختیار بیگ و عمل پیر غلام دفعه اول در عصر حضرت عرش آشیانی زکوة بود، بر سال سوداگران حساب کرده چهل یکی می گرفتند . و در ملک سهوان یک گذر شهر بود، درو هیچ مضایقه نیست .

و در عمل پیر غلام دفعه^۱ ثانی در عهد حضرت جنت مکانی که زکوة معاف داشتند ، سر کشتی^۲ پُر : نیم میرنبات بجنس می گرفتند . و کشتی^۳ خالی را : متعرض نمی شدند ، و همین گذر شهر بود .

و در عمل شمشیر خان اوزبک دفعه اول ، سر کشتی^۴ پُر :

یک سیر نباتات را بها، ده تنکه مرادی می گرفتند، و بعد از چند گاه به بیست تنکه کشید .

(۱ - ۳۵۹)

و دفعه^۵ ثانی که از تهته بر گشته آمد، یک روپیه : سر کشتی^۶ پُر میگرفت ، و کشتی خالی را متعرض نمی شد، و همین یک گذر سهوان بود .

و دهرت : درین عملها همین بر غله بود، که سرِ خروار یک تویه از مشتری می گرفتند، و بر دیگر چیزها نبود.

بعد ازان قانونگویان این ملک را بحضور طلبیده توجیه یک عملی از عملهای مذکوره مثلاً همین عمل دیندار خان را تحقیق فرمایند، و آنچه از رعیت زیاده از دستور العمل گرفته آنرا بخاطر عاطر آورده در استقبال رعیت را مستمال سازند.

و آنچه خلاف حکم کرده از دستور کشتیهای سوداگران و دهرت متصرف شده، و آن بدعت تا حال جاریست، بخلق الله در آینده به بخشند، و اگر نه تعلق بخالصه شریفه بکنند که جان و مال خلق الله تصدق شهنشاه است (۳۰۹-۲)

و نیز تحقیق مواضع هر یک پرگنه^۱ این ملک را فرمایند که هر پرگنه مشتمل بر چند موضع است و ازان جمله بالفعل چه قدر آبادانست، و چه مقدار ویران. و بعد آن امین متدین فهمیده برای رفاهیت رعیت از حضور تعیین کنند، و دستور العمل این ملک را از روی فرمان عالی شان نوشته باو سپارند. و او آمده قریه بقریه هر پرگنه^۲ این ملک را بنظر در آورده آنچه آباد است رعیت او را مستمال سازد، و خاطر نشان کند که آنچه گذشت گذشت، الحال موافق عمل معمول عمل خواهد شد، شایان در کشت کار خود مشغول باشید. چنانچه روز بروز آبادانی و معموری زیاده شود، و آنچه

ویران ست مردم او را تفحص و تجسس کرده دلاسا داده
 طلبد بجا و مقام خودها نشانند. و نگذارد که کسی (۳۶۰-۱)
 از جاگیرداران و قانونگویان و اربابان و مقدمان، از رعیت
 زیاده از دستور العمل به ستم و ظلم متصرف شود، تا رعیت
 داند که من رعیت شهنشاهم، و خاوند مستحکم دارم. و
 اربابان و مقدمان و قانونگویان نیز از شیوه ساختگی جاگیرداران
 در ظلم منزجر گردند و بدانند که رعیت خزانه خوب شهنشاه
 ست و این امین خازن خزینه، پس بر رعیت دست تصرف دراز
 کردن موجب خرابی ست. و همچنین از مردم سوداگر
 و تجار و حرفه گر با خبر باشد که در حق کسی ظلم نشود.
 و آن امین طمع شوم در میان کرده بجاگیردار چندان مخالفت
 نه کند و بداده شهنشاه راضی باشد.

و در هر پرگنه گهاشته خود را گذارد که واقف عمل
 جاگیردار بوده یوماً فیوماً حقیقت را بطرف (۳۶۰ - ۲) منیب
 خود می نوشته باشد، و در جای که ستم بر رعیت رسد غور رسمی
 آن نماید، و اگر از دست او نشود بجاگیردار رجوع کند،
 و اگر جاگیردار حمایت کند بدرگاه فلک اشتباه عرضداشت
 نماید، تا از انجا فکر شده آید.

ومثل این، امین را مثل خزانچی تصور فرمایند. پس
 چنانچه خزانچی مثلاً اگر برات یک لک روپیه بروشود همان
 یک لک روپیه میدهد، و زیاده ازان نمی دهد. و از کسی

به مسم زیاده خواهد، نمی گذارد، و اگر زور آرد، آمده پیش صاحب مال مستغاثی میشود، و خاطر خاوند مال از متعدي آزرده می گردد و در بی تشبیه آن متعدي میشود. همچنان امین اگر جاگیردار زیاده از دستور العمل از رعیت طلب کند نگذارد که بگیرد، و اگر بزور و ستم بگیرد به شهنشاه (۳۶۱ - ۱) خبر کند. و شهنشاه ده صد زیاده از معامله خزانچی در تعدی ظالم بر رعیت خاطر آزرده کرده آن ظالم را در زیر خاک گرداند تا عبرت دیگر ظالمان شود، چراکه رعیت بهترین خزانهای بادشاه است. چنانچه سابقاً ذکر یافت و درین ضمن اگر دو سه چغل که بسعایت باطله رعیت شهنشاهی را خراب ساخته اند دریافتی بسیاست رساند، نور علی نور می شود. و این امین غیر از عملی که در عهده اوست بدیگر عمل نه پردازد، و بهمین عمل خود مقید باشد که دو عمل بیک کس ضایع است. چنانچه در قسم اول تفصیل یافته و نسخه آبادانی و معموری ملک را از پرگنه به پرگنه و قریه بقریه سال بسال بدفتر خانه شهنشاهی می فرستاده باشد تا حقیقت آبادانی (۳۶۱ - ۲) و معموری ملک را سال بسال ارکان دولت باهره واقف می شده باشند.

و این بخاطر مبارک خطور نکند که قانونگوي جاي امین را میگیرد. از برای آنکه مردم قانون گوین را عزت کم می باشد، و نمی توانند جاگیردار را از ظلم و ستم باز داشت، بلکه در ظلم و ستم شریک غالب جاگیردار میشوند.

و امین باید که شخصی با عزت و متدیّن باشد تا حرف او را جاگیردار بسمع قبول آرد .

و برای رفاهیت لشکری که درین ملک ضروری است ، چنانچه مفصل ذکر خواهد شد ، بخشش تعیین کنند . تا آنقدر جمعیت از جاگیردار این ملک طلب کرده در سرحدات نشانند ، که رعیت از آسیب متمردان محفوظ بوده در کشت کار خود مشغول باشد (۳۶۲ - ۱) و خراج گرفتن از رعیت حلال شود . و حق آن لشکر را اگر جاگیردار در توقف نگهدارد باو گفته میدهند باشد که در معنی این لشکر ، لشکر شهنشاهی است ، و بکار شهنشاه می آید ، جاگیردار وسیله پیش نیست . و اگر یک جاگیردار تغییر شود تا آن وقت که لشکر جاگیردار دیگر در سرحدات رفته نه نشیند ، لشکر جاگیردار اول را از سرحدات بر آمدن ندهد .

و بجهة خدمت اخبار نویسی ، واقعه نویس دیگر مقرر باشد ، چنانچه سابق در صوبها روشن بود ، نه بخشی ، که الحال رسم شده .

دیگر ائمه این ملک که لشکر دعامت ، نیز پریشان احوال و بی وقار اند ، بسبب آنکه ائمه این دیار چهار قسم می شوند :

قسم اول : جماعه^{*} منصب دارانند ، که قاضیان و مفتیان و صدر و محتسب باشند (۳۶۲ - ۲) .

قسم دوم : اهل علم و حفاظ اند .

قسم سوم : سادات و مشائخ و مردم مغل اصیل اند ، که ترک زیاده طلبی دنیا کرده بگوشه انزوا نشسته بجزوی مدد معاش که از درگاه اعلی دارند ، قانع اند ، و از ره گذر دیگر وجه معیشت ندارند . و این هر سه جماعت بنظر حضرت عرش آشیانی و جنت مکانی و سجاده نشین ایشان خلد الله تعالی ملکه ، گذشته ، مدد معاش آورده اند . و مدد معاش این مردم به نهجی ست که بمحنت تمام جزوی مزروع ساخته قوت لا یموت خود می کنند . چنانچه فصل بفصل و سال بسال مردم کارندها را دلایا کرده ، و مساعدت داده ، و جویهای آب کنده ، پاره از زمین خود مزروع می نمایند . با این قدر محنت هم زمینهای ایشان کم حاصل (۳۶۳ - ۱) .

(قسم) چهارم : مردم زمینداران اند که تعلق باربایی و مقدمی نیز دارند . و این مردم بنظر حضرت عرش آشیانی و جنت مکانی نگذشته اند . و در زمان نورجهان بیگم فرامین مسلماتی بزرخریده آورده اند . و چون در اصل زمیندارانند ، زمینها خوب پر حاصل از جاهای نیک در تحت چکهای خود گرفته اند . و مردم رعیت محتاج آنها ، بغیر گرفتن مساعدت و کندن جوی آب ، زمینهای آنها را مزروع می نمایند ، چنانچه اکثر زمینهای آن مردم مزروع می شود ؛ و محنت در آبادانی چکهای خود نمی برند . و اگر یک جاگیردار این ملک از روی شدت در پی تحقیق معامله ائمه میشود ، آن مردم

پیش شده مبلغ کلی بجاگیردار قرار می دهند و بر مدد معاش جمیع ائمه توجیه می اندازند .

و درین ضمن (۳۶۳ - ۲) آن سه قسم اول از عهده^۱ جواب توجیه ظلمانه نمی توانند بر آمد . و حاصل مدد معاش را بتمام و کمال داده ، ده بیست برابر وی دیگر از کتب و خانه و اسباب که داشته باشند ، فروخته می دهند ، و هنوز خلاصی ندارند ، و در کوچه و بازار پیادهای جاگیردار بی عزت و بی آبرو کرده میگردند ، و باین جهت خراب و ضائع می شوند ، و زمینهای مدد معاش ایشان اکثر مطروحه می ماند . و قسم چهارم را چندان آسیب نمی رسد .

و صدر این ملک بجاگیردار نمی تواند حرف حسابی گفت ، محتاج خلاص کردن مدد معاش خود می باشد . پس برای رفاهیت ائمه^۲ این ملک دست صدر را قوی فرمایند که تحقیق ائمه کرده آنچه از قسم فوقی و فراری و دو جانی و تقلبی (۳۶۴ - ۱) و لباسی بود ، بر آورده بخالصه شریفه بازیافت میکرده باشد . تا نتیجه مزروعیة زمین افتاده^۳ خارج ، جمع بخالصه شریفه میرسیده باشد ، و اگر نه در یک فصل مطروحه می شود .

و دیگر ائمه فقرا را چنان سازد که دست تصرف جاگیردار بر آنها دراز نشود ، و مدد معاش خودها را بفراغ خاطر

متصرف گردیده، در دعا گوئی و خدمات ماموره که لوازم ایشان است قیام و اقدام داشته باشند.

وقاضی بهمین خدمت قضا که عهدهٔ جمیع مصالح معاش انسان است مقید باشد، و پیوسته در دارالقضا نشسته معاملات مردم را مطابق شریعت بیضا فیصل میداده باشد. و این هر دو عزیز بدیگر امر حکومت نیز دخل نکنند، و بدادهٔ شهنشاه راضی بوده بواسطه طمع شوم دلجوئی (۲-۳۶۳) جاگیردار نه نمایند.

والله اعلم بالصواب



فصل پنجم

در تدبیر فرو نشانیدن آتشِ تمردِ مفسدانِ ملکِ سهوان ،
و لشکری که درین ملک بجهت این خدمت درکار است

بر رای عالم آرای بهجت افزای ، روشن و هویدا میگردداند
که : سابقاً احوال پرگنجتِ این ملک مجملأ بیان شده و در
ضمن آن دستِ رسی* هر یکی از سه گروهِ متمردانِ مسطور بر هر
پرگنه در تقریر آمده . الحال ، وجهِ قلع و قمعِ متمردانِ مذکور
مفصل بیان می شود ، و در ضمن آن سبب آبادانی و معوری*
هر پرگنه مشروحاً خاطر نشان میگردد . و این فصل مشتمل بر
سه رکن است .

رکن اول

در تدبیر قلع و قمع قوم سمیجه اونر که چهار پرگنه
درست و کسری را ازین ملک ضایع و خراب دارند :

یکی : پرگنه* جُنِیجه ،

دوم : (۱ - ۳۶۵) پرگنه* خطه ،

سوم : پرگنه* لاکوت ،

چهارم : پرگنه سن ،

و چند مواضع پرگنه* حویلی سهوان که آنروی دریا بطرف
آن بدبختان واقع اند .

و همچنین چهار پرگنه' ملک بهکر را در شکنجه دارند :

یکی : پرگنه' ماتیله ،

دوم : پرگنه' الور ،

سوم : پرگنه لده کاکن ،

چهارم : پرگنه' دریله ،

و اکثر سرکار نصر پور صوبه' تهته ویران کرده' اینها ست ، و راجه جیسلمیر از دست اینها در همین دنیا گرفتار عذاب ، راه خشکی و تری از تمرّد اینها در خوف و رجا . چنانچه راه خشکی غیر از پانصد شش صد سوار ممکن نیست که بطرف آن قطاع طریقان جاری گردد ، مگر باتفاق سرداران آنها . بنا بران سوداگر معنی کم از آن طرف آمد و رفت می نماید . و راه تری مدتی کشتیهای سوداگران در گذر سھوان (۲ - ۳۶۵) می ایستند ، و مبلغ کلی هر کشتی بجاگیردار سھوان و چوکیداران میدهد ، بعد ازان چوکی همراه میسازند و بگذر من میرسانند . و در گذر سن خرج ازان کشتیها علی قیاس گذر سھوان گرفته ، چوکی دیگر همراه ساخته بگذر هاله کندي میرسانند . باینهمه تاکید ، اکثر اوقات کشتیهای سوداگران و غیره تاراج میکنند و صاحبان مال را می کُشند .

مقصود آنکه استیصال این بدبختان بر عساکر ظفر مآثر لازم و متحتم است . و آنچه ان میشود که ، اول باید

دانست که از زمان ترخانیان تا انقراض عمل شمشیر خان اوزبک فرقه‌های رعیت که در صدر ذکر یافته مقاومت سمیجه اونر کرده می‌آمدند. و چون سواری^۱ جاگیردار بر سمیجه می‌شد، اکثر فرقه‌های رعیت خصوصاً فرقه^۲ لاکه که هم سرحدی سمیجه اونر (۳۶۶ - ۱) می‌تود، بدل و جان در خرابی^۳ سمیجه می‌کوشیدند. و هرگاه این قدر خنق الله از سر صدق در پستی خرابی اینها می‌شدند و جاگیردار نمز قصد کلی میکرد، البته کار فیصل می‌یافت، و جاعه ازینها بقتل میرسید، و جماعه اسیر می‌شد، و مال و مواشی اکثر بتاراج میرفت. و پیوسته تهنانه^۴ مستحکم در میان اینها نشسته می‌بود، و طرف مردم لاکه از پرگنه^۵ لاکوت و پرگنه^۶ خطه که جنب این بدبختان است، آبادان و معمور بود. بنا بران قوم سمیجه اونر چندان قوت پذیر نبودند و در پی^۷ خلاصی طرف خودها از پرگنه لاکوت می‌بودند که کس از آنها بواقعی مال نگیرد، و جاگیردار از آن طرف هم پاره^۸ مال بطریق اجاره و غیره میگرفت، و هرگاه از آنها تمرد (۳۶۶ - ۲) ظاهر میشد، فی الحال سواری میکرد و انتقام خود را میگرفت.

و گذشت شمشیر خان اوزبک هیچ جاگیردار در تنبیه این قطاع طریقان سعی نکرد، مگر یک دفعه محمد علی بیگ بندری از بهکر آمده باتفاق مردم شیر خواجه تادیب داده، بندی^۹ بسیار در قید آورده بدست افاغنه^{۱۰} سیوی فروخته بود، و بودله نام سردار کلان این مفسدان را از طرف دیربجه در

بند کرده به بهکر برده بود. و به سبب طپانچه دو سه سال از متمردي مانده منزوي شده بودند، چنانچه درین باب اشارت در قسم اول گذشته.

و بعد از تادیب محمد علی بیگ مذکور، روز بروز سمیجه قوت گرفت، و رعیت بسبب ظلم و ستم جاگیرداران زبون شد. چرا که هر جاگیرداری که (۳۶ - ۱) گذشت شیر خواجه، این ملک را یافت، حاصل پرگنه^۱ لاکوت را بر خرج سپاه تهمانه سمیجه قسمت کرده دید، و بیرامون سواری سمیجه و تهمانه^۲ او نشد. و درین میان قوم سمیجه پرگنه^۳ خطه و طرف مردم لاکه را بالکلیه خراب و ضایع ساخته در زیر خود بردند. از برای آنکه مردم چانده را کشتند، و دیگر مردم ضعیف که مانند اطاعت آنها را قبول کردند، و اکثر مواضعات پرگنه^۴ حویلی و پرگنه^۵ جنیجه را از پا انداختند. و چون رعیت بسیار زبون و خراب شد، بعضی زمینداران بوسیله^۶ نسبت و بعضی بوجه دوستی از روی عاقبت اندیشی به سمیجه اخلاص کردند، و تا حال بهمین طریق می گذرد. و پس اگر مقصود فرو (۳۶ - ۲) نشاندن^۷ فتنه^۸ سمیجه و چاندیه است. آن زمان یک شخصی، صاحب ترد^۹ دی مدبری را پرگنه^{۱۰} کاهان و پرگنه^{۱۱} جنیجه که فی الجمله آبادانند، و پرگنه^{۱۲} خطه و پرگنه^{۱۳} لاکوت که ویرانند، در جاگیر او بدهند. و او را همین خدمت سمیجه و چاندیه فرمایند، می تواند که دفع شر این هر دو طایفه را بر وجه احسن بکند. چنانچه از قید او

بیرون شده آسیبی بممالک دیگر نرسانند. و اگر مقصود قلم و قمع سمیجه اونر است، آن به دو وجه میسر می شود:

وجه اول: آنکه افواج قاهره را از چهار طرف این بدبختان حکم شود. چنانچه سزاؤلان جلد و تند آمده جاگیردار بهکر را با جمعیت آورده در موضع کرنک که داخل پرگنه^۱ دربیله است، نشانند. و صاحب صوبه تپته را با جمعیت آورده در موضع (۳۶۹ - ۱) ابریجه که داخل پرگنه^۲ هاله کندي است نشانند. و راجه^۳ جیسلمیر را با جمعیت آورده بر سر جاهای گریزگه این مفسدان که در زیر تلهای جیسلمیر واقع اند نشانند. و جاگیردار سهوان را با جمعیت در موضع کاکه من معموله^۴ پرگنه^۵ خطه نشانند. تا ازین چهار طرف غله باین قطاع طریقان نرسد، و مال و مواشی و اهل و عیال خودها را نتوانند بر آورد. بعد ازان اخلاص و یکجهمتی این متمردان که به بعض زمینداران ولایت سند درین حادثها از قوت بفعل آمده بر طرف سازند، و آن بدین نهج می شود که سنادی کنند که در هر موضعی که سمیجه اونر یا عیال و اطفال و اسباب و مواشی او میدارید، و خبر بتحقیق میرسد، مردم آن موضع را از مثل آن مخذول العاقبتان بقتسل میرسانیم، و مال (۳۶۸ - ۲) و مواشی او را بغارت می بریم، و درین باب روی هیچ کس را از شریف و وضع نمی بینیم. تا زمینداران این ولایت از سر ترس عساکر ظفر مآثر مصالجه این بدبختان را که بضرورت شده بود بر طرف کرده عداوت سابق را در

خاطر آورده همه مردم در پستی خرابی این قطّاع طریقان گردند . پس هزار سوار خوب که اسپان جلد و تند در زیر رانِ خودها داشته باشند ، با پانصد شتر پر آب بطرف سمیجه روانه کنند . معلوم شود که این کوته اندیشان کجا می روند ، پنج شش هزار کس اند ، و زنان طفول اینها تا بیست هزار کس می کشد ، کجا خواهند رفت ، مگر آنها جا ندارند ، البته بر آب و علف خواهند بود ، و این قدر مردم پوشیده و پنهان نمی مانند . و هرگاه لشکر ظفر اثر بر آنها ریخت اکثر مردم (۳۶۹ - ۱) جاندار بر سر اهل و عیال خودها بقتل میرسند و بعضی در بند می افتند ، و اهل و عیال و مال و مواشی آنها بغارت می رود ، و بعضی که متفرق می گردند ، چهار طرف را افواج قاهره گرفته نشسته ، البته بدست می آیند ، و بالفرض اگر پر و بال بهم رسانند نمی توانند بدر رفت و دست گیر می شوند . و بقیة السیف از دست آنها کاری نمی آید و رعیتی را قبول میکنند . و چون این قسم فتح عالی باین ستمردان روی داد ، ملک اینها را بمردم رعیت که در اطراف و جوانب اینها می باشند ، بخش کرده بدهند .

پس آنچه از ملک این بدبختان بطرف مردم سهته واقع است ، تعلق به پرگنه دربیله کرده حواله آنها نمایند . و چیزی بآنها در مالگذاری احسان کنند که ملک دیگران را (۳۶۹ - ۲) آباد خواهند نمود . و در قلعه کرنک که بالفعل آن قلعه از جهة ترس سمیجه بدبخت ، مردم سهته مکمل و طیار

دارند. و قاعده خریف ملک بهکر است که در زمینهای دشت بسیار خوب می شود و قتیکه نسق خریف می رسد، دران قلعه مردم سهته جمعیت کرده رفته می نشینند. و اطراف و جوانب را رعیت کشت کار خریف می نماید، آنجا صد سوار و پنجاه برق انداز تهانه از حاکم بهکر نشانند، تا بطریق نیک این ملک سمیجه عمل معمول مردم سهته گردد.

و همچنان از ملک این مفسدان که بظرف مردم کوریجه و پهوار واقع است، داخل پرگنه جنیجه کرده بانها سپارند. و در مالگذاری پاره احسان برعیت قرار دهند، تا برغبت تام در پستی آبادانی ملک غنیسم مشغول گردند. و قلعه در (۱ - ۳۰) موضع کجیره انداخته صد سوار و پنجاه برق انداز از جاگیردار سهوان دران قلعه تهانه نشانند.

و بدین نهج، ملک این قطاع طریقان که بطرف پرگنه خطه افتاده، ب مردم هاله پوتره و غیره رعیت پرگنه مذکور حواله نمایند. و در قلعه کاکه پنجاه سوار و بیست و پنج برق انداز از جاگیردار سهوان تهانه نشانند، تا پرگنه خطه بطریقی که آبادان بود، معمور و آباد شود.

و علی هذا القیاس ملک این روسیاهان که بطرف مردم لاکه افتاده بانها بدهند. و این مردم لاکه را در ملک قدیمی اینها و در ملک سمیجه که الحال می دهند، بسیار احسان قرار دهند که دشمن جبلی سمیجه اونر می شوند. هرگاه اینها

قوت گرفتند، دیگر جای سمیجہ رفت، و قلعه وینجرہ را مرمت کردہ (۳۷۰ - ۲) دوہست سوار و صد برق انداز از جاگیردار سہوان آنجا تہانہ نشانند، تا مردم لاکہ بفراغ خاطر در کشت کار خود مشغول شوند .

و بدین منوال ملک این متمردان کہ بطرف پرگنہ^۱ ہالہ کنڈی مین اعماں سرکار نصرپور واقع ست، بمردم ہالہ سپارند و داخل پرگنہ^۲ ہالہ کنڈی نمایند، و تہانہ ہالہ کنڈی کہ ہمیشہ ہر صاحب صوبہ تہتہ بواسطہ فساد سمیجہ اونر می نشانند، او را حکم شود کہ تا دو صد سوار و صد برق انداز در قلعه^۳ ابریجہ من اعمال پرگنہ^۴ مذکور کہ برادر ابوالبقا ساختمے نشینند .

و این جملہ مردم تہانجات شش صد و پنجاہ سوار و سیصد و بیست و پنج برق انداز می شوند، از انجملہ یک صد سوار و پنجاہ برق انداز از حاکم بہکر، و دو صد سوار و صد برق انداز از صاحب (۳۷۱ - ۱) صوبہ^۵ تہتہ، و سیصد و پنجاہ سوار و دوہست و بیست و پنج برق انداز از جاگیردار سہوان .

و ہر گاہ این تدبیر بہ پرگنہ^۶ لاکوت شود، از یک پرگنہ پنج پرگنہ می گردد . و مردم این تہانجات تا چہار سال متصل جابجا نشینند، بعد آن یک تہانہ وینجرہ قرار باید داد کہ در آنجا پیوستہ، دوہست سوار و صد برق انداز از جاگیردار سہوان نشستہ باشند . والله اعلم بالصواب .

وجه دوم : آنکه جاگیر سهوان سر خود بغیر معونت لشکر تهته و بهکر و جیسلمیر کار این قطاع طریقان را بکند ، و آن بدین نهج میسر می شود که شخصی صاحب ترددی ، سپاهی دوستی ، رعیت پروری ، از ظلم دوری را این ملک جاگیر بدهند تا او اینجا آمده اول دو چیز را (۳۷۱ - ۲) در دست خود مضبوط بگیرد : یکی رعیت ، دوم سپاه .

تا بقوت این هر دو چیز استیصال متمردان این ملک نماید و ملک را آبادان و معمور سازد . پس برای دست آوردن رعیت ، او را تدبیر هر پرگنه علاحده باید کرد . و آن بدین طریق است که از جمله هشت پرگنه که بطرف قلعه این روی دریا واقع اند :

یکی پرگنه باغبانان است ، و تربیت این پرگنه بدین نمط بدست می آید که قلعه سلطان محمد برنکنانی ارغون را که در موضع پُلجی من اعمال پرگنه مذکوره واقع است ، از سر نو مستحکم کرده ، دوپست سوار کارآمدنی و صد برق انداز آنجا تهانه کرده نشاند . چراکه چهار قوم سمیجه صاحب جمعیت درین پرگنه ساکن اند .

قوم بکیه -

قوم جونیجه -

قوم بریه - و این هر سه (۳۷۲ - ۱) قوم مالگذارند

و سرکش نیستند .

قوم تیبه - و این قوم حرامزاده و متمرّد است . اگر جاگیردار قوت لشکر دارد و لشکر فهمیده سر فصل بر مواضع آنها می فرستد ، چیزی دست برداشته می دهند ، و اگر نه چیزی نمی دهند .

و نیز قوم چاندیه مخذول العاقبه جنب این پرگنه می باشند ، چنانچه درین باب سابق هم مذکور شده . و هرگاه که این قدر جمعیت آنجا بطریق استقامت تهانه کرده نشست ، هر دو قوم مذکور را در نظر خواهد داشت و سرکشی نمی توانند کرد . و رعیت این پرگنه را دلاسا بدهد و دستورالعمل سابق را منظور داشته ازان چیزی تفاوت نکند . و آن دستورالعمل اینست که عمل این پرگنه اکثر ضبطی شده آمده و در جاهای دیگر دو بیسوی عمل معمول می دهند (۳۷۲ - ۲) ، و درین پرگنه سه بیسوی و نیز از نرخ غلّه یک پاو روپیه سر بیگه تحفیف می کنند . و جویهای آب که در زمان سابق جاری بودند مرست کرده باز جاری سازد ، تا مردم رعیت پراکنده شده از هر طرف رجوع باین پرگنه نماید ، و همچنان که این پرگنه ویران و خراب شده آباد و معمور گردد . و زمینهای کاجه (۱) که در اطراف و جوانب کولاب سها و ناله ماروی است که از طرف ملک سیوی و گنجابه می آید ، نیز مزروع شود ، و از یک پرگنه چهار پرگنه

گردد. و قصبه باغبانان از قلعه سهوان در بیست و دو
کروه واقع است.

دوم پرگنه نیرون قلعه است. و تربیت او بدین نحو
است که، در قلعه آن موضع بیست سوار و ده برق انداز
تهانه نشانند و رعیت را دلاسا کنند (۳۷۳ - ۱) و عمل غله
بخشی آنها را از عمل بختیار بیگ لغایه شمشیر خان اوزبک
منظور دارد. و آن عمل اینست که، زراعت ارباب بها الدین
پهوار بقرار سوم حصه غله بخشی نماید، چنانچه دو حصه
بمشار الیه گذارد و یک حصه خود بگیرد. و زراعت رعیت
دیگر بقرار نُه حصه که پنج حصه برعیت گذارد و چهار حصه خود
مستصرف شود، بلکه ازان هم پاره تحفیف کند تا رعیت استقامت
گیرد که جای صعّب است، و در دهنه احشامات کوهی
و چاندیه واقع است، و با این حال بالفعل ویران است.
و این موضع از قلعه سهوان در بیست و پنج گروه واقع است.
سوم پرگنه کاهان است،

و چهارم پرگنه بوبکان - و تربیت این هر دو پرگنه بدین
طریق است که، این هر دو پرگنه چند مواضع ریزانی دارند،
که زمینهای (۳۷۳ - ۲) آن مواضع بآب دریا ریز می یابند،
و بالفعل اکثر آن مواضع آبادانند. زراعت این مواضع را
غله بخشی بالمناصفه قرار بدهد که ازو تجاوز و تفاوت نکند.
امید است که ده سی بلکه زیاده حاصل بدهند.

و دیگر مواضع کاجه (۱) دارند، در دامنه کوه که از آب سیلاب کوه وقت بارندگی زمینهای آن مواضع ریز می‌شوند، و زراعت خرفی از قسم جواری و کنجد و ربیعی سرشرف درین زمینها بسیار خوب می‌شود. و این مواضع گذشت عمل شمشیرخان اوزبک در تنزل شده ویران مطاق گشته اند. از برای آنکه، این مواضع در جاهای سخت در دره‌های راه کوه واقع اند. و خوف احشامات کوهی و مردم نهمردی و چاندیه که در صدر ذکر یافته، بسیار دارند. چنانچه غیر از جمعیت خوب آنجا مردم (۳۷۴ - ۱) رعیت زراعت نمی‌توانند کرد.

و تا انتها عمل شمشیرخان اوزبک رعیت پُر تهیه بود، چنانچه قریب هزار سوار و چهار پنج هزار پیاده مکمل از مردم پهوار و غیره از پرگنه کاهان می‌برآمدند، و همچنین تا دوست سیصد سوار و دوسه هزار پیاده از پرگنه بوبکان. و درین ضمن دلایلی جاگیردار برعیت از غله بخشی با تخفیف حصه‌های بود، و جاگیردار خود هم با جمعیت خوب درست در سهوان نشسته می‌بود. و جمیع مردم رعیت این دو پرگنه در موسم آب کلانی مواضع ریزانی را گذاشته با اهل و عیال خودها رفته دامنه کوه را گرفته می‌نشستند، و مواشی خودها را بتام آنجا برده می‌چرانیدند و زراعت می‌کردند، و جاسوسان

بطرف کوه می ماندند، تا اگر خبر لشکر کران و سنگین (۳۷۳ - ۲) از کوه می آمد، اهل و عیال و مواشی را بطرف مواضع ریزانی کشیده، خودها چریده شده خبردار می بودند. و اگر خبر لشکر سهل می آمد، آن زمان چوکی درهای کوه را قرار می دادند که جاعه بچوکی خود خبرداران درها می بود، تا بغفلت لشکر کوه بر سر اهل و عیال و مواشی اینها نریزد. باین سبب مواضع کاجه آبادان میشدند، و حاصل کلی بجاگيردار می دادند. و این رعیت پر تهیه بچنگ سمیجه مخدول العاقبه نیز بکار می آمد، چنانچه سابق هم درین باب اشارت رفته.

و گذشت عمل شمشیر خان، این مواضع را بعض جاگيرداران از روی ضبط سال برعیت بستند. چنانچه بهر دو سر حاصل زراعت دادن هم خلاصی نداشتند، و استعداد زراعت هم فروخته دادند و زبون گشتند. و بواسطه (۳۷۵-۱) زبونی و بی استعدادی رعیت، دست احشامات کوهی برعیت غریب دراز شد و اکثر مردم رعیت را احشام کوهی بدرجه شهادت رسانیدند، و مال و مواشی بغارت بردند، چنانچه الحال آن قدر قوت ندارند که جمعیت کرده دران مواضع رفته نشینند و آبادان نمایند.

و سبب آبادانی این مواضع اینست که، عمل غله بخشی یا تخفیف حصه های که در عمل بختیار بیگ و

پیر غلام و شمشیر خان بود، برقرار دارد. و آن عمل این ست که زراعت اولادِ مرحوم مخدوم جعفر بوبکانی رحمه الله علیه، بقرار چهارم حصه غله بخشی کند که، سه حصه باولاد مخدوم مذکور گذارد و یک حصه خود بگیرد. و زراعتِ ارباب بهاءالدین پهوار بقرار سوم حصه و زراعتِ رعیت (۳۷۵ - ۲) ریزه بقرار نهم حصه، چنانچه پنج حصه برعیت گذارد، و چهار حصه خود متصرف شود. بلکه ازان عمل هم پاره تخفیف کند، چراکه آن زمان رعیت پُرقوت بود و بالفعل آن قدر قوت ندارد.

دیگر جام ننده والی ولایت سنده هر گاه جاکله نام هندو وزیر خود را همراه دریا خان پسر خوانده خود کرده بملک سهوان فرستاد. او آمده ناله ساوه را که وقت بارندگی از آب کوه جاری می شود، و وقت طغیان آب از کولاب منجر (۱). - یک طرفش که بجانب شمال است رعیت پرگنه کاهان زراعت میکند، و طرف دیگر که بجانب جنوب است، رعیت پرگنه بوبکان بند پخته بگچ و ماش بر بسته، آب های او را بر زمینهای مواضع کاجه (۲) گذاشته ریز کرده بود. و برنگی (۳۷۶ - ۱) این مواضع کاجه (۳) دران وقت معمور و آبادان شده بودند که مولف از زبان نصیرالدین محمد ولد مرحوم

مخدوم جعفر بوبکانی شنیده بود که، این بند همگی دو نیم روز پاینده بود بعد آن بدعای درویشی شکست یافته. و بهمان قدر محصول زراعت مواضع کاجه (۱) بقرار دهم حصه که نه حصه از رعیت باشد و یک حصه از خالصه به جام ننده یک لک خروار آمده بود. آن بند را دوسه هزار روپیه خرج کرده از سر نو مستحکم سازد، و قلعه بر سر آن بند راست کرده دو صد سوار و صد برق انداز دران قلعه تهاهه نشاند، تا خبردار آن بند بوده استقامت رعیت بهم رسانند.

و موضع قاسم باریجه و موضع بلوچان نوحانی من متعلقات پرگنه بوبکان که میان کوه اند، و گذشت (۳۷ - ۲) عمل شمشیر خان اوزبک غیر معموله شده می آیند، باز معموله نایند.

و نیز یک چشمه آبی ست که از کوه می آید بالای موضع کوتله و در زمینهای ناقابل زراعت افتاده ضایع می شود. دهنه آن چشمه را هم بگچ و ماش پر بسته بر زمینهای مواضع کاجه گذارد. بعد آن قدرت الهی را مشاهده نماید که این مواضع چه مقدار حاصل می دهند. چنانچه هر موضع سر کُله بیک پرگنه خواهد زد.

و آن مواضع کاجه که تعلق باین دو پرگنه دارند، سه اند.

یکی موضع اوتهل است، که تعلق به پرگنه بوبکان دارد. و این موضع منقسم به شش طرف می شود:

یکی: دویمک

دوم: انکی

سوم: سادر

چهارم: تابک

پنجم: کورانہ

ششم: اکناری

دوم موضع اراره و

سوم موضع کروتی ست. و این هر دو موضع تعلق به پرگنه (۳۷۷ - ۱) کاهان دارند.

و موضع اوتهل و موضع اراره از قلعه سھوان در شانزده گروهی واقع اند، و از کوه کلان اوتهل در هشت گروهی، و اراره در یازده گروهی، و موضع کروتی از قلعه سھوان بیست گروه می شود، و از کوه شش گروه، و قصبه کاهان از قلعه سھوان سیزده گروه می باشد، و قصبه بوبکان پنج گروه.

پنجم پرگنه پاتراست. و این پرگنه را احتیاج جمعیت نیست. برای رفاهیت رعیت غله بخشی بالمناصفه بدستور

سابق تمرار دهد، تا آبادان گردد. و قصبه پاتر از قلعهٔ سهوان در می کروهی واقع است.

ششم پرگنهٔ نیرون است. و از قلعهٔ سهوان یک کروه خواهد بود. اطراف و جوانبش را مواضع پرگنهٔ کاهان، پرگنهٔ بوبکان و پرگنهٔ حویلی سهوان احاطه (۳۷۷ - ۲) کرده‌اند. اجاره بر مردم ملاحان که درین کولاب ساکن اند بر بسته اند، سرفصل می گیرند. احتیاج بجمعیت ندارد، و قابل آبادانی هم نیست، از برای آنکه رقبه ندارد.

هفتم پرگنهٔ حویلی سهوان است. و این پرگنه مشتمل بر پانزده موضع است، ازان جمله ده موضع این روی دریا بطرف قلعهٔ واقع اند. ازان میان هفت موضع در دامن کوه بطرف احشامات کوهی افتاده اند، و پنج موضع دیگر از پرگنهٔ بوبکان، که این مجموع دوازده موضع می شوند. و تربیت این مواضع بدین وجه است که:

موضع ساوه: و این موضع از قلعهٔ سهوان در نوزده کروهی واقع است و از کوه کلان در شانزده کروهی - و

موضع عزیزانی: و این موضع از قلعهٔ سهوان پانزده کروه می باشد، و از کوه (۳۷۸ - ۱) هشت کروه - و

- موضع پاهني کوت : و اين موضع از قلعه سهوان سيزده گروه مي شود، و از کوه هفت گروه، و
- موضع تهني : و اين موضع از قلعه سهوان در ده گروهي واقع است، و از کوه در دو گروهي.
- و اين هر چهار موضع از معموله^۱ پرگنه^۲ بوبکان مي شوند. و
- موضع جانکار : و اين موضع از قلعه سهوان در هفت گروهي است، و از کوه در پنج گروهي. و
- موضع بازاران : و اين موضع از قلعه^۳ سهوان و کوه پنج و نيم گروه مي شود. و
- موضع کجبي : و اين موضع از قلعه^۴ سهوان و کوه پنج گروه خواهد بود. و
- موضع نار : و اين موضع از قلعه^۵ سهوان هفت گروه است، و از کوه چهار گروه.
- و اين همان موضع است که خربوزه و تربوزه ولايتي در آنجا بنمايت خوب مي شود جاي نیکوست. چشمه^۶ آبي است که از کوه هميشه جاري است (۳۷۸-۲)

بُن این چشمه دو گروه ازین موضع میان کوه می شود. مولف سر آن بُن مکرر رسیده و مشاهده کرده، مثل حوضی ست که از زمین جوشیده بر آمده، و از آنجا بر زمین افتاده، بطرف موضع مذکور می آید. و بران آب رعیت آنجا بطرز ولایت زراعت میکنند و اکثر فالیز و نیل می شود، و نیل آنجا سر کله به نیل بیانه می زند. آب کم ست، نهایتش سال تمام بدویست و پنجاه جریب زمین کفایت میکند، و اگر آب بسیار می بود از زمین کمی ندارد، تا بیست هزار جریب بلکه بیش هم زراعت می شود.

و حضرت آری شیهانی رحمة الله علیه بزرگی در آنجا آسوده اند. ازین موضع مزار ایشان پا گروه خواهد بود، بسیار جایی پر فیض ست. و ایشان را شیهانی باین سبب می نامند که "شیهه (۱)،" بزبان (۳۷۹ - ۱) سنده شیر را می گویند. و روزی در حیوة خود باجماعه یاران بسیر بر آمده بودند، ناگاه شیری از پیش

آمد، جمیع مردم که همراه ایشان بودند ملاحظه نموده بیک طرف شدند، و ایشان گوش آن شیر را گرفته بروسوار گشته سیر نمودند.

و چون خربزهای این موضع را برادر ابوالبقا هرگاه ملک سهوان بشرکت میرزا دوست بیک در جاگیر او شد، بخدمت حضرت جنت مکانی (۱) فرستاد. حضرت ایشان بغایت محظوظ شده این خربزها را با خربزهای ولایتی اصلی برابر ساخته امتحان فرمودند، این خربزه از خربزه ولایتی بسیار خوب بر آمد. بنا بران این موضع در خالصه شریفه نموده حواله نواب کامیاب قدسی القاب نواب آصف جاهی (۲) کردند، و چند سال این موضع در تحت (۹۳ - ۲) تصرف و کلای ایشان بود.

۱ - جهانگیر بادشاه (۱۰۱۳ - ۱۰۳۷ هـ).

۲ - میرزا ابوالحسن بن اعتمادالدوله غیاث بیگ ملقب به آصف خان معروف به آصف جاهی. برادر کلان نورجهان بیگم و والد، ارجمند بانو بیگم (ممتاز محل زوجیه شاه جهان بادشاه) وفات ۱۷ شعبان ۱۰۵۱ هـ، مدفن لاهور. (مآثرالامراء، ج ۱، ص ۱۵۱)

و این چهار موضع از متعلقات
 پرگده، حویلی سهوان می باشند، و این
 مجموع هشت موضع می شوند. و ممکن
 نیست که تا یک سال رعیت این مواضع از
 دست متمردان کوهی سلامت باشد، چنانچه
 البته درین میان بدقعات مردم نهمردی و
 بلوچ چاندیه و غیره مردم کوهی، این
 مواضع را آمده می تازند و سال و مواشی
 را غارت می کنند، و اطفال را بند کرده
 می برند، و هر کس از رعیت پیش راه
 آن بدبختان می افتد بدرجه شهادت
 می رسانند. و باین سبب این مواضع خراب
 و ضائع اند. رعیت این مواضع را غله
 بخشی نماید، از قرار نه حصه، چنانچه
 پنج حصه بر رعیت گذارد، چهار حصه خود
 متصرف شود. یک حصه بواسطه یراغ
 سپاهگری بر رعیت معاف کند. تا مکمل
 گشته سر وقت با مردم کوهی (۳۸۰-۱)
 استقامت نماید. دیگر

موضع تیری:

است که بالفعل ویران مطلق است، از
 برای آنکه رعیت این موضع اکثر از دست
 مردم کوهی تلف شده، و باقی مانده از

روی بی استعدادی هر جا متفرق شده رفته .

دیندار خان این موضع را در اواخر عمل خود بسادات آستانه متبرکه حضرت مخدوم لعل شهباز بلند پرواز رحمة الله علیه بطریق انعام داده بود . و آنها زمینهای این موضع را بقرار پنج حصه کرده برعیت سپرده بودند ، که چهار حصه از رعیت باشد و یک حصه از ایشان . بنا بران چند جریب زراعت درین موضع شده بودند .

قلعه احمد بیگی خان را که درین موضع ساخته و این کار خوب ازو واقع شده ، مرمت کرده صد سوار و پنجاه برق انداز در آنجا تهانه نشاند . و مردم متفرق شده (۳۸۰ - ۲) این موضع را از هر جا تجسس و تفحص کرده ، طلبیده استمالت داده بجای و مقام اصلی آنها سکونت دهد . و یک سال از زراعت آنها چیزی محصول نگیرد ، بعد آن همان پنج حصه غله بخشی بآنها قرار دهد ، چنانچه یک حصه خود بگیرد و چهار حصه

برعیت گذارد، که آبادانی* این موضع دخل تمام دارد. گویا دستِ تطاول مردم کوهی را از قصبه سهوان مسدود می‌سازد. و این موضع از قلعه* سهوان در سه کروهی واقع است، و از کوه در دو کروهی. و مردم این تهانه با اتفاق مردم تهانه بند ساوه خبردار جمیع مواضع مذکوره که طرف کوه واقع خواهند بود. دیگر،

موضع کاهی معجوبی: است که بر سر راه کوه لکی واقع است، و این طرفه راه مخوفه است، عالمی را خراب و ضایع ساخته و می‌سازد. در زیر این کوه دریا می‌گذرد (۳۸۱ - ۱) و وقت زمستان که آب کمی میکند، پهلوی کوه مردم آمد و شد می‌نمایند و وقت غلبه آب بر دو راه کوه، که بالا مذکور شدند. و اکثر متمردان کوهی و سمیجه این راهپسا را می‌زنند، و مردم را می‌کشند و مال آنها غارت میکنند.

مردم ترخان رعیت این موضع را دلاسا داده مواجبی باینها مقرر کرده بودند، و راه کوه لکی را جاری میکردند

و آنچه زراعت اینها می شد در مواجب اینها مجری می دادند. و برای همین این مردم را در زمان ترخانان "مواجبی" می گفتند، و الحال درین ملک مشهور به "معجوبی" شده اند. و گذشت بختیار بیگ ترکمان از دست جاگیرداران سهوان رعیت این موضع ویران شده متفرق گشته رفته بودند. چون پیر غلام در سهوان آمد، رعیت این موضع را از ملک بهکر دلاسا کرده (۳۸۱ - ۲) طبیبه مساعدت داده در جای و مقام آنها نشاند. و سیم حصه از محصول زراعت آنها میگرفت، و خبرداری نصف راه لکی را که بطرف قلعه سهوان واقع است، بعهده آنها گذاشت. و نصف راه دیگر که بطرف پرگنه من است، ب مردم بلوچ نوت بنده که در موضع لکعلوی ساکن اند، سپرد. و خود کاشته آنها که در موضع مذکور میکردند انعام کرد. و همچنین می بود تا انقراض عمل شمشیر خان اوزبک. و گذشت عمل او رعایت احوال رعایا این موضع کسی نکرد تا آنکه رفته رفته زبون

شدند، و اکثر مردم جاندار اینها را
 متهمان کوهی بدرجه شهادت رسانیدند.
 و در عمل دیندار خان جماعه از مردم
 نهمردی آمده برین موضع ریخته، آنچه
 مردم معنی در نظر آن بدبختان افتاد
 کشتند (۳۸۲ - ۱)، و گوشه‌های زنان
 را بردند و طفلان را امیر کرده بردند،
 و بقیة السیف گریخته در قصبه سهوان آمده
 ساکن شدند، و بعضی متفرق شده رفتند و
 موضع مذکور ویران مطلق گردید. و
 این موضع از قلعه سهوان در دو کوهی
 واقع است، و از کوه لکی در یک کوهی
 و مواشی شهر اکثر بآن طرف رفته
 می‌چریدند، و هیزم کشان هیزم می‌آوردند.
 چون این موضع ویران شد، دست تصرف
 دزدان سمیجه و مردم کوهی، بقصبه
 سهوان دراز گردید. چنانچه مواشی را
 تاخته می‌بردند، و هیزم کشان و غیره
 مردم مسافران را می‌کشتند و تاراج
 می‌کردند. بلکه در میان شهر، مواشی و
 اسبان را نکه داشتن مشکل شد. چنانچه
 چند مرتبه اسبان مپاهیان دیندار خان را

(۳۸۲ - ۲) دزدان سمیجه، از میان شهر
جبراً و قهراً کشیده بردند، و هیچ کس
مقاومت آن روسیاهان نه نمود. و بواسطه
همین شدت دیندار خان گردِ شهر سهوان،
قلعه ساخت. و درین باب سابق هم
مذکور شده.

یک روز این خانه زاد به
دیندار خان گفت که "این قسم موضع
در ایام حکومت شا ویران بودن خوب
نیست،! این حرف در دل او کارگر شده،
موضع مذکور را به سید جلال داد، او بنام
پسر خود سید کمال نام، کمال پور نام نهاده
گرد آن موضع دیوار قلعه ساخته رعیت باقی
مانده را دلایم داده بجای و مقام آنها نشاند.
و از زراعت آنها عمل غله بخشی بقرار
چهارم حصه نوشته داد، چنانچه یک حصه
خود بگیرد و سه حصه رعیت را گذارد.
باین دلایم پاره استقامت یافته ده بیست
جریب در ربیع ایت ثیل (۱) (۳۸۳ - ۱)

۱ - نام سال یازدهم از دوره دوازده سال توری است که
حیوانات منسوبند، و بعد از هر دوره دوازده ساله دوره دیگر
غاز می شود. ایت ایل بمعنی سال سگ است.

زراعت کرده بودند که دیندار خان تغییر شد. غرض که تربیت این موضع نیز از لوازمات است، این موضع را همان حصه سید جلال منظور دارد و ده برق انداز و ده تیر انداز در آنجا نشانند، تا رعیت این موضع استقامت گیرد و خبر داری نصف راه کوه لکی هم میگرفته باشند. و این هر دو موضع از معموله^۱ پرگنه حویلی سهوان می شوند. دیگر،

قصبه سهوان : است. و تربیت این موضع از مواس در ذیل مواضع صدر ذکر یافت، و برای رفاهیت رعیت غله بخشی بدستور سابق بالمناصفه قرار دهد. و چون قلعه^۲ سهوان کهنه شده و ضائع گردیده و آب دزد از کار رفته، اگر از سر نو مرمت یابد عین صواب است.

دیگر چشمه کائی است و چشمه نیک (۱) - و این هر دو (۳۸۳ - ۲) چشمه را یک موضع در دفتر می نویسند و از متعلقات پرگنه بوبکان

۱ - نیشنگ تاکنون موجود و معروف است .

می شوند، و درین هر دو چشمه بلوچ نوحانی ساکن اند و زراعت میکنند، و محصول مثل سائـر رعیت بجاگیردار نمی دهند مگر پاره گوسفند و بز فصلانه در عمل بختیار بیگ و پیر غلام تا اواخر عمل شمشیر خان میدادند، و در لشکر کشی نیز همراهی می کردند و درین باب سابق هم مذکور رفته، و الحال زبون شده غیر معموله افتاده اند. مابین این هر دو چشمه یک گروه مفاصله خواهد بود و از سهوان چهارده گروه می شوند، میان کوه.

و شکار رنگ و قوچ بر پشتهای کوههای این چشمه ها بسیار است. مؤلف به همراه مرحوم عتیق الله پسر کلان برادر ابوالبقا که حضرت جنت مکانی برای شکار رنگ فرستاده (۳۸۴ - ۱) بودند درین کوه ها شکار رنگ و قوچ بسیار کرده.

این بلوچان را برای محافظت مواضع مذکوره، از فساد احشامات کوهی دلاسا دهد و علوفه برای آنها مقرر سازد،

مظهر شاهجهانی

تا دوپست کس خواهند بود ، همه جنکره و بهومیه کوه . و این هر دو چشمه در علوفه آنها مجرئی داده موضع تیری نیز در جاگیر آنها بدهد . و صد نفر از آنها آورده در تهانه موضع مذکور بهمراه تعینات آنجا نشاند . و صد کس دیگر همچنان در جای و مقام اصلی خود بر چشمهای مذکوره ساکن باشند .

و قلعه احمد بیگ خان را که بر چشمه نیک ساخته و این کار نیز ازو خوب بوجود آمده ، مرمت کرده بیست سوار و ده برق انداز دران قلعه تهانه کرده نشاند ، تا آن چند بلوچ هم در (۳۸۳ - ۲) زیر حکم لشکر شهنشاهی بوده پیوسته خبر احشامات کوهی بآن مردم میرسانیده باشند . و باین تدبیر این دوازده موضع مسطور ، از دست تغلب مردم کوهی محفوظ مانند ، و خاطر جاگیردار ازین طرف دغدغه نکند .

و آن سه موضع دیگر از جمله ده موضع پرگنه حویلی سهوان که این طرف دریا واقع اند :

یکی : کبروت است - و

دوم : سانکپور - و

سوم : بهوتره .

و در میان این هر سه موضع و کوه، کولاب منچر حائل است بنا بران و سوسه از طرف متمردان کوهی ندارند . رعیت این مواضع را هم غله بخشی بقرار بالمناصفه نماید تا آبادان شوند .

و پنج موضع از مواضع پُرگنه حویلی آن روی دریا بطرف سمیجه مخذول العاقبة واقع اند، و بسبب آن بدبختان (۳۸۵ - ۱) ویران افتاده اند، و تربیت این مواضع در ذیل - تربیت پُرگنه خطه بیان می شود . و اسامی این مواضع این ست :

موضع لنجار ،

موضع سیدان کاره ،

موضع دولت آباد ،

موضع دیه ،

موضع بلی شیخ مومه .

هشتم پرگنه سن است. و بواسطه آسیب مردم نهمردی و سمیجه اوثر بالفعل خراب است، چنانچه چند موضع این پرگنه آبادانی هم ندارند و ویران افتاده اند.

و تربیت این پرگنه بدین وجه است که: قلعه احمد بیگ خان را، که در موضع آسری ساخته و این کار هم ازو خوب واقع شده، مرمت نموده پنجاه سوار و بیست و پنج برق انداز آنجا تهانه نشاند، تا مواضع که این طرف قصبه سن مغرب رویه واقع اند آبادان شوند. و،

موضع آسری مذکور و موضع تهتی (۳۸۵ - ۲) ولی محمد بالفعل ویران مطلق اند. و درین هر دو موضع سادات می بودند، و تا انقراض عمل شمشیر خان اوزبک بغایت آبادان و معمور بودند، و گذشت عمل او اکثر سادات این هر دو موضع از دست مردم نهمردی و سمیجه اوثر بدرجه شهادت رسیدند، و قلیلی که ماندند متفرق شده بهر جا رفتند. و موضع آسری را دیندارخان به سید یوسف ارباب سن جاگیر کرده بود، و موضع تهتی را به سید حسن از سادات موضع لکعلوی بنا بران درین هر دو موضع پاره آبادانی نموده بودند. مردم متفرق شده

شده^۱ این هر دو موضع را تجسس کرده طلبیده در جای و مقام اصلی آنها نشانده، و زراعت آنها را چهارم حصه غله بخشی نماید که یک حصه خود بگیرد و سه رعیت (۳۸۶ - ۱) متصرف شود. دیگر

موضع لکعلوی است، و درین موضع هم سادات می باشند و حصه^۲ غله بخشی این مردم بدستوری که پیر غلام قرار داده، تا حال منظور است. چنانچه چهارم حصه از اولاد حضرت میان سید ابو بکر رحمة الله علیه، و سوم حصه از سائر سادات و رعایای ریزه جاگیردار میکرد، و باقی برعیت میگذازد. و ازین جهت این موضع بطریق خوب آباد است، چنانچه یک وجب زمین قابل زراعت ازین موضع غیر آباد نیست، و سرکته بتمام پرگنه سن میزند، و بزور خود در زیر کوه مردم این موضع نشسته اند، و اگر زیون میشدند کتیبها مانند سادات آمری و تهتی از دست متمردان کوهی کشته میشدند، و این موضع هم ویران میگردد. بعد آن (۳۸۶ - ۲) یک آتش در قصبه سن میسوخت، و آتش دیگر

مظهر شاهجهانی

در شهر سهوان که درین میان از دست
متمردان کوهی و سمیجه اوتر جانوری
پر نمی زد . این موضع را بدستور سابق
عمل میکرده باشد ، و جزوی زراعت بلوچ
نوت بنده که بیرون این موضع می باشند
بدستور قدیم معاف دارد ، و نصف راه
کوه لکی را به عهده^{*} اینها گذارد ، چنانچه
درین باب سابق هم مذکور شده .

و یک گروهی ازین موضع در
کوه ، چشمه ایست که ممر او بر چشمه^{*}
گوگرد است . روز ، شب سیوه رات
هندوان ، جمیع هندوان ملک سهوان و
اکثر هندوان ملک بهکر و ملک تپته
درین چشمه از زنان سردی (۱) غسل
میکنند و عجب تماشای می شود . زن
و مرد باهم ، پرچما بسته ، برهنه شده ،
درین چشمه می در آیند . سرزا جانی
ترخان (۳۸۷ - ۱) بالای این چشمه ،
پاره^{*} کوه را تراشیده جای ساخته که دو

سه کس توانند نشسته تماشا کرد. و مردم هندوان این چشمه را "دهارا تیرت"، می نامند، و بزبان سینه مشهور به "دکری کلان"، شده.

و در سه گروهی این موضع بر پشت کوهی، یک قبری کلانی واقع است، از خشت پخته، قریب پنجاه شصت ذرع باشد. می گویند که: قبر حضرت هارون علیه الصلوٰة والسلام است. مؤلف آن جا رسیده و زیارت کرده، بسیار جای بُرفیض است.

یک قلعه دیگر در موضع جیسروت که آن طرف قصبه سن مشرق رویه است، انداخته پنجاه سوار بیست و پنج برق انداز آنجا تهانه نشاند.

و موضع مذکور و موضع ادربیلی لاکه را، که در عمل شمشیر خان بغایت آبادانی داشتند، و الحال (۳۸۷-۲) از پا افتاده و ضایع شده اند، نیز چهارم حصه غله بخشی قرار دهد، و قصبه سن و مواضع دیگر را بقرار بالمناصفه و رعیت این پرگنه را استمالت نماید. چنانچه هر کس یراغ سپاهگری داشته

مظهر شاهجهانی

باشد ، فیها ! و هر کس نداشته
باشد ، او را بطریق مساعدت یراغ بدهد
تا رعیت نیز دستیار لشکر تهنجات این
پرگنه شود .

و مردم تعیینات هر تهنانه را چنان قرار دهد که علوفه
آنها از حاصل همان پرگنه میرسیده باشد ، مبادا ، بواسطه
گرفتن علوفه جای دیگر بروند و دران وقت دست متمردان
بر رعیت دراز گردد .

تا آن وقت که رعیت یک مرتبه بطریق خوب استقامت
گیرد ، و این معامله تا مدت یک سال میکشد . بعد از یک
سال از روی این تدبیر آنچه آنچنان ملک انشا' الله تعالی (۳۸۸ - ۱)
رو بآبادانی بیارد که شرح آن بقلم راست نیاید . و آن وقت
می تواند که مردم تعیینات تهنجات را بالمناصفه سازد .

و قصبه سن : از قلعه سهوان در هژده کروهی بطرف
تهته واقع است ، و از کوه در هفت
کروهی . و در پنج کروهی سن بطرف
تهته کوهچه واقع است ، و بر پشت آن
کوهچه قبر حضرت خواجه اویس قرنی و
والده' ایشان علیهما الرحمة والغفران ،
ساخته اند ، و می گویند که این جا نظرگاه
ایشان است . روز حج عالمی در آنجا

جمع میشوند از مردم احشامات کوهی
و غیره و زیارت میکنند .

و ہرگاہ جاگیردار سہوان خاطر از ہرگنات این روی دریا
جمع کرد ، و ششصد و چہل سوار و سیصد و چہل برق
انداز و تیر انداز در تہانجات این ہشت ہرگنہ مقرر داشت ،
و رعیت را استمالت (۳۸۸ - ۲) نمود . بفراغ خاطر برای
استیصال سمیجہ اونر مخذول العاقبہ و تربیت آن سہ ہرگنہ
کہ بطرف آن بدبختان واقع اند ، با پانصد سوار و دوہست
برق انداز از دریا عبور کردہ قلعہ در ویجرہ مستحکم راست
کردہ باغات مناسب باطراف کولاب ویجرہ طرح انداختہ دران
قلعہ باستقلال تمام نشیند . و رعیت ہرگنہ جنیجہ را عمل
غلہ بخشی بقرار بالمناصفہ نماید .

و ہرگنہ لاکوت دو طرف می شود
یکی طرف : مردم لاکہ کہ رعیت پاک اند .
دوم طرف : سمیجہ مخذول العاقبہ .

و درین باب سابق ہم مذکور شدہ ، و عمل طرف مردم
لاکہ از ابتدای بختیار بیگ لغایۃ احمد بیگ خان ، بقرار
سوم حصہ غلہ بخشی و ضبطی شدہ آمدہ . دیندار خان چون
مردم لاکہ را زبون دید از روی رفاہیت (۳۸۹ - ۱) طرفین ،
عمل اینہا را بقرار چہارم حصہ نمود .

این طرف لاکہ را همان عمل دیندار خان منظور داشتہ

محصول زراعت این مردم را بقرار چهارم حصه میگرفته باشد ،
 و طرف سمیجه وقتی که معمول بود . چنانچه در عمل بختیار بیگ
 و پیر غلام و شمشیر خان نیز بقرار سوم حصه مال از زراعت
 اینها می گرفتند . و در غیر عملی سختی نیست ، این طرف
 سمیجه را همان عمل سابق بر قرار داشته محصول زراعت این
 بدبختان را از روی ضبط جبراً و قهراً بقرار سوم حصه غله بجنس
 بگیرد . و رعیت پرگنه خطه و چند موضع پرگنه حویلی سهوان
 را که بطرف سمیجه واقع اند ، پنج و دو غله بخشی نماید ،
 چنانچه سه حصه برعیت گذارد و دو حصه خود متصرف شود .
 و ، قصبه جنیجه : از قلعه سهوان

پانزده گروه میشود (۳۸۹ - ۲) و ،

قصبه لاکوت : هشت گروه - و ، قصبه پرگنه خطه
 که موضع تلتهتی باشد ، سه گروه . و خطه تمام نام
 پرگنه شده .

و همچنین نشستن جاگیردار سهوان در ویجره با استقلال
 تا یک سال سمیجه او را خراب و ضایع می سازد ، و این هر
 سه پرگنه بدستور سابق رو بآبادانی و معموری می آرند .
 از برای آنکه رعیت ریزه که بضرورتی جای و مقام اصلی خود
 را گذاشته در سمیجه در آمده بود ، باز بصرافت اولی ازان
 بدبختان جدا شده بجای و مقام خود ، از پرگنه خطه و سن و
 جنیجه و طرف مردم لاکه از پرگنه لاکوت و چند موضع

پرگنه، حویلی سهوان که در صدر ذکر یافته، آمده متوطن میگردد. و آن روسیاهان بغیر رعیت چه می‌کنند، یقین است که پریشان میگردند و ضایع می‌شوند.

و بعد آن (۳۹۰ - ۱) منادی کند که سر سمیجه و بندی وزن و مال او بدست هر که افتد، از آن وی، خواه سپاهی و خواه رعیت. و برین قول خود مستقل باشد و سواری نماید، به بیند قدرت الهی را که کار سمیجه نکجا میرسد. چنانچه اکثر آنها بقتل می‌رسند، و اهل و عیال اسیر میگردند، و مال و مواشی بغارت می‌رود، و بقیة السیف که در دهن کرده آمده او را می‌بینند، و رعیت پاک می‌شوند. و در عرض پنج سال اشأ الله تعالی نام و نشان اینها، مانند مردم شوره و ببر و دل که در سرکار چاکر هاله می‌بودند، نمی‌ماند. و عالم از شر و فساد این بدبختان خلاص می‌شود.

و این بخاطر عاطر، فیض مآثر دریا مقاطر، و سوسه نکند که حاصل ملک سهوان این قدر جمعیت را که یک هزار (۳۹۰ - ۲) و یک صد و چهل سوار، و پانصد و چهل برق انداز و تیر انداز باشند، کجا کفاف خواهد کرد. از برای آنکه اگر آن قسم شخص که صدر ذکر یافت، جاگیردار سهوان شود، این قدر جمعیت را نگهداشته مبلغ پنجاه هزار روپیه دیگر در هر سال بخزانة عامره پیشکش هم میدهد. سوای یک سال اول که دران سال استمالت رعیت و تربیت

لشکر می نماید . و گذشت پنج سال که متمردان این ملک استیصال یافتند ، و از یک ملک ده ملک دیگر بهم رسید ، خواه او را تغییر کرده شخصی دیگر را فرستند ، و خواه خدمت دیگر در همین صوبه باو فرمایند . چنانچه سواری در کوه کند .

و انون بیله که درو کان سرمه ظاهر و کان مس مستور است ، در حیظه تصرف اولیا قاهره آورده ، آن معدن مس را از قوت بفعل آرد .

و درین باب حکایت مانک ولد گوریه (۱) هندو بطریق تمثیل گفته میشود ، که او (۳۹۱-۱) باستعداد یک پرگنه کاهان ، در زمان حضرت عرش آشیانی و حضرت جنت مکانی چه کارها که در سلک سهوان و غیره نکرده بود . مجملآ بیان او اینست که :

این پرگنه دو حصه در جاگیر کوریه بود و یک حصه در جاگیر گاذر بادشاهی ، و حصه او را هم بطریق اجاره ازو گرفته تمامی پرگنه حواله مانک پسر خود کرده بود ، و درین باب سابق هم مذکور شده و ترددهای مناسب ازو بوقوع آمده . چنانچه قلعه در قصبه کاهان انداخته نشسته بود و سیصد سوار مغل و افغان خوب و دوست سیصد برق انداز و تیر انداز

۱ - در اصل این نام گهوریو یا کهوریو باشد .

نوکر نگهداشته . از روی تدبیر سپاهگیری این هر سه فرقه
متمردانِ صدر را از سمیجه و چاندیه و نهمردی و غیره احشام
کوهی را تنبیه خوب داده بود ، بلکه بلوچ مگسی را که
تعلق به ملک (۳۹۱ - ۴) سیوی دارند نیز تاخته ، زبون
کرده بود ، و میخواست درونِ کوه در آمده بر سر موضع حب
قلعه ساخته ، از هر قریه از قرا' پرگنه کاهان یک خانه وار
رعیت برداشته آنجا ساکن کنند ، تا زراعت میکرده باشند .
و یک هزار اوبچی نعل تیار کرده ، قصد سواری مواضع
کوه داشت امّا میسر نماند ، و درین معنی حرف او را تا
حال مردم مند می گویند .

دیگر مردم پهوار رعیت او یک مرتبه با وی سرکشی
کردند . چنانچه در سواری چابک از دست او افتاد ، عیسی
نام سردار پهواران گفت که : " دسته " ترازوی مهتسه را
برداشته بدهید . ، این حرف را در خاطر داشته یک روزی
بطریق سهمانی جمیع سرداران مردم پهواران را طلبیده ، همه را
در قید کرده میان قلعه کاهان نگهداشت . و بجمعیت خود
سوار شده بر سر موضع (۳۹۲ - ۱) سیکرجی که جای عیسی
پهوار بود ، آمد . میر نام پسر عیسی لشکر کرده سر راه مانک را
گرفت ، و در میان اینها جنگ خوب واقع شد و میر مذکور
کشته شد ، و مردم پهوار شکست خوردند . با آنکه دران
روزها مردم پهوار نهایت قوت داشتند ، قریب هفصد هشتصد
سوار و دوسه هزار پیاده مکمل در میان اینها می برآمدند .

و سر میر مذکور را بریده پیش عیسی پدرش فرستاد که :
 " بآن ترازوی که میگفتی این سر را وزن کن . " ، بعد ازان
 آنچه یراغ سپاهگری پیش بهواران بود ، از اسپ و جیبه و
 شمشیر و سپر همه را با جرمانه دیگر از آنها گرفته ، از قید
 خلاص کرد . و همیشه لشکر بهواران همراه او می بود . و
 بسبب آنکه رعیت ریزه و سپاهی ازو راضی بودند ، این نوع
 تادیب بمردم بهوار داد .

و چون احمد (۳۹۲ - ۲) بیگ خان رعیت ریزه و
 سپاهی را از خود راضی نداشت باوجودی که ده پرگنه* ملک
 سهوان و یک حصه* پرگنه چندو که مین اعمال ملک بهکر ، در
 جاگیر او بود ، چند مرتبه از دست بهواران شکست خورد و کار
 نتوانست کرد . و هرگه پرگنه* کاهان در زمان حضرت جنت
 مکانی در جاگیر مرزا غازي ترخان شد ، مانک خواست تا بدژده
 اعلیٰ برود ، چون به بهکر رسید مرزا غازي روانه قندهار
 بود و در بهکر نشسته استعداد سفر می کرد ، او را طلبیده
 دلما داده نوکر خود کرده همین پرگنه کاهان را در جاگیری
 تنخواه نمود . و او با یک صد و پنجاه سوار خوب بهمراه
 میرزا غازي شده روانه قندهار گشت .

در اثنا* راه مردم بلوچ مکسی ، میرزا غازي را آمد
 ندیدند . میرزا غازي او را بر آنها (۳۹۳ - ۱) تعیین کرد
 و او تعاقب آنها نموده بر مواضع آنها ریخته ، چند سر بریده
 مواشی بسیار بدست آورده بنظر میرزا غازي گذرانید . و چون

میرزا به قندهار رسید، تهانه زمین‌داور را باو سپرد و آنجا ترددهای خوب با حیدر نمود، و چند جنگِ صف باوئی کرده هزیمت داد. و بر مردم هزاره نیز سواری‌ها نموده مطیعِ خود ساخت. و روشن سلطان سردارِ مردم نوکدر، با تحفها از قسَم اسپ و لاجین و باز و چرخ آمده او را دید.

بعد ازان میرزا غازی حکومت تهته را از خسرو بیگ تغییر کرده به سایدنه (۱) هندو داد، و حکومت سرکار نصر پور را از پسران قاسم خان ارغون تغییر کرده به شهباز خان خدمتگار سپرد، و درین باب سابق هم مذکور شده. و اینها مانک را فوجدار (۳۹۳ - ۲) همراه خود طلبیده گرفتند، و او بهمراه ساندنه و شهباز خان شده بجمعیت خوب به نصرپور رسیده قلعه نصر پور را از پسران قاسم خان ارغون خالی کرده به شهباز خان داد.

خسرو بیگ با پسران قاسم خان ارغون مشورت کرد که در میان این جماعه همین مانک است، او را بهر حیلہ بکشید، دیگران همه هیچ اند. و باین سبب فتحي ولد قاسم خان ارغون بطریق مهمانی مانک را بمنزل خود طلبیده بفریب کشت. و بعد از کشته شدن او جندائی برادر فتحي مذکور با لشکر بسیار فیل در پیش کرده بر سر دیره مانک

آمد، و شهباز خان و سائنده هندو دروازه‌هاي قلعه نصر پور را مضبوط نموده متحصن گرديدند. و راي سنگ پسر مانک با جمعيت پدر خود باو جنگ خوب کرده شکست داده، کس بسيار را (۳۹۴ - ۱) کشت، و فيل بدست آورده به شهباز خان گذرانيد. و شير بيگ داماد قاسم خان ارغون درين جنگ کشته شد، (۱) و رفته بر ديره جندائي که پنج شش کروه راه از نصر پور دور بود، افتاده آنچه اسباب و متاع دران ديره يافت تاراج کرد. (۲)

غرض که مانک که بقوت یک هرگنه اين قسم کارها کرده بود. والله اعلم بالصواب.



۱ - از کتبه قبر شير بيگ ظاهر است که وي بتاريخ ۱۱ رمضان ۱۰۲۰ هـ کشته شده است.

۲ - رک - براي تفصيل، تاريخ طاهري، بيگنامه، و مقدمه مشوي چنيسر نامه از راقم الحروف.

رکن دویم

در تدبیر ایل نمودن بلوچ چاندیه

فکر این مردم از دست تھانه دار پرگنه باغبانان
بسهولت می شود، چنانچه اگر در جای و مقام خودها قرار
بودن میدهند مالگذاری مثل سائر رعیت میکنند، و از شیوه
متمردی محترزمی باشند. و الاً بوقتش چنان سواری کرده
متنبه می سازد که عبرت دیگران میگردند. و اگر وطن اصلی
خود را گذاشته بطرف ملک سیوی (۳۹۳ - ۲) و گنجا به رفته
متوطن شدند، ثبت المدعی - احشامات آن طرف کهه باین
بدبختان عداوت جلی دارند خراب و ضایع می سازند.

والله اعلم بالصواب

رکن سیوم

در تدبیر فرو نشاندن آتش فساد قوم نهمردی

بر رای عالم آری بهجت افزای روشن و هویدا میگردداند
که تدبیر ایل کردن اینها بدو وجه میسر میشود :

وجه اول : آنکه چنانچه سابق مذکور شد، این مردم صاحب جمعیت خوب اند و سپاهی بهقتضی - الانسان عبید الاحسان - سرداران هر چهار طرف اینها را جاگیردار سهوان دلاسا داده بدرده فلک اشتباه فرستد، و از حضور هر یکی بجزوی منصب سرفراز شده بیاید، و در سرکار چاکر هاله و یا در پرگنه سن جاگیر اینها تنخواه شود، و لذت جاگیر را دریابند و دل (۳۹۵-۱) بنوکری بر بندند، یحتمل که خدمت‌های تأیسته بکنند. چنانچه احشامات دیگر که در کوه سکونت دارند همه را زبون کرده رجوع بچبوتره سهوان کتاند، و سالیانه بر آنها مقرر نموده واصل کرده رسانند. و اگر حکم گرفتن ملک قندهار و یا ملک کیچ و مکران شود، در مصالح آن نیز بکار می آیند. والله اعلم بالصواب.

وجه دویم : آنکه اینها زبون شوند و مملکت شهنشاهی از دست اینها محفوظ باشد. و آن نیز از دست جاگیردار سهوان میشود ، چراکه مردم کوهی خصوصاً مردم نهمردی زراعت نمی کنند ، و مال و مواشی از قسم شتر و اسب و گوسفند و گاو بسیار دارند و تمام معیشت اینها از پرگنجات سهوان و سرکار چاکر هاله می شود . چنانچه شتر و اسب و گوسفند و نمذ و شطرنجی و دیگر امتعه^۱ کوه آورده (۳۹۵ - ۲) درین جا میفروشند ، و از اینجا غله و سلاح و پرچه می برند . و علی هذا القیاس سوداگران این ملک ، پرچه و غله و سلاح در کوه می برند و از آنجا شتر و اسب و گوسفند و غیره ، متاع کوهی می آرند .

پس بمردم تهانجات خود که در صدر ذکر یافت ، تاکید نماید که آمد و رفت مردم بلوچ و سوداگر از کوه بر طرف شود . چنانچه بدزدی هم کس در کوه ، متاع سند را نبرد . و همچنین صوبه دار تهنه قدغن کند که از راه ملک او سلاح و غله و پرچه باین مردم نرسد ، و هیچ احتیاج عساکر ظفر مآثر را باینها نیست . اگر شتر درکار است در مردم جت (۱) بسیار است ، و اگر اسب باید از قندهار و کیچ

۱ - جت^۲ قبیله ایست در سنده ، که شغل اشترداری دارند ، و از همین راه اعاشه میکنند .

آنقدر اسب می آید که کسی قبول هم نمی کند. و اگر دروایش (۱) گوشت است، آنقدر بُز و مرغ در (۳۹۶ - ۱) ولایت سند بهم میرسد که شرح آن بقلم راست نیاید. پس احتیاج باین بدبختان نمودن چه مناسب است.

دیگر جاگیرداران سرکار چاکر هاله جاگیرهای که باینها داده اند، بر طرف سازند. تا اینها بدستور سابق بتمام باز رجوع بکوه کنند، بعد آن اگر بلطف کریم علی الاطلاق یک سال در کوه باران نه شود، چنانچه درین چند سال همچنین شده بود، امّا اینها در سرکار چاکر هاله در جاگیرهای خود نشسته بودند و هیچ کس مزاحم احوال اینها نبود. آن زمان بی تردّد جاگیردار سهوان و صویه دار تهته ضایع و خراب میگرددند، و کاه در دهن کرده آمده جاگیردار سهوان را می بینند.

و باز اگر احتیاج افتد جاسومی خوب کرده جاگیردار سهوان سواری بر آنها نماید، و خدا راست آرد (۳۹۶ - ۲) که بی خبر باتند، البته ضایع می شوند. و الاّ دفعه دیگر

۱ - این کلمه در هر دو نسخه چنین است، که معنی آن مفهوم نیست. احتمال دارد، که اصل آن "درواش"، سندهی باشد بمعنی ضرورت. و یا شاید صحیح آن (در هوس گوشت) بوده و کاتبان مسموخ ساخته اند.

و همچنین در عرض پنج سال که مذکور شد، مردم رعیت هر قوت می شوند و اینها زبون می گردند. بوجهی که آسیب اینها بملک سهوان و سرکار چاکر هاله نمی رسد. و درین میان اگر مانند عمل ترخانیان پیشکش خوب مالیانه قرار دهند، می توان راه کوه را جاری ساخت. امثا، الحال بسیار در غرور اند، چراکه جاگیردار سهوان هم باینها تملق دارد، و جاگیر از ملک خود باینها می دهد، و همچنان جاگیرداران سرکار چاکر هاله. و یک مرتبه همین تدبیر برای اینها و دیگر مردم کوهی، سید بایزید بخاری در صوبه داری تهته کرده بود، و مردم خود را جابجا گذاشته در سهوان هم فرستاده بود، که هیچ کس آمد و رفت بطرف کوه نکند. بعد آنکه (۳۹۷ - ۱) اینها و غیره مردم کوهی رفته او را در تهته دیدند و پیشکش گذارنیدند، امر کرد که راه کوه جاری شود و مردم خود را از سهوان و جاهای دیگر باز طلبید. والله اعلم بالصواب -

و اگر مثل جاگیردار سهوان یک شخصی را درو بست سرکار چاکر هاله از ملک تهته جاگیر بدهند، و شخصی دیگر را برگنه جتوئی و برگنه چندوکه و برگنه تکر از ملک بهکر که بطرف شکر واقع اند، و ملک سیوی و گنجابه در جاگیرش تنخواه نمایند. و این هر سه امرا در خدمت شهنشاهی متفق باشند از روی عدل و انصاف نه از روی ظلم و کذاب، نفوذ بالله منه - آن زمان سوای این جاگیرها، تمام

ولایت سند از بهکر تا ہریلائی بندر خالصہ شریفہ نمایند و کروریان بگذارند کہ از روی عمل معمول عمل کنند، و رعیت را دلاسا دهند. (۲-۳۹۷) و از کروریان آبادانی* ملک بپرستند، تا ملک روز بروز رو بآبادانی و معموری بیارد، و خزانه را یوماً فیوماً توفیر حاصل آید. نہ از زیادتی تحصیل مال کہ درو ہمیشہ خرابی* ملک است و دامن دولت شہنشاہ فراخ. و این ولایت سند اگر چنین شود زود آبادان میگردد، و از جاہای خالصہ* ہندوستان بمراتب بہتر است، چرا کہ رعیت ولایت سند مسلمان و اکثر غریب و خدا ترس اند، قاب ظلم و ستم جاگیرداران چندان ندارند. واللہ اعلم بالصواب.

و کمترین خانہ زادان می گوید کہ: مقصود از اطناب کلام در بیان احوال ملک سہوان اینست کہ تربیت این ملک را از روی تدبیری کہ مفصل شد، نمایند. تا ملک رو بآبادانی بیارد و متمردان استیصال یابند (۳۹۸ - ۱) و ایل گردند، و خاطر بواسطہ* معموری* این ملک از جمیع ولایت سند جمع شود. از برای آنکہ متمردان ہمین ملک، فساد در ملک بہکر و ملک تہتہ دارند و بہمین جہتہ در بیان احوال ولایت سند احوال ملک سہوان را عقب بیان کرد، و ہرگاہ نتیجہ* تدبیر تربیت این ملک بدست افتاد، تدبیر ممالک دیگر را برین قیاس کنند و عمل فرمایند.

دیگر بیاید دانست که مقصود اصلی از خلقت انسان آنست که، این کس باید دو طرف را محافظت کند.

یکی طرف : عالم سفلی را که تا زنده است در آسایش باشد و نیک نام .

دویم طرف : عالم علوی را که چون بحکم - "کلّ شیء هالیک الا" و "جهه" - قدم در منازل عالم آلهتیت نهد - در - یوم یقرّ المرء من آخیه و آئیه و آبیّه و صاحبّته و بنیه لیکل امری منیهم (۲ - ۳۹۸) بومیذ شان^۳ یغنیه - تشریف - و اما من اوتی کتابه بیتمینه فسوف یحاسب حساباً یسیراً و ینقلب الی آله مسروراً - پوشیده، لذات - علی سرور موضوئته متسکینین علیها متقابلین یطوف علیهم و لدان^۴ مخلّدون بآکواب و اباریق و کاس من^۵ معین لا یصدعون عنها ولا ینزفون و فاکیهة میما یتخیرون و لحم طیر میما یشتهون و حور^۶ عین کامثال اللؤلؤ لؤلؤ المکتون جزاء

بما كانوا يعمتلون — بگیرد. و حفظ
 این هر دو طرف بسبب دست آوردن
 مضمون این بیت به پادشاهان و امرایان
 حاصل می شود - بیت :

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
 با دوستان مروّت (۱) با دشمنان مدارا

و هیچ دوستی در دو عالم ایشان را بهتر از رعیت نیست
 از برای آنکه از مکاسب اینها بغير کشیدن (۱ - ۳۹۹) محنت
 و مشقت، مال بدست می آرند، و اینها در رنج و غنا و ایشان
 در تنعم و غنا. و چون برعیت احسان باشد و خلاف حکم
 شرع از آنها چیزی مطالبه نشود، در دنیا در آسائش می باشند
 و نیک نام، و در عقبی همین رعیت شاهد حال خوش خلقي
 و عدل ایشان میگردد. و ثواب عدل بمقتضی — عدل
 ساعة خير من عمل الثقلين — می یابند. پس بچه
 سبب غافل از اینچنین دوستی بعضی امرایان و عمال ایشان
 بوده، بسبب ظلم در دنیا خود را بدنام می کنند، و در آزار
 می باشند، و در عقبی از روی خدای تعالی شرمسار میگردند؟

چنانچه حکیم صالح بملک بهکر که مانند کاسه طلاي
 پر جواهر بود، از روی اجارهای باطله و مطالبه جمع اسامیها

فوتی و فراری کرد، و مردم (۳۹۹ - ۲) رعیت مال دِه را که از دست یکپاچی عمل می دادند سرکش ساخت. و اگر درین طور ملک امین شهنشاهی می بود، و خلاف دستورالعمل کردن کسی را نمی گذاشت، هرگز این قسم معامله رو نمی داد.

و عجب است که ظالم طبیعتان بقیه ظلمانه را باقی گفته، مردم رعیت را در قید می کنند، و این جزوی غیر حساب را مطمح نظر خود کرده معامله کلی حسابی لاحق را از دست برباد می دهند. و هرگه رعیت را در قید کنند، دیگر کدام کس خواهد بود که در چبوتره حاضر شود. در قید کردن متمردان سرکش را که مال دیوان را نمی دهند، و در چبوتره حاضر نمی شوند مناسب است.

محمد علی بیگ بندری معلوم است که چه قدر جمعیت از خود داشت، و جمیع رعایای ملک بهکر محکوم او بوده، بهتر از نوکران در پیش وی خدمت (۴۰۰ - ۱) میکردند، و در استیصال متمردان با او از دل و جان همراهی می نمودند. و با آنقدر جمعیت حکیم صالح مردم رعیت پرگنه چندوکه و پرگنه تکر، سبب بدسلوکی وی گردن انقیاد تافته فتنه در ملک بهکر قائم ساختند، و بد آموز شدند.

و بیان آن واقعه اینست که: چون حکیم موسی الید، صدیق ولد ننده ارباب پرگنه چندوکه، و شه بیگ داماد

نده مذکور را بغنر گرفته در قید کرده به بهکر برد، و جلو ارباب پرگنه^۱ ساتیله را قبل ازین در بند داشت. مردم ابره، دیال داس نام، خویش مان سنگ دیوان بهکر، وتراج ولد ونس گوپال قانونگویی بهکر را بر سر تخمیناً زراعت کشتند، و کاروان سیوی را تاراج نمودند. و طاهر محمد نام شقدار پرگنه^۲ تکر با هشتاد سوارخواست تا عبد (۳۰۰ - ۲) الواحد ارباب پرگنه^۳ مذکوره را که دران وقت در موضع لاکیار من معموله^۴ پرگنه^۵ مسطوره بود، بدست آورد، و سوار شده بموضع لاکیار رسید. سمیجه لاکیار، بند آبی که در میان بود شکستند، و آب گرد لشکر را حلقه کرده ایستاد، و آن بدبختان لشکر را تیر باران کرده هر هشتاد سوار را کشتند، و اسبان و سلاح آنها را تاراج نمودند، و طاهر محمد شقدار را دست گیر کرده گذاشتند. بیت :

وقت ضرورت چو نماید گریز

دست بگیرد سر شمشیر تیز

و اگر در اول حال عمل معمول را پیش می کرد، و سر فصل مال حسابی^۶ خود را از رعیت میگرفت، و رعیت را از گرگان ستم کاره نگه می داشت، هرگز این قسم شرمندگی نمی کشید. و اگر حکیم صالح را الحال صد پارچه (۱۰۰ - ۱) بکنند، بالفعل ملک بهکر آن قسم فراهم نمی آید، مگر بمرور از روی دلاسمای شخص فهمیده. و این بیت حسب حال حکیم مذکور واقع است :

دیدي که چه کرد ابلهِ خر
او مظلّمه برد و دیگری زر

و این آخر چیز است که آوردم در قسم ثانی . و مضمون
این بیت قصیده متبرکه را از زبان جمیع رعیت بعرض اقدس
اعلی می‌رسانم .

شعر :

يا اَكْثَرَهُمَ الْمُخْتَلِقِ مَالِي مَنَ الْوُذُ بِهِ
سواك عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ النِّعَمِ

ترجمه :

ای گرامی نرز خلقان من ندارم ملتجیا
جز تو چون آید قیامت یا بود مرگ تنم
و گوشروع نمایم در خاتمه و الله الهادی الی الصواب -



خاتمه

در سلوکِ طریقِ آخره، مر سلاطین
و وزرا، و امرا، را، با شغل ایشان بدنیا
و طریق سهولت تحصیل درجات و فضائلی
که مذکور کتب، در فصل اول از باب
اول از (۱ - ۳ - ۲) قسم اول، و طریق
دور شدن از مواعیدی که مذکور شد در
فصل ثانی از باب مسطور.

بر رای روشن ضمیران مخفی نیست که مسلمانان بر سه
قسم می باشند :

قسم اول : سلاطین دنیا و آخرت اند - و آنها خلفاء
اربعه رضوان الله تعالی علیهم، و بادشاهان عادل و غنیانی
که سالک شده اند، در راه ایشان می شوند.

قسم دوم : فقیران دنیا و سلاطین آخرت اند - و آنها
فقیران مسلمانان اند که صابر می باشند بر فقر و فاقه، و راضی
اند بر شدت دنیا و قانع اند بر کم او.

قسم سوم : سلاطین دنیا و فقیران آخرت اند - و آنها اغنیاء ظلمه دنیا می شوند، پس سلطنت دنیوی بغیر سلطنت اخروی مذموم است، و سلطنت اخروی بغیر سلطنت دنیوی ناقص . و کمالیت در آنست که این کس سلطان (۲ . ۴ - ۱) دنیا و آخرت باشد .

پس کسی را که حق تعالی از روی کرم سلطنت دنیوی ارزانی داشته باشد، می باید که او سعی کند، و جهد نماید که سلطنت اخروی هم بدست آرد. پس اگر کسی گوید که بچه حال حاصل میشود سلطنت دنیا و آخرت، و بچه حال امکان ست برای بادشاه سلوک طریق آخرت با شغل او بدینا و دوستی او بمال و جاه، و بچه حال امکان ست برای او تحصیل درجات که مترتب اند بر سلطنت و امارات و عدم واقع شدن در آفاتی، که عارض می شوند برای شخص در سلطنت و امارت، با آنکه نفس مائل است بسوی شر و فساد و دنیا شیرین و سبز و مزین، و شیطان دشمن قوی. می گویم که برای تحصیل این امر دو طریق است :

یکی ازان دو طریق : (۲ . ۴ - ۲) و هبی است که حاصل می شود بغیر کسب و مشقت، و آن بواقع شدن نوز خدای تعالی در دل بادشاه بدست می آید . پس میدانند خیر - امور و شر - آنها را به سبب آن نور .

پس تابع می شود خیر را و میگذارد شر" را بتوفیق ربانی که حاصل ست او را ازان نور. و این دور نیست. برای آن کس که آسان گرفته ست، برو خدای تعالی و قوی کرده ست او را بروحی که مطیع است در فرمان. او جل" ذکره .

دویم ازان دو طریق : کسبی است، و آن بدست نمی آید مگر باکستاب چند امور. بعضی ازان امور اینست که باشد شغل بادشاه در روز باسور. خلق، و در شب باسر نفس. خود، یعنی اشتغال کند بعبادت با تضرع و دعا تا سبک گرداند خدای تعالی برو شغل دنیا را که برداشته است آن شغل را (۳-۴-۱)، پس نباشد بر گردن او مظلومه برای هیچ کس .

و بعضی ازان امور اینست که می باید بادشاه تحصیل عام کند، باین که ایستاده کند در شب چهار کس را، تا هر یک بنوبت خود تا یک پاس پیش او بخواند، از خصلتهای بادشاهان عادل و احادیث و اخباری که دال اند بر فضل عدل و دفع ظلم و جور، از برای آنکه عدل و تدبیر بقای مملکت رکن اصلی است برای بادشاه .

و بعضی ازان امور اینست که بادشاه در جایی خواب کند که آواز مظلوم و داد خواه بگوش او برسد. چنانچه از نوشیروان مشهورست که زنجیری بسته بود که یک طرف زنجیر در جای خواب گاه او مضبوط بود و طرف دیگرش در زیر جروکه، تا همین که مظلوم دست بآن زنجیر کرده بجنباند او را خیر شود و بدادر مظلوم برسد. و در (۳.۴ - ۲) اوائل زمان حضرت جنت مکانی هم زنجیر عدالت ایستاده کرده بودند. و کمترین خانه زادان می گوید که هیچ احتیاج بایستاده کردن زنجیر عدالت نیست، یک جای را بادشاه در نظر گاه خود معین بکند که آنجا خاصه مظلومان و داد خواهان باشد، و هیچ احدی و فردی مزاحم احوال آنها درانجا نگردد، تا هر کس از فقیر و غنی تواند آنجا رسید، و همین که چشم بادشاه برو افتد، داند که مظلوم است و عرض احوال او را گوش کند و غور رسی نماید.

و بعضی ازان امور اینست که بگذارد هر روز وقت اشراق دو رکعت نفل به نیت استخاره و قرأت کند در رکعت اول با فاتحه — قل یا ایها الکافرون — و در رکعت ثانی — قل هو الله احد — پس وقتی که فارغ شود از سلام دست (۳.۴ - ۱) بردارد و این دعا بخواند :

اللهم اني استخيرك بعلمك و
استقدرك بقدرتك و اسالك من فضلك

العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم
 و أنت علام الغیوب - اللهم اني لا املك
 لنفسي ضراً ولا نفعاً ولا موتاً ولا حياةً
 ولا نشوراً ولا استطیع ان آخذ الا ما أعطيتني
 ولا ان اتقي الا ما وقیتني - اللهم
 وفقني لما تحب و ترضي من القول والعمل
 في سر و عافية - اللهم خرنی و اخترني
 و لا تكلني الى اختياري - اللهم اجعل
 الخيرة في كل قول و عمل اريده في هذا
 اليوم و الليلة -

که تحقیق این دعا بجای مرشد حاضر است . پس کسی که
 مداومت نماید برین نماز، امید داشته میشود برای آن از فضل
 خدای تعالی اینکه باشد اقوال او، و افعال او، و حرکات او، و
 سکنت او، موافق بشریعت نبوی انشاء الله تعالی، (م . م - ۲)
 پس میرسند بدرجهای عالی در بهشت .

و بعضی ازان امور اینست که بگذارد بعد از نماز
 عشاء پیش از وتر دو رکعت نماز و نیت کند باین هر دو
 رکعت توبه را و رجوع بسوی خدای تعالی، و بخواند درین
 دو رکعت چیزی را که میسر شود از قرآن، بعد ازان بگوید:

” اللهم انني استغفرك و اتوب
 اليك من كل ذنب . تبت . التیک منه

ثم عدت فيه و استغفرك من كل ما وعدتك
 نفسي فلم توف به، و استغفرك من كل عمل
 اردت به و جھك ثم خالطته غيرك و
 استغفرك من كل نعمة انعمت بها على فاستمنت
 بها على معصيتك و استغفرك يا عالم الغيب و
 الشهادة من كل ذنب اذنبته في ضوء النهار
 و سواد الليل و في خلا و ملا و سر و
 علانية - اللهم اني استغفرك لكل ذنب
 فوي عليه بدني بعافيتك (۴۰۰ - ۱) و
 نالته قدرتي بفضل نعمتك و انبسطنا اليه
 يدي لسعة رزقك - اللهم اني استغفرك لكل
 ذنب ظلمت بسببه و لياً من اوليائك او
 نصرت به، عدواً من اعدائك - اللهم
 و استغفرك لكل ذنب لحقني بسبب نعمة
 انعمتها علي فتقويت بها على معصيتك و
 و خالفت فيها امرك و اقدمت بها على
 وعيدك - اللهم اني استغفرك لكل ذنب
 يورث الاسقام و الضمي و الاسباب و البلا
 و يكون في القيمة حسرة و ندامة و صلى
 الله على سيدنا محمدن النبي الامي و على
 آله و صحبه و سلم .

فائده این نماز با استغفار اینست که مشائخ رحمهم الله تعالی فرموده اند که مرید صادق کیست که بگرداند فرشته را که در کتف چپ او ست از کراماً کاتبین بطلال ، چنانچه نویسند چیزی را از سیئات (۳۰۵ - ۲) او ، و فرموده اند که نیست معنی این کلام و نیک صادر نشود هرگز ازو گناه ، بلکه صادر میشود ازو گناه از برای آنکه غیر معصوم است ، اما فرشته صبر میکند از کتابت معصیت ، تا آخر وقت خواب . پس می باید برائی انسان که توبه کند پیش ازان وقت ، و بگرداند این توبه را عادت در جمیع عمر خود ، پس باقی می ماند فرشته بطلال ، و نمی نویسند گناهان را . پس کسی که مداومت نماید برین نماز و استغفار در شب پیش از خواب ، امید داشته می شود برای او از فضل حق تعالی اینکه نوشته شود حسنات او را و انداخته شود سیئات ، انشاء الله تعالی .

پس وقتی که می باشد روز قیامت یافته می شود حسنات را در صحیفه اعمال او و نه یافته می شود سیئات . پس داخل می شود (۳۰۶ - ۱) در بهشت بغیر حساب ، و می گردد از سلطانان بهشت بحاصل شدن درجات عالیه دران بهشت بفضل خدای تعالی و رحمت او و نیست این بر خدای تعالی کمیاب .

و این آخر چیزی ست که آوردم در خاتمه و تمام کردم کتاب را ، و امید دارم از رحمت خدای تعالی که تقصیراتی که درین کتاب رفته باشد ، از روی کرم عفو فرماید و مقبول طباع ایستادهای حضور پایه سریر سلطنت حضرت بادشاه عالم

و عالمیان بر گزیده حضرت رحمان، سایه لطف حق بر جهانیان
ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی، شاہ جہان
بادشاہ غازی گرداند - نظم :

تا نبود صبح را از سوی مغرب طلوع
 روز بقای تو باد ہفتہ یوم الحساب
 چار ملک درد و صبح داعی بخت تواند (۶-۴-۲)
 (باد) ہائین خضر دعوت شان مستجاب

شعر :

یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت
 ان انکبائر فی الغفران کا للہم
 لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا
 تاتی علی حسب العصیان فی القسم
 یا رب فاجعل رجائی غیر منعکس
 لدیک و اجعل حسابی غیر منحرم
 و الطف بعبدک فی الدارین ان لہ
 صبراً متی تدعہ الایہوال ینوزہ
 و اذن لسحب صلوات منک دائمة
 علی النبسی بمنہل و منسجم

و الال و الصحب ثم التابعین لهم
 اهل التقی و التقی و العلم و الکرم
 ما رنحت عدبات البان ریح صبا
 و اطرب العیس حادی العیس بالنغم

ترجمه :

ای دل از رحمت مشو نوید با جرم عظیم
 چون کبائر نزد غفران خدا شد چون لعم
 رحمت رحمن مگر آن دم که قسمت می کند
 بر من آید در خور (۲-۳۰-۱) جرم و گناه اندر قسم
 یا رب امید مرا واپس مگردان و از گون
 در قیامت نزد تو وانگه حساب آسان کنم
 لطف کن با بنده در دنیا و هم در آخرت
 زانکه صبرش نزد سختی ها گریزد از سدم
 پس درود بیکران بادا ز ابر رحمت
 بر پیمبر تا شود ریزان و پاشان این نعم
 بعد زان بر آل و اصحاب کبرام و تابعین
 اهل علم و حلم و عقل و فضل و تقوی و کرم

تابجنبانند صبا اندر چمن شاخ - درخت
تا برانند اشتران، رانندگانش بر نعم

والله اعلم بالصواب، و اليه المرجع والمآب -

وقد تم الكتاب بعون الملك الوهاب يوم السبت، وقت الظهر
في تسم عشر من شهر محرم الحرام - سنة الف و اربع و
اربعين من الهجرة النبوية عليه افضل الصلوات والتحيات
(٢٠٤ - ٢) موافق لسنة السابع من الجلوس الشهنشاهي
خلد الله ملكه و بقاء و ثبت عدله و انصافه .

تم تم

تعليقات

(۱)

مخدوم لعل شهباز

(متعلق صفحہ ۷۵ - ۱)

ماخذ اول : در باره شرح حال این بزرگ، تاریخ ضیا برنی است، که ازان معلوم می شود که این بزرگوار در ایام سلطنت سلطان محمد خان شهید (اربعه و ثمانین و ستمایه) بن سلطان بلبن، به ملتان وارد شد. عبارت تاریخ فیروز شساهی این طور است : شیخ عثمان مریدی (؟) (مرندی) که بزرگوار مریدی بود، در ملتان رسید. خان شهید از معرفت و اعتقادی که داشت، او را باقراط تواضع کرد و فتوح بسیار داشت، و بسیار جهد کرد که آن بزرگ را در ملتان بدارد، و برای او خانقاه سازد، و دهها دهد، شیخ عثمان اقامت نکرد، و روزی خان شهید شیخ مذکور را و شیخ قدوه (شیخ صدرالدین المتوفی ۸۷۷ هـ)

پسر حضرت شیخ بهاالدین زکریا را، در مجلس خود طلبید و بغزلهای عربی سماع فرمود. ایشان و درویشان دیگر، در حالت وجد و رقص می کردند. خان شهید تا آن زمان که درویشان در سماع و رقص بودند، دست بسته استاده بود. و زار زار می گریست. (ص ۶۷، ۶۸. نیز رک فرشته ج ۱، ص ۷۱۰. میر معصوم ص ۴. و تحفة الکرام ج ۳).

صاحب تحفة الکرام نوشته است (ج ۳، ص ۱۳۶) که شیخ در حدود سن اثنی و ستین و ستمایه (۶۶۲) در ملتان تشریف آورد، همین روایت را صاحب نزهته الخواطر گرفته است (ج ۱)

تاریخ ورود سیوستان : در تحفة الکرام ثبت است که شیخ بملازمت شاه شمس (؟) بو علی قلندر رسیده، وی گفت، سه قلندر در هندوستان اند، بهتر همین که باز به سند تشریف برید، بنا بران اشاره به بلده سوستان آمد. صاحب "لب تاریخ سند" گفته است که شیخ در سال ۵۶۴۹ هـ به سیوستان تشریف آورد، و سال ورودش ازین قطعه استخراج می شود :

چو باز آشیان قدس شهباز سوستان را نموده جنت آسا
خرد تاریخ آن از روی اخلاص "نمود آفتاب دین" بگفتا (۵۶۴۹ هـ)

و شش سال در سیوستان زندگی کرد و فوت شد. مولوی فتح محمد مرحوم در "حیات نامه قلندری" اقا است یک سال نوشته است (ص ۴۰).

تاریخ تولد : تاریخ تولد ایشان فقط در سه کتاب از نظر گذشته . گزیتشر لارکانه (ص ۴۰) ولادت ایشان را در سال ۵۰۳۸ بیان کرده است و عمرش ۱۱۲ سال . معلوم می شود که مولف این کتاب از این قطعه تاریخ که صاحب " حیات نامه قلندری " آورده است (ص ۴۰) این عددها را گرفته است :

بجو تاریخ شمس الدین عثمان بدرکن "رنج" از "فلک کرامت"
 ۲۵۳ ۷۹۱
 سن عمرش "ولی الله" وفاتش سرورش غیب می گوید "برحمت"
 ۱۱۲ ۶۵۰

صاحب لب تاریخ نیز سال تولد را (۵۰۳۸) قرار داده است .

تاریخ وفات : در تاریخ وفات ایشان اختلاف است . بدین طور :
 ۵۶۵۰ : گزیتشر . لب تاریخ سند . حیات نامه قلندری ۲۱ شعبان
 ۵۶۷۳ : مائراکرام ، آزاد (۲۸۵) - ۲۱ شعبان - مقالات الشعرا
 (۴۳۳) ۲۱ شعبان . در مقالات الشعرا این تاریخ نوشته شده است :

چون رفته سوي جنان آن شیخ کوزیده آل و پاک نام است
 از هاتف غیب می شنیدند " عثمان به دوازده امام است "
 ۶۷۳ = ۱۲ + ۶۶۱

تحفة الکرام ج ۳ و نزهة الخواطر : ۵۷۲۴ : خزینة الاصفیا
 (ج ۲ ، ص ۴۷)

چو عثمانِ ولی از دار دنیا برفت و باب جنت شد بر او باز
 ز "مخدوم اجل" جو ارتحالش بفرما "عارفِ محبوب شهباز"

تذکره فقرا . تذکره الانساب (۲۰ شعبان)

شاهبازِ نشینِ لاهوت شاه اورنگ خطه ملکوت
 اهلِ دل عارفِ معارفِ حق صاحبِ وجد و تارکِ مطلق
 شاه عثمان شاهباز لقب اشرف الذات هم شریف نسب
 بحرِ عرفان ، کنوز دانائی سهرِ ایقان ، چراغِ بینائی
 سمت خمنازه محبت و شوق بلبل گلستانِ عالمِ ذوق
 صاحبِ حال و کامل ابدال محرم خلوتِ حریمِ وصال
 در سنه هفت صد و بست چهار بست شعبان بود فصل بهار
 چند از روضه اش به سیوستان عطر افزا چو روضه رضوان
 فیض افزای گنبد پر نور چون جهازی ز چشمه کافور
 خاک آن آستان قبله نشان مرمره بینش عیون شهان

۱۰۱۴

ریاض الاولیا ، برکات اولیا (ص ۱۱۵) تاریخ الاولیا

(ج ۲ ، ص ۳۲۶)

شجره نسب : (۱) شیخ عثمان بن سید کبیرالدین احمد بن
 سید صدرالدین ، اولاد اسمعیل بن امام جعفر صادق .
 (تحفة الکرام)

(۲) شیخ عثمان بن سید کبیرالدین ، بن سید شمس الدین . بن سید نور شاہ ، بن سید محمود شاہ بن سید احمد شاہ بن سید ہادی ، بن سید سہدی ، بن سید منتجب بن سید غالب بن سید منصور بن سید اسمعیل بن امام جعفر (لب تاریخ سند . حیات نامہ قلندری)

(۳) شیخ عثمان ، بن سید حسن کبیرالدین ، بن سید شمس الدین ، بن صلاح الدین ، بن سید شاہ ، بن سید خالد ، بن سید محب ، بن سید مشتاق ، بن سید نورالدین ، بن سید اسمعیل ، بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد ، بن امام زین العابدین علی بن امام حسین . (خزینة الاصفیا) بحوالہ اخبار الاولیا ، (ج ۲ ص ۷۷) تذکرۃ الانساب بحوالہ ملساۃ السادات و ریاض الاولیا . تاریخ الاولیا .

شجرہ طریقت : (۱) شیخ عثمان لعل شہباز ، مرید شیخ جمال مجرد ، مرید سید ابراہیم مجرد ، مرید شیخ عاقل شہید ، مرید شیخ مسکین شہید ، مرید سید مرتضیٰ سبحانی ، مرید سید امام جعفر صادق (خزینة الاصفیا ، ج ۲ ، ص ۷۷ — تاریخ الاولیا بحوالہ اخبار الاولیا ، ج ۲ ص ۳۲۶)

(۲) عثمان مرندی ، مرید شیخ بہا الدین زکریا ملتانی ، مرید شیخ شہاب الدین سہروردی . سلسلہ طریقت دارا شکوہ نیز بچند واسطہ بہ شیخ عثمان می رسد . دارا شکوہ مرید ملا شاہ بدخشی ، مرید میان میر سنہدی ، مرید شاہ

پسر حضرت شیخ بهاء‌الدین زکریا را، در مجلس خود طلبید و بغزلهای عربی سماع فرمود. ایشان و درویشان دیگر، در حالت وجد و رقص می‌کردند. خان شهید تا آن زمان که درویشان در سماع و رقص بودند، دست بسته استاده بود. و زار زار می‌گریست. (ص ۶۷، ۶۸. نیز رک فرشته ج ۱، ص ۷۱۰. میر معصوم ص ۴. و تحفة الکرام ج ۳).

صاحب تحفة الکرام نوشته است (ج ۳، ص ۱۳۶) که شیخ در حدود سن اثنی و ستین و ستمایه (۶۶۲) در ملتان تشریف آورد، همین روایت را صاحب نزهته الخواطر گرفته است (ج ۱)

تاریخ ورود سیوستان : در تحفة الکرام ثبت است که شیخ بملازمت شاه شمس (؟) بو علی قلندر رسیده، وی گفت، سه قلندر در هندوستان اند، بهتر همین که باز به سند تشریف برید، بنا بران اشاره به بلده سوستان آمد. صاحب "لب تاریخ سند" گفته است که شیخ در سال ۵۶۴۹ هـ به سیوستان تشریف آورد، و سال ورودش ازین قطعه استخراج می‌شود :

چو باز آشیان قدس شهماز سوستان را نموده جنت آما
 خرد تاریخ آن از روی اخلاص "نمود آنتاب دین" بگفتا (۵۶۴۹ هـ)
 و شش سال در سیوستان زندگی کرد و فوت شد. مولوی
 فتح محمد مرحوم در "حیات نامه قلندری" اقااست یک سال
 نوشته است (ص ۴).

تاریخ تولد : تاریخ تولد ایشان فقط در سه کتاب از نظر گذشته . گزیتیر لارکانه (ص . م) ولادت ایشان را در سال ۵۳۸ هجری بیان کرده است و عمرش ۱۱۲ سال . معلوم می شود که مولف این کتاب از این قطعه تاریخ که صاحب " حیات نامه قلندری " آورده است (ص . م) این عددها را گرفته است :

بجو تاریخ شمس الدین عثمان بدرکن "رنج" از "فلک کرامت"
 ۲۵۳ ۲۹۱

سن عمرش "ولی الله" وفاتش سرورش غیب می گوید "برحمت"
 ۱۱۲ ۶۵۰

صاحب لب تاریخ نیز سال تولد را (۵۳۸) قرار داده است .

تاریخ وفات : در تاریخ وفات ایشان اختلاف است . بدین طور :

۵۶۵ : گزیتیر . لب تاریخ سند . حیات نامه قلندری ۲۱ شعبان

۵۶۷۳ : مائثر الکرام ، آزاد (۲۸۵) - ۲۱ شعبان - مقالات الشعرا

(۳۳۳) ۲۱ شعبان . در مقالات الشعرا این تاریخ نوشته شده است :

چون رفته سوي جنان آن شیخ کوزیده آل و پاک نام است

از هاتق غیب می شنیدند "عثمان به دوازده امام است"

۶۷۳ = ۱۲ + ۶۶۱

تحفة الکرام ج ۳ و نزهة الخواطر : ۵۷۲۳ : خزینة الاصفیا

(ج ۲ ، ص ۷۷)

خضر سیستانی ، مرید شاه اسکندر ، مرید شیرالاولیا خواجه
 حاتی ، مرید سید علی قادری ، مرید شاه عثمان لعل قلندر ،
 مرید شاه جمال مجرد ، مرید شیخ ابو اسحاق ابراهیم ، مرید
 شیخ مرتضیٰ سبحانی ، مرید حضرت احمد بن مبارک ، مرید
 شیخ عبدالقادر جیلانی (تذکرة الفقرا ص ۸)

مؤلف تذکرة الفقرا نوشته است که از هفده گروه خانواده
 سهروردیه ، یکی گروه "لعل شهبازیه" است که از شیخ عثمان
 قلندر شهباز آغاز شده است (ص ۲۱) و گروه پنجم
 که از حضرت کرم علی جهلی آغاز شده است ، نیز بچند
 واسطه درمیان بذریعه شیخ عثمان لعل شهباز بهخانواده
 سهروردیه منتهی می شود . (تذکرة الفقرا ص ۲۱)

طریقه ظاهری حضرت : صاحب خزینة الاصفیا بحواله
 "معارج الولاية" نوشته است که — " چون جذب و مستی
 بغایت داشت ، پابند احکام شرع نبود ، و طریقه " ملامتیه پیش نظر
 داشت . و در نظر مردان ، بشرب و اکل مسکرات و مکیفات
 مصروف مانده ، و آب گیاه خمر بسیار بنوشیدی ، و لباس سرخ
 داهشتی ، و خطاب " شهباز " از پیشگاه پیر روشن ضمیر بوی
 عطا شده بود ، و در خلق بسبب طریق ملامتیه وی به حضرت
 شهباز قلندر اشتها یافت . و بسبب ظهور خوارق و کرامت
 بسما ، هزار هزار خلق معتقد و مرید وی گشت " (ج ۲ ،
 ص ۴۶) رک تذکرة الانساب ص ۱۰۱ - ریاض الاولیا —

تذکره الفقرا ص ۲۱ - برکات الاولیا ص ۱۴ - اخبار الاولیا -
تاریخ الاولیا، ص ۳۲۶ .

قول میر غلام علی آزاد : میر غلام علی آزاد بلگرامی در
تذکره " مائراکرام (۲۸۵) نوشته است که — " راقم الحروف
بخط مولانا محب علی تتوی (رک مقاله راقم الحروف بعنوان
" مولانا محب علی سندي " مطبوعه مجله تاریخ و سیاست
کراچی) که از بزرگان عهد بود و ذکر او در شاهجهان نامها
و دیگر کتب تاریخ مسطور است ، مشاهده کرد این عبارت
که — " حضرت مخدوم لعل شهباز قدس سره ، اسم شریف وی
عثمان است " — و فقیر در لوح سنگی سیاه دیده بود که باین
روش کنده بود ، — " شیخ عثمان مرندی ، قطب دین باز
سپید ، و مرند بفتح میم و را " مهمله و سکون نون و دال
مهمله ، قریه ایست از قرای تبریز " (انتهای)

نسب شریفش بسیزده واسطه با امام جعفر صادق رضی الله
عنه می رسد . صاحب " تذکره مشائخ سنند " گوید —
" مولد و منشا حضرت مخدوم مرند است ، بعد رسیدن بمرتب
رجال ، بخدمت بابا ابراهیم که مرید شیخ جمال مجرد بود ،
ارادت آورد ، و مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال
بوده ، بمرتبہ تکمیل رسید ، و خرقة خلافت و اجازت یافت و
حصور و مجرد زیست ، و آخر به هندوستان تشریف آورد ، و
خدمت شیخ فرید گنج شکر ، و شیخ الاسلام بها الدین زکریا

دریافت، و با شیخ صدرالدین صحبتها داشت، و در سیوستان
 رحل اقامت افکند — چون وصول راقم الحروف دهم ربیع الاول
 سنه ۱۱۳۳ هـ، ثلث و اربعین و ما'ته و الف شهر سیوستان اتفاق
 افتاد، و میر سید محمد خان بخشی گری و وقایع نگاری
 تفویض نموده خود محمل سفر جانب بلگرام بستند. بعد اندک
 فرصت عزل خدمت رو نمود. ملالی بر حاشیه خاطر فقیر
 نشست. شبی در عالم رویا مشاهده می کنم که از کوچه
 شهر می گذرم، شخصی پیش آمد، ازو استفسار کردم که پیشتر
 کوچه نافرذ هست، در جواب بزبان عربی گفت — سَيَلُفَاک
 رجال — چند قدمی رفته می بینم که سه کس از مشائخ
 بر وضع و لباس اهل سند در مکانی نشسته اند. یکی ازینها
 مقتداست، نزدیک رفته سلام دادم، و روبروی شیخ مقتدا
 بدو زانوی ادب نشستم و سوال کردم که خدمت ما بحال
 می شود؟ بمجرد استماع این حرف سر بگریبان مراقبه برد،
 بعد یک پاس کامل سر بر آورده فرمود — بحال می شود —
 گفتم این چنین است، فرمود — ما می گوئیم — آخر بعد
 یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ بظهور رسید،
 چنان معلوم شد که آن بزرگ بشارت فرما، حضرت لعل
 شهباز بوده اند، قدس سره. و مراقبه یک پاس کامل اشارت
 بعرصه یک سال بود — وفات آن جناب بست و یکم شعبان
 سنه ۱۱۷۳ هـ، ثلث و سبعین و ستمائته واقع شد.

مقبره و خانقاه : مقبره اش در سیوستان مرجع خلایق سند هند و افغانستان است. هر سال اجتماع عظیم معتقدان بر مزار ایشان تا سه روز منعقد می شود .

ابن بطوطه مرقدش را در سال ۷۳۴ هـ حین سفر سیوستان دیده بود ، و یک شیخ معمر بنام محمد بغدادی را درین جا ملاقات کرد که دران وقت بعمر (۱۳۰) سال رسیده در خانقاه شیخ عثمان مقیم بود . معلوم نمی شود که دران زمان خانقاه ایشان چه طور بود ، آیا عمارت و گنبد دران زمان بود یا نه . ابن بطوطه فقط " خانقاه " نوشته است .

سلطان فیروز تغلق نعلش سلطان محمد تغلق را ، که بتاريخ ۲۱ محرم ۷۵۲ هـ نزدیک تته وفات یافته بود ، به سیوستان آورده در حوالی این خانقاه دفن کرد که دو کتیبه دارای این مطلب در آنجا نصب شده است . سلطان فیروز بخشش های فراوان بمتولیان این مرقد متبرک و دیگر بزرگان سیوستان داد . (برنی ۵۲۳ - ۵۲۵ - ۵۳۵)

از یک کتیبه که در خانقاه نصب است ، معلوم می شود که این گنبد و مقبره بحکم همین سلطان فیروز ، از طرف ملک رکن الدین عرف اختیارالدین بتاريخ ۷ رجب ۷۵۷ هـ بنا شده ، که مشتمل است بر هفت طاق و شش گنبد . عبارت کتیبه این طور است :

بعهد دولت فیروز شه سلطان دین پرور
که خاک درگهش سازند شاهان جهان افسر

عمارت شد مقام شیخ عثمان مرندی، کو
ولی الله باز اسفید، میر بحر بود و بر

اگرچه اولیا اندر زمان شیخ بس بودند
و لاکن در کرامت بود او از همگنان برتر

چه زیبا بارگاهی شد بهفت طاق شش گنبد (کذا)
که رنگ نُه فلک گشته ز رشک بام او اخضر

بروز هفتم از ماه رجب مبنی شد این روضه
بسال عفصد و پنجاه و هفت از هجرت مهتر

بنایش کرد والی اختیارالدین ملک ارشد
امیر عادل و باذل، تهمتن، ثانی اسکندر

که تا بود است سیومستان نه بود است این چنین والی
تقی و مشفق و مکرم، سخی و پاک دین دیگر

امید آن ست می یابد جزای این چنین خیری
هزاران قصر در جنت بفضل ایزد اکبر

(قرات بالا از دانشمند گرامی مولانا محمد شفیع لاهوری است)

در "تذکره" مشائخ سیومستان " این یک بیت زاید
است که بعد از بیت اول درج است :

ازان گاهی که بر تختِ شهنشاهی نشست آن شه
سراسر گشت گیتی از شعاعِ دولتش انور

در همین تذکره بیت چهارم این طور ثبت است :

چه زیبا بارگاهی شد بهشتی طاق بر گنبد
که رنگ نُه فلک گشته ز رنگ بام او اخضر

بیت هفتم نیز فرق دارد و این طور ثبت است :

که تا بود است سیوستان ، نبود است این چنین والی

سخی و مشفق و مکرّم ، تقی و پاک دین پرور

از "تذکره مشائخ سیوستان" ظاهر است که بعد این
تعمیر دیگر بار از سرتو میرزا جانی بیگ ترخان والی سند
در زمانِ خویش تعمیر گنبد و خانقاه را آغاز کرد ، لیکن
هنوز بتکمیل نرسانیده بود که خانخانان بروفتح یافت و او را
از سند بر کشیده بدربار اکبر بادشاه رسانید ، و بعد از چند
سال پسرش مرزا غازی بیگ تکمیلش فرمود . و خانقاهی که
پیش گنبد بنا نهاده بود ، بتکمیل رسانید . در عهد شاهجهان
مید دیندار خان صوبه دار سیوستان خانقاه را بتکمیل رسانید و
پیش آن صحن وسیعی که به وسعت یک جریب بود
بخشتهای کاشی مزین ساخت و مسجد را هم بنا کرد ، که بر
دیوار آن کتیبههای ذیل موجود اند :

”چون در عهد سلطان فیروز مرحوم روضه“
 قدیم حضرت مخدوم بنا شده بود ، و این دو
 سنگ تاریخ نوشته نصب کرده بودند ، آخر
 چون گنبد کلان در عهد مرزا جانی ترخان
 بنا یافته ، این سنگها برهم افتاده بودند ،
 الحال که این فقیر سید بهووه عرف دیندارخان
 باشد ، در عهد دولت حضرت صاحبقران ثانی
 صحن روضه را ترتیب داده و دو مسجد راست
 می ساخت ، این دو سنگ هم در دیوار
 خانقاه بنهاده تا یادگار سلاطین گذشته باشد“

کتیبه که تاریخ ساختن فرش ازان استخراج می شود این
 طور است :

بدوران شهابالدین جهان شاه	جهان از عدل او خرسند و آباد
شده تعمیر فرش عرش مسند	حسینی سیدی شهباز آزاد
قبول آمد بیازر خان دیندار	دران حضرت ز عون طالع شاد
چه گویم وصف آن صحن مقدس	بجای خشت ، انجم چیده استاد
چو خواهی سال وی باچشم دانش	بمقطع بین که آمد سال بنیاد
یکی باشد ز ”فرش مسند شاه“	دگر باشد ز ”فرش جنت آباد“
۱۰۳۰ هـ	۱۰۳۱ هـ

کتیبه مسجد که در سال ۱۰۳۳ هـ بنا شده است :

بدور شهنشاه شاه جهان از نوازش چوباغ بهشت
 چو مسجد بنا کرد دیندار خان بدرگاه شهباز عالی مرثت
 خردگفت سالش که "بیت العتیق" ذکر "مسجد شیخ بهووه" نوشت
 ۱۰۳۳ هـ ۱۰۳۱ هـ

در دوره میان غلام شاه کلهوره والی سند در خانقاه یک
 دهلیز تعمیر شد و یک علم پیش کرد که در کتیبه ذیل
 ذکرش آمده است :

چه خوش جناب مبارک که نور حقانی
 ز روضه امت عیان ظاهری و پنهانی

قلندر و سخنی و کام بخش اهل یقین
 ولی و سید عثمان پیر نورانی

بخاص و عام که مشهور لعل شهباز است
 بیادشاه گدا بار داد سلطانی

باین جناب هر آن کس ارادتی دارد
 یکام می رسد از دولت فراوانی

غلام شاه میان صاحب سعادت مند
 نشان حضرت عباس کان احسانی

سخنی و غازی و فیاض معدن الطاف
 چو سرفراز شد از لطف وجود ربانی

ز خاص نیت خود کرد تازه خوش تعمیر
که فرش و صحن و درر روضه شد گلستانی

قبول حضرت مخدوم شد نشانی کو
ز رحمت نبوی و علی عمرانی

هر آنکه دید و بیند ز بشوق نور ظهور
شود دو چشم و دلش روشن و درخشانی

هزار یک صد و هفتاد و سه ز هجری بود
ز بارداری باقدر نشان شد ارزانی

قبولیت که ز تعمیر جستم از هاتف
بدا بکوش من آمد ز لطف سبحانی

ز یمن مصرع تاریخ خوش بگو صابیر
"قبول باد نشان در جناب شاهانی"

۱۱۷۳ هـ

در دوره تالپوران، میر کرم علی خان والی سند،
تعمیرات قدیم را مرمت ساخت، و یک دروازه سیمین که
هنوز موجود است در روضه نصب کرد. این قطعه تاریخ
میر غلام علی مائل سرود :

چون باین روضه^۱ جنان رفعت که بیابش بود فلک دربان
روضه^۲ شاهباز روضه^۳ قدس لعل شهباز شیخنا عثمان
داد اکنون کرم علی خان میر از کرمهای ایزدِ منّان
بهر ترویج کار اجر و خیر که بود احسن از شهانِ زمان
خوش بترمیم روضه زین نوباب زیب و تکمیل زینتِ شاهان
باب این روضه الصفا کردند از زروسیم مهر و مه رخشان
لوحش الله که بخت و اقبال ست از درش بخش مقلان جهان
بسکه باب کشود کام دل ست باب این بارگاه فیض نشان
دلم از شوق آستان بوسیش صبحدم در دعای^۴ بانی^۵ آن
خواند تاریخش اینچنین^۶ "بکمال"^۷ "قبل الله خیر وز احسان"^۸
۹۱ ۹۱ + ۱۱۳۰ = ۱۲۳۱ هـ

باز سالش به "باب" گفت دگر "ضاعف الله اجره"^۹ بر خوان
۰ ۰ + ۱۲۲۶ = ۱۲۳۱ هـ

حبذا بارگاهِ باب سلام با سر کام باز کرد بیان
هم دگر کرد گل دلم این سال "آمد این باب روضه باب جنان"^{۱۰}
۲۰ ۲۰ + ۱۲۱۱ = ۱۲۳۱ هـ

خوش بر این باب "مائل" حق است سائل خیر خویش همه آن

تاریخ ثانی :

حبذا این باب بابِ روضهٔ جنت نظیر
کامد از خیر امیر ذوالکرام اکرام جفت
هاتفم سال درستیش ز لوحِ سیم و زر
از طلا و نقرهٔ مهر و مه است این باب گفت

○○○○○○

(۲)

مخدوم چتا امرانی

(متعلق صفحہ ۷۰ تا ۷۲)

در بارهٔ این بزرگ صاحب تحفة الکرام نوشته است :
” واقعہ خسف شہر بہانبرا ، المعروف بہ برہمن آباد — گویند
دلورای مذکور بعد خرابی شہر الوردان شہر مسکن گزیدہ
بود ، برادری داشت چہوتہ نام امرانی ، ولد آمر . حق تعالی
در خوردیش توفیق اسلام دادہ ، کہ ازان شہر برون رفتہ
قرآن را حفظ نمود ، و عقاید اسلام بوجہ نیک آموخت . چون
بشہر باز آمدہ عزیزانش تکلیف کد خدائی کردند ،
نہذیرفتہ ، کسی بطنز و تمسخر گفت این ترک مگر در کعبہ
رفتہ دختر فلان عرب نامدار بہبالہ کشد . از حسن اتفاقات ،
وی را در همان ایام صغرا زادہ حج مصمم شدہ ، چون آن جا
رسید ، روزی زنی بر دکان دیدہ کہ بتلاوت قرآن مشغول
بودہ . این برای سماع بایستاد . و زن گفت چہ ایستادہ ؟

گفت بشیندن قرآن، اگر کرم کنی و قرأت بیاموزی بنده باشم. زن گفت، استاد من دختر فلانی است. اگر تبدیل رخت کرده بکسوت دختران در آئی ترا آنجا برم. بر این وضع وی را نزد آن دختر بتلاوت قرأت مشغول ساخته. ظاهراً دختر قاریه را در نجوم مهارت کامله بود. روزی زنی نزد وی آمده از طالع دخترش که جانی کد خدا می نمود پرسید. بعد فراغ ازان جواب چهوته بدختر قاریه گفت، چون حال دیگران دانی باری از حال خود هم آگاه خواهی بود، دختر قاریه گفت، خوب بیاد دادی. در حال نظر در طالع خود افکنده گفت: من جفت شخصی از سکنان سند شوم. گفت: کی؟ گفت: در نزدیکی. گفت آن شخص کجاست؟ دختر قاریه بعد استخراج گفت آن شخص توئی! چون پرده کار از چهوته مرتفع شده، دختر قاریه بعد استخراج گفت: من بعد برو و دیگر میا، از تن رخت خود را بر کش و طلب مناکحت من بنما که من مقسوم توام. آن گاه حال را بوالدین گفته عنقریب بعقد زوجیت چهوته در آمد. چهوته بعد مرور زمانی بوطن مراجعت نموده. زن که فاطمه اسم داشت بخود برداشت.

چون شهر دلو رای (بهانپهرا یعنی برهن آباد) رسید، آن ظالم را وتیره چنان دید که دختر هر که کد خدا شدی، بجبر طلبیده تصرف می کرد و رد می نمود. چهوته همواره بموعظت نفس سعی کردی، هرگز از اعمال شنیع باز نیامد. تا آنکه

روزي تعريف فاطمه شنیده، در وقتي که جهوته برون بود، جهت دیدن بخانه اش در آمد. جهوته بصفاي ضمير آن حال را در غيب معاينه کرده، در حال بخانه رسیده زن را با خود گرفته از شهر بیرون شد و ندا افکند که این شهر بشامت والی، امشب سرنگون زمین در می رود. هر که درین فرصت خود ازین دام مرگ در کشد اختیار باقی دارد. کم کسی بحرفص اعتماد نموده. شب اول به بیداري پیر زالی که بچرخه می رسید، و شب دوم بواسطه کنیکري آن بلا از آن شهر مرتفع شده. آخر شب سیم تمام شهر معه سکان سرنگون بچاه عدم در رفت، و یک منار جهت عبرت و یادگار باقی مانده.

(ج ۳ - ۳۵)

بعد ازین روایت، در "تاریخ طاهري" (تالیف ۱۰۳۰ هـ) این اضافه موجود است.

"چفته امراني معه زن خود سلامت در بلده سیوستان که عرف سیوان است، منزوي گردیده بطاعات و عبادات ایزدي اشتغال می داشت. چون رخت حیات از این کاروان سرای فانی بمحمل مرگ صوب سر منزل جاودانی بست، چنانچه در زندگانی صاحب لفظ و مستجاب الدعوات گردیده بود. بعد از وفات نیز همچنان شد که هر که برای مراد خاطر بترت او می آید، بحرام خاطر خویش می رسد. و قبرش در بلده سهوان ست. اکثر مردم بروز جمعه برای زیارت او می آیند و اعتقاد تمام دارند" (خطی)

این مقبره تا هنوز مابین ریلوی استیشن و شهر در قبرستان قدیم سیوهن موجود است . و این کتیبه که از دیندار خان صوبه دار سیوستان یادگار مانده ، بر دیوار مغربی ثبت است :

بدورر شهنشاہ شاه جهان خدیو خردمند صاحب قران
چو خلد برین روضه شاه چہتہ بنا کرد نواب دیندار خان
ز سال بنایش طلب داشتند " بہشتی بروی زمین " گفت عثمان (؟)

از مصرعہ آخر سال ۱۰۳۲ھ استخراج می شود . و ازین ظاہر است کہ این مقبره را دیندار خان در همین سال بنا کرد کہ تا حال موجود است . سید حاجی حسین علی شاہ سیوستانی در " تذکرہ مشائخ سیوستان " نوشتہ است کہ چہتہ امرانی پسر یک عرب " عمران " نامی بود ، کہ از قوم تمیم بود و حاکم برہمن آباد شدہ ، آن عرب پسر دیگر ہم داشت بنام دلورای ، کہ بعد از پدر والی گشت (و اللہ اعلم بالصواب) .

قبر بی بی فاطمہ متصل مزار چہتہ در عقب پیش طاق اندر گنبد کوچک تا حال موجود است " .



(۳)

میرزا انور

(متعلق صفحہ ۹۹ - ۲)

میرزا انور کہ داماد زین خان کوکہ بود (ماثرالاسرا ۱/۶۹۳)
در ذخیره الخوانین مرقوم است کہ — ” جوانی بخوبی آراسته
نیکوکار پسندیده اطوار بود . دختر زین خان کوکہ در خانہ
خود داشت ، در حکومت بہکراساک باران و استیلای آب
پنجاب گردیدہ . مشار ’ الیہ برہنمونی زمینداران آنجا پوشاک
سزارغان پوشیدہ بدست خود قلبہ رانی نمودن گرفت ، و دختر
زین خان کوکہ منکوحہ او ، بمانند عوارت گواران ، نان
جواری و جغرات بر سر کردہ آورده بشوہر خود داد . همان
ساعت بکرم سبحانی باران بافراط بارید ، و دریای پنجاب استیلا
نمود . در سند نامی بہ نیکی گذاشت . (ذخیرہ خطی ۳۷۲)

(۴)

سعید خان

(متعلق صفحه ۱۱۱ - ۳)

سعید خان چغته پسر یعقوب بیگ بن ابراهیم بیگ
(ماترالاسرا ۳.۳ - ۲) درین باره در مآثر این عبارت ثبت
است : ”و چون در سنه (۱۱۱۰ هـ) مرزا غازی در تته بعد
مردن پدر خود مرزا جانی بیگ خیال خودسری پیش گرفت ،
عرش آشیانی ملتان و بهکر را بجاکیر سعید خان تنخواه فرموده
او را بر سر میرزا تعیین کرد. چون سعید خان به بهکر درآمد ،
مرزا اندیشه تباه را از سر بدر نموده برهنمونی خسرو خان
آمده ، خان را دید ، و با سعدالله پسرش صحبت مرزا کوک
شده ، بهمراهی سعید خان شرف آستان بوس بادشاهی دریافت “
(۳.۳ - ۲) . صاحب ذخیره الخوانین که شاگرد میر نمکین
و معاصر اوست ، درین باره می نویسد که — ”در ۱۱۱۰ هـ
سرکار ملتان و سرکار بهکر باز جاکیر یافته بر سر مرزا غازی بیگ
ترخان بتمخیر تته تعیین شده . مرزا غازی برهنمونی

خسرو خان وکیل خود در موضع سیتارجه توابع سرکار بهکر
آمده سعید خان را دید، و با سعد الله خان پسر سعید خان
مصاحبت بهم رسانیده بدرگاه آمد. (۱۱۳ خطی)

○○○○○○

(۵)

(متعلق صفحه ۱۱۲ - ۲)

در اکبر نامه ثبت است که — ”چهاردهم ماه مهر الاهی
(۱۳۰۱ هـ) سعید خان با پور خود، و میر ابوالقاسم نمکین
ملازمت نمود، و میرزا غازی، پور میرزا جانی ترخان از تنه
آمده جبین بسجود آستان اقبال نورانی ساخت، و گزیده
پیشکش بنذرانه گزرانید. هیژدهم به میرزا غازی و ابوالبقا
اوزبک گوهر مرصع و به عابدی خواجه جمدهر رحمت شد“
(ج ۳، ص - ۸۳۹)



(۶)

توخته بیگ خان

(متعلق صفحه ۱۱۳ - ۲)

در مائترالامرا (۳۸۱ - ۱) ثبت است — ” از یکهای
میرزا حکیم بود، در جنگی (که مرزا را بافواج عرش آشیانی
رو داد) مصدر دلیری گشته نامی برار مردی بر آورد. پس
از فوت مرزا همراه پسرانش سال سیم جلوس آن بادشاه بعتبه
سلطنت رسیده، دولت بار یافته بگوناگون انعامات مشمول
عاطفت گردید. پس ازان بتعیناتی صوبه کابل آبرو یافته
همراه کنورمان سنگ و زین خان کوکه در تنبیه گروه یوسف
زئی و تاریکیان بکرات مصدر ترددات شایان گشت. سال
سی و نهم بهمراهی شاهزاده سلطان سلیم مقرر شده در نواح
لاهور جاگیر یافت. پستر بهانه داری پشاور سرفرازی
اندوخته بارها گروه تاریکی را گوشمال بسزا داد. چون
خدمات پسندیده ازو بظهور آمد، در سال چهل و نهم بخطاب
خانی رایت ناموری افراشت. و پس از جلوس جنت مکانی چون
ماجرای آمدن حسین شاملو حاکم هرات بافوج گران و محاصره

نمودن قلعه قندهار بعرض خسروائی رسید . او را بمنصب دو هزاری و خطاب سردار خان برنواخته همراه مهرزا غازی بیگ بکویک شاه بیگ خان حاکم قندهار دستوری شد . تا رسیدن اینها چون فوج قزلباش از گرد قلعه برخاسته مراجعت بوطن خود نموده بود ، او از تغیر شاه بیگ خان بحکومت قندهار بلند گردید ، و در اندک مدت سال سیوم مطابق سنه (۱۰۱۶ هـ) هزار و شانزده هجری در آنجا ودیعت حیات سپرد .



- (۷)

محاصره قندهار

(متعلق صفحه ۱۱۳ - ۳)

در مآثر الامرا (ج ۲، ص ۶۳۳) ثبت است که در سال سی و نهم چون میرزا مظفر حسین قندهاری صفوی استدعای بندگی بادشاهی نمود، شاه بیگ خان (شاه بیگ خان ارغون مخاطب به خان دوران، پسر ابراهیم بیگ چریک) از بنگشات بحکومت قندهار تعیین گشت در سال چهل و دوم بمنصب سه هزار و پانصدی لوی اعتبار بر افراخت، در سال اول جلوس جهانگیری، حسین خان شاملو حاکم هرات، فوت حضرت عرش آشیانی شینده با لشکر خراسان آمده، قندهار را محاصره نمود، شاه بیگ با دل قوی و همت درست روزانه مردم را آرامته بکار زارمی فرستاد، و شبها بالای ارک نشسته بزم نشاط ترتیب می داد. روزیکه ایلچی قزلباش بقلعه می آمد، فقدان غله بمرتبته تمام بود، و از سرکار خود در راسته و بازار از هر قسم غله تودها کرد، تا مخالف بعسرت پی نبرد. و چون این محاصره بی اجازت دارای ایران شاه عباس صفوی بود، حسین خان بعتاب شاهی بی نیل مقصود برخاسته رفت

جهانگیر در تزک خود نوشته است که " چهارشنبه نهم محرم (۱۰۱۰ هـ - بقول بیورج ۸ محرم جشن اولین نوروز) بمبارکی بقلعه لاهور در آمد، جمعی از دولت خواهان معروض داشتند که معاودت بدرالخلافت آگره درین ایام که فی الجمله خللی در صوبه گجرات و دکهن و بنگاله واقع است بصلاح دولت اقرب خواهد بود، این کنکاش پسند خاطر من نیفتاد. چه از عرائض شاه بیگ خان حاکم قندهار بعضی مقدمات معروض افتاده بود، دلالت بران می کرد که امرای سرحد قزلباشیه بنا بر افساد، چندی از بقایای لشکر میرزایان آنجا که همیشه محرک سلسله خصومت و نزاع اند، و ترغیب نامجات در گرفتن قندهار بان طائفه می نویسند، حرکتی خواهند نمود. بخاطر رسید که مبادا شتقار شدن حضرت عرش آشیانی، و مخالفت بی هنگام خسرو داعیه آنها را تیز ساخته بر سر قندهار پورش نمایند. بحسب اتفاق آنچه بخاطر آفتاب اشراف پرتو انداخته بود، از قوه بعمل آمد، حاکم هرات و ملک سیستان و جاگیرداران این نواحی بکمک و مدد حسین خان حاکم هرات بر سر قندهار متوجه گشتند. شهابش بر همت و مردانگی شاه بیگ خان مردانه پا قائم کرده قلعه را مضبوط و مستحکم ساخت و خود بر بالای ارک سیوم از قلعه مذکور چنان نشست که بیرونیان علانیه مجلس او را می دیدند، و در مدت محاصره میان نبسته سروها برهنه مجلس عیش و عشرت ترتیب می داد. و هیچ روزی نبود که

فوجی در برابر لشکر غنیم از قلعه بیرون نمی فرستاد ، و کوششهای مردانه بتقدیم نمی رسانید . تا در قلعه بود چنین بود . لشکر قزلباش سه طرف قلعه را احاطه نموده بودند .

چون این خبر در لاهور رسید ظاهر شد که توقف درین حدود اقرب و اصلح بوده . در حال فوجی کلانی بسرداری^۱ میرزا غازی و همراهی جمعی از منصب داران و بنده های درگاه مثل قرا بیگ که بخطاب قرا خانی ، و تخته بیگ که خطاب سردار خانی سرفراز گردیده بودند ، معین گشتند . مرزا غازی را بمنصب پنج هزاری ذات و سوار سرفراز ساختم و تقاره عنایت کردم . (تزک ، نولکشور ص-۳۳)

مرزا غازی بتاریخ ۱۲ شوال ۱۱۰۵ هـ به قندهار داخل شد و این اطلاع بتاریخ ۲۲ ذوالقعدة ۱۱۰۵ هـ به جهانگیر در لاهور رسید که آن روز اول از سال دوم جهانگیری بود . در تزک نوشته است — ” در همین روز مبارک از عرائض قندهار بموقف عرض رسید که لشکری که بسر کردگی میرزا غازی ولد جانی بیگ بکمک شاه بیگ خان تعین یافته بودند ، در دوازدهم شهر شوال سنه مذکور داخل بلده قندهار می شوند ، و طائفه قزلباش چون خبر رسیدن عساکر منصوره را پیش منزلی بلده مذکور می شوند ، سرامیه و پریشان و پشیمان تا کنار آب هلمند که پنجاه و شصت گروه بوده باشد ، عنان باز نمی کشند ” (تزک ، ص-۳۲)

(۸)

(متعلق صفحه ۱۱۳ - ۱)

سرزا غازي از قندهار به بهکر آمد و ازانجا به لاهور روانه شد، که جهانگیر دران زمان از سفر کابل واپس آمده در لاهور قیام پذیر بود. در تزک است که — ” روز دوشنبه دوازدهم (شعبان ۱۰۱۶ هـ) سرزا غازي که در سرداري لشکر قندهار مصدر خدمات پسندیده گشته بود ملازمت نمود، و عنایات بسیار نمودم (تزک، نول کشور ص ۶۳) .

○○○○○○

(۹)

(متعلق صفحه ۱۱۳ - ۳)

شاه بیگ بعد از قندهار، حکومت کابل یافت. صاحب
مآثر (۶۳۳ - ۲) نوشته است که: "شاه بیگ خان
حسب الحکم در سنه هزار و شانزده (۱۱۶۰ هـ) از قندهار به
کابل رسیده ملازمت جنت مکانی دریافت. و بمنصب پنج
هزاری و خطاب خان دوران و صاحب صوبگی کابل و ضبط
افغانستان مباهی گشته از حسن ابدال رخصت تعلقه یافت.
مدتها بضبط و نسق گزرانید."

○○○○○○

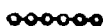
(متعلق صفحه ۱۱۵ - ۲)

وقتیکه مرزا غازي (۱۲ شعبان ۱۱۶۰ هـ) بحضور جهانگیر در لاهور بار یافت و آنجا ماند، تقریباً یک ماه بعد ازان (۱۰ - رمضان ۱۱۶۰ هـ) به او حکومت قندهار سپرد شد . جهانگیر این واقعه را در تزک این طور نوشته است :

” (۱۰ - رمضان ۱۱۶۰ هـ) سال دویم جهانگیری — روز پنجشنبه دهم ماه، میرزا غازي را بمنصب پنج هزاري ذات و سوار سرفراز ساخته، با آنکه کل ولایت تنه بجایگیر او مقرر بود، پاره از صوبه ملتان نیز بجایگیر او مقرر گشت، و حکومت قندهار و محافظت آن ملک که سرحد هندوستان است، بعهده کاردانی و حسن سلوک او مقرر گردید . و خلعت و شمشیر مرصع عنایت کرده رخصت دادم . “ (تزک ، نول کشور ص ۶۳)

میرزا رخصت یافته به بهکر رسید و آنجا ماند تا حکم دیگر برای رفتن قندهار باو رسید . چنانچه جهانگیر در تزک

می نویسد که : " در ۱۳ ماه مذکور (رجب ۱۰۱۷ هـ) حکم کردم که سرزا غازی متوجه تندهار شود . از اتفاقات حسنه بمجرد آنکه سرزای مشار^۳ الیه از بهکر روانه ولایت مذکور گردد ، خیر فوت سردار خان حاکم آنجا می رسید . سردار خان از ملازمان مقرر و روشناس میرزا محمد حکیم عم من بود ، تخته بیگ اشتها داشت . " (تزک ، نول کشور ص ۷۳)



(۱۱)

شیر بیگ

(متعلق صفحه ۱۱۸ - ۲)

صحیح شیر بیگ است. وقتیکه مرزا غازی از قندهار حکم معزولی خسرو بیگ (نائب تته) را فرستاد، و اولاد قاسم خان ارغون را از حکومت نصر پور نیز معزول کرد، و ایشان همراه خسرو بیگ شده از قبول حکم منحرف شدند. در نصر پور رای سنگ ولد مانک راعی با اولاد قاسم خان جنگ کرد و ایشان را هزیمت داد. در آن جنگ (۱۱ - رمضان ۱۰۲۰ هـ) شیر بیگ شهید شد و قبر او در گورستان خان زمان (نزدیک نصر پور) موجود است و این کتیبه دارد.

”تاریخ رحلت نمود میر شیر بیگ
(مرحوم بن) میر علی شیر ارغون، روز
دوشنبه وقت دو پاس یازدهم شهر
رمضان المبارک ۱۰۲۰ هـ در جنگ بمرتبہ
شهادت رسید“

(رک مقدمه مثنوی چنیسر نامه از راقم الحروف ص ۵۶)

(۱۴)

میر ابوالقاسم نمکین (پیر غلام)

(متعلق صفحہ ۱۲۰ - ۱ - ح)

مولفِ مظهر شاہجہانی، یوسف میرک، پدرِ خود
میر ابوالقاسم نمکین را ”پیر غلام“، می نویسد. میر ابوالبقا
المخاطب به امیر خان، فرزندِ کلانِ میر نمکین و برادرِ
مولف بود که ذکرش هم کرده است. ”ساداتِ امیر خانی“
از نسل وی اند. فرزندش میر ابوالمکارم ”شہود“ فاضل
یگانہ و شاعرِ صاحبِ دیوان، و مصنفِ مثنوی ”پری خانہ“
سلیمان“ بود. و فرزندِ ابوالمکارم (یعنی نبیره امیر خان)،
امین الدین حسین خان، در اواخرِ عهدِ بادشاہِ ہند عالمگیر،
والی تہہ بود. او مولفِ ”رشحاتِ فنون“، و ”معلومات
آلفاق“ بود.

میر نمکین گورستان خود را بنام ”صفہ صفا“ بر ساحل
دریا در لوهري بنا کرده بود و در آنجا دفن شد و بر قبرش سه
کتیبہ ذیل ثبت است :

- (۱) میر ابوالقاسم آن یگانه عصر
 که بجز تخم دین و داد نه کشت
 ملک و اقبال در تصرف داشت
 چون اجل در رسید جمله بهشت
 دیده دل کشاده بر گیرید
 عبرت ای عاقلان پاک سرشت
- (۲) گر بود بستر از حریر چه سود
 چون نهد مرگ زیر بالغن خشت
 خلف خیر او ز "داغ ابي" ۱۰۱۸ هـ
 چونکه تاریخ سال فوت نوشت
 گفت ملهم مرا بگوش ضمیر
 سال فوتش که "باد جاش بهشت"
- (۳) خان زمانه میر ابوالقاسم آنکه او
 لوح وجود از رقم غیر ساده کرد
 دودمان گلین حیا
 سال وفات او طلب از "داغ داده" کرد ۱۰۱۹ هـ
 (رک : تذکره امیر خانی)

(۱۳)

میران صدر جهان

(متعلق صفحہ ۱۲۱ تا ۱۰۱)

از توابع لکھنو بود، در عهد عرش آشیانی بوساطت شیخ عبدالنبی صدر، افتای ممالک محروسه بدو قرار گرفت تا سال چہلم بمنصب ہفصدی رسیدہ بخدمت صدارت کل اختصاص گرفت . پس ازان ترقی کردہ بیابہ امارت و منصب دو ہزاری متصاعد گشت . در عهد جہانگیری بمنصب چہار ہزاری رسید . صد و بیست سال زندگانی کرد و در سنہ ۱۰۲۰ھ ودیعت حیات سپرد . (ماثرالامراء، ج ۳، ص ۳۴۹)

○○○○○○

(۱۴)

شمیشر خان ازبک

(متعلق صفحه ۱۲۱ - ۲)

در مائرا لاسرا ثبت است که : ” شمیشر خان ارسلان بی ازبک از اسرای عهد جنت مکانی ست . سابقا حکومت کهمرد داشت ، و از نوکران متوسط الحال ولی محمد خان والی توران دیار بود . پس ازان که کهمرد را در سرکار پادشاهی سپرد سال سیوم جلوس آمده ، دولت ملازمت دریافت ، و بعنایت منصب مناسب و خلعت سر عزت بر افراخت . پس تر تیول در سیوستان مضاف صوبه تهته یافته بحکومت آنجا نامزد گردید . سال پنجم بعنایت علم رایت امارت بر افراخت . سال نهم چون صوبه داری تهته به مظفر خان معموری مقرر شد او معزول گشته بحضور آمد ، و در مهم رانا برکاب پادشاهزاده سلطان خرم دستوری پذیرفت . و وقت موعود چشم جهان بین را بر بست . گویند مرد ساده بود ، و بارای عبادت یومیه و تلاوت کلام الهی می پرداخت . و از سحاب همتش رشحه حسنات

همیشه می چکید . بمرتب سه هزاری رسیده بود . (۶۳۳ - ۲) در ذخیره الخوانین شرح حال وی خیلی بتفصیل موجود است . بموجب ذیل : از اکابران توران بوده ، و درین دودمان عالیشان بمنصب سه هزاری رسیده مخاطب به شمشیر خان گردیده ، و صاحب صوبه تته شد . درانجا از سلسله خسرو خان چرکس (امیر میرزا جانی بیگ ترخان و مرزا غازی بیگ) خواستگاری نموده باز بیجاگیر سرکار سیوستان آمد . متمادی ایام درانجا گذرانید . حکایات ساده لوحی ایشان مکرر بسمع اشرف اقدس حضرت صاحب قران ثانی رسید . از منصب و جاگیر افتاد . چند سال زیست در لاهور رحل اقامت انداخت ، و درانجا در گذشت . از جمله حکایات او یکی این ست که روزی درون محل رفت و آن منکوحه چرکس که نو در حباله^۱ نکاح خود آورده بود ، او با زیب و زینت نشسته بود . خان مشار^۲ الیه نگاه بجانب او کرده پرسیدند که این عورت کیست و از کجا آمده ؟ کیوانوی خانه ، بعد از قسم مغلظه خاطر نشان ایشان ساختند که او منکوحه^۳ شما است . و قس علی هذا . اظهار این قسم حکایات دیگر از بی خریدی خود است ، چرا که مشار^۴ الیه دیندار خدا پرست عارف کامل بود . روز و شب بتلاوت کلام مجید و نماز و روزه میگذرانید . و خیرات بسیار می کرد ، و قبیله پرور بود . (خطی ص ۳۵۵)

(۱۵)

میرزا رستم

(متعلق صفحه ۱۲۳ - ۱)

میرزا رستم (متوفی ۱۰۵۱ هـ) نیز قریباً یک سال در تته ماند و بعد ازان معزول شد. در ذخیره الخوانین است که :

” میرزا رستم ابن سلطان حسین مرزا بن بهرام مرزا بن شاه اسمعیل صفوی در سال ۱۰۴۱ هـ که رایات عالیات جهانگیری در دارالبرکتہ اجمیر نزول اجلال نموده و خبر فوت مرزا غازی ترخان والی تته بمساع علیه رسید، مرزا رستم را تعینات تته فرمودند، و نصیحت نمودند، که محروسه تته بقوم ترخانیه زیاده از صد سال است. خسرو خان چرکس وکیل چهار کرسی آن بزرگان ست، مبادا غدري اندیشد. در تته رسیده او را بدرگاه جهان پناه فرستاده خود در آنجا بوده، باتفاق میر عبدالرزاق معموری جمعبندی تته نماید. مشارً الیه اگرچه در آنجا رسید و تشخیص جمع هم داد، و خسرو خان را با توابع و لواحق مرزا غازی بیگ و مرزا جانی بیگ روانه

درگاه ساخت . امّا بانها سلوک خوب نکرد ، اکثر مردم جلا وطن شدند . قاضي محمود که اعلم العلماء الملک بود ، از دست تعدي مرزا با عيال و اطفال خود در بهکر آمده در خانه پدر مسود . اين اوراق شيخ معروف صدر سرکار بهکر مقيم گشت . اين خبر بمسامع عليه جهانگيري رسيد . مرزا را تغيير کرده بحضور طلبيد . روزي چند بار ندادند ، بعده بسعادت کورنش مستفيد گرديد ” ص ۵۸ ، مائرالامرا ، ج ۳ ، ص ۴۳۸ .

جهانگير در تزک نوشته است (سال نهم از جلوس که از شب ۹ - صفر ۱۰۲۳ هـ شروع شده) — ” مرزا غازي ترخان که حکومت تهته و قندهار و آن نواحي متعلق بدو بود ، برحمت خدا رفت . بخاطر رسيد که او (مرزا رستم) را به تهته فرستم ، تا آنجا جوهر ذاتي خود را خاطر نشان ساخته ، آن ملک را بعنوان پسندیده محافظت نمايد . و به منصب پنج هزاري ذات و سوار سرفراز ساخته دو لک روپيه نقد مدد خرج بدو مرحمت فرموده به صوبه داري ملک تته او را رخصت نمودم ، عقیده آن بود که از دوران سرحد خدمت ها بوقوع آيد . بخلاف توقع مصدر هيچ گونه خدمتي نشد . ظلم و تعدي را بجائي رسانيد که خلق بسياري از سلوک زشت او به شکوه در آمدند . و خبري چند ازو شنیده شد ، که آوردن او لازم گشت . يکی از بندهاي درگاه را به طلب او تعين نموده او را بدرگاه طلبيدم . در بست و ششم اردي بهشت او را

آوردند. چون ظلم و تعدی ازو به خلق خدا بسیار رسیده بود ،
باز خواست آن بمقتضای عدالت لازم گشته . او را به واجباتی
رای سنگ دنی سپردم تا بحقیقت عمل او باز رسیده شود. و او
فی الجمله تنبیهی یافته دیگران متنبه و عبرت پذیر گردند “
(نول کشور ۱۲۹ - ۱۳۰)



(۱۶)

تاج خان

(متعلق صفحه ۱۲۳ - ۲)

تاج خان بیگ خان عرف تاج خان کابلی، سابق از یکه های مرزا حکیم بود. پس ازود در خدمت عرش آشتیانی رسیده، بمنصب فاخره معزز گشت..... در عهد جنت مکانی بخطاب "تاج خان" معزز گردیده، اولاً سرکار بهکر جاگیر یافت، و باز، صاحب صوبه تته شده در گذشت. (ذخیره خطی ص ۳۹۷).

از "لب تاریخ سند" معلوم می شود که در سال ۱۰۲۰ هجری بحکومت بهکر آمد و غالباً بعد از معزولی مرزا رستم در سال ۱۰۲۳ هجری از بهکر به تته آمد و آنجا در همین سال ۱۰۲۳ هجری ودیعت حیات سپرد. و شمشیر خان از سیوستان باز بحکومت تته رفت.

صاحب مائرا لاسرا دو شرح حال تاج بیگ نوشته است که :
"پس از جلوس جهانگیری از اصل و اضافه بمنصب سه هزاره

سر بلندی یافت. و در سال دوم چون بادشاه از کابل به هندوستان مراجعت فرمود (۱۰۱۶ هـ)، و حکومت آن صوبه بنام شاه بیگ، خان دوران که از قندهار معزول شده در راه بود، تقرر یافت، نام برده را حکم شد که تا آمدن خان مذکور از کابل خبردار باشد. پستر باضافه منصب کامیاب شده بصوبه داری تته چهره عزت برافروخت. سال نهم مطابق (۱۰۲۳ هـ) همان جا بخلوت کده بقا خرامید.

(۱ - ۳۸۳)

از کابل اول در بهکر آمد و بعد از عزل رستم به تته رسید.



(۱۷)

میر ابوالبقا

(متعلق صفحہ ۱۲۳ - ۲)

میر ابوالبقا (المخاطب بہ امیر خان) در اواخر ۱۰۱۹ھ یا در ابتدا ۱۰۲۰ھ جاگیر اباورہ و گنجاہ یافت، و از آگرہ بجاگیر خود رسید و از انجا وقتیکہ در سال ۱۰۲۳ھ تاش بیگ در تہ وفات یافت، شمشیر بیگ در همان سال بہ تہ تقرر یافت و میر ابوالبقا از اباورہ و گنجاہ تبدیل و بہ سیوستان مقرر شد. (رک: تذکرہ امیر خانی).



(۱۸)

عتیق الله

(متعلق صفحه ۱۲۵ - ۱)

شرح حال میر عتیق الله پسر کلان میر ابوالبقا در کتاب دیگر یافته نشد. قبرش در پهلوی قبر پدرش (میر ابوالبقا، امیر خان) بر "صفه صفا" (لوهري) موجود است، و این کتیبه ها دارد :

(۱)

عتیق الله مرزا کز فراقش
محبان را جگر ها چاک آمد
چو در خیل شهیدان شد خرامان
فلک را دیده نمناک آمد
ز روی درد گفتا مال تاریخ
عتیق الله شهید پاک آمد

(۲)

یکتای روزگار عتیق الله آن جواد
 کاندر جهانِ جود نبودش کسی عدیل
 نگذاشت آسمان از آنکه بود
 مشتاق او فردوس سلسبیل
 سالِ شهادتش چونو شتم بصفحه بر
 از غم بریخت آب ز چشم چو رود نیل
 — لا اله الا الله محمد الرسول الله —

(۳)

بتاریخ روز پنجشنبه چهارم
 شهر رجب المرجب سنه ۱۰۳۷ هـ
 بدرجه^۱ شهادت رسید.

از این کتاب (مظهر شاهجهانی) نیز معلوم نشد که در
 کدام معرکه بدرجه^۲ شهادت رسیده باشد. درین سال پدرش
 در ملتان نائب یمین الدوله بود. گمان برده می شود که میر
 عتیق الله در سند در آویزش سمیحه ها کشته شده باشد.

(۱۹)

مظفر خان معموري

(متعلق صفحه ۲۸ - ۱)

مظفر خان معموري بعد از فوت ميرزا غازي (۱۰۲۱ هـ) براي جمعبندي صوبه تته (تزک، ص ۱۱۱) پيشتر از مرزا رستم به تته رسيد، و بعد از رسيدن مرزا رستم (۱۰ - محرم ۱۰۲۲ هـ) همراه متوسلين دودمان ترخانيه به اجمير در خدمت جهانگير رسيد (تزک، ۱۱۸) و خطاب "مظفر خان" يافت .
(ترخان نامه)

بعد از عزل مرزا رستم و وفات تاش بيگ (۱۰۲۳ هـ) شمشير بيگ را حکومت تته سپرد شد . و بعد او در سال يازدهم (۱۵ - ربيع اول ۱۰۲۵ هـ) مظفر خان معموري بصوبه داري تته فائز شد . (مآثر، ج ۲ ص ۶۳۳ و تزک، ص ۱۵۷)

صاحب مآثر الامرا در شرح حال معموري نوشته است که :
" مير عبدالرزاق معموري مظفر خان از سادات صحيح النسب

معمور آباد است که موضعی ست از نجف اشرف . نیاگانِ او به هند آمدند . میر بدائع و قابلیت از یکتایانِ روزگار بود . در عهد عرش آشیانی جولانی^۱ عرصه^۲ روزگار گشته به بخشی گری^۳ سپاهِ بتکاله تعیین گشت چون بعد فوت مرزا غازی بیگ ترخان صوبه تهنه بضبط پادشاهی در آمده، میرزا رستم صفوی به ایالت آنجا معین گشت . مظفر خان بجهت تشخیص جمعبندی^۴ آن صوبه مرخص گردید . و از روی کارشناسی و معامله دانی از قرارِ هست و بود جمعی معین نموده بجاگیر میرزا و متعینه^۵ او تنخواه داده معاودت کرد . و در آخر عهد جهانگیری بصاحب صوبگی مالوه بلند پایه گردید “ (۳-۳۷۸)

(بقیه سلسله^۶ این حاشیه رک : نمبر ۲۰)

میر معموری در سال ۱۰۲۲ هـ یک مسجد جامع را در تته بنا کرد که به “مسجد خضری” معروف و تاکنون موجود است ، کتیبه^۷ او که بالای محراب ثبت است این طور خوانده میشود :

۱ - خاک آستان حضرت نبوی صلی الله علیه وسلم عبدالرزاق

۲ - الحسینی المعموری الملقب به مظفر خان بتاریخ ۱۰۲۲ هـ

اتمام شد .

(رک : مقاله^۸ میر مائل راقم الحروف در مجله^۹ سهران ۱۹۵۵)

(متعلق صفحه ۱۲۹ - ۲)

صاحب مآثرالامرا" نوشته است که : در سال نهم (از ۹ - صفر ۱۰۲۳ تا هفتم صفر ۱۰۲۴ هـ) چون صوبه داري تهته به مظفر خان معموري مقرر شد ، او معزول گشته بحضور آمد و در مهم رانا برکاب بادشاهزاده سلطان خرم دستوري پذيرفت .
(ج ۲ ص ۶۳۳)

ليکن اين روايت از روي متن اين کتاب صحيح نيست . شمشير خان بعد از تقرر مظفر خان معموري ، از تهته به سيوستان آمد و چندي آنجا ماند ، تا وقتيکه شير خواجه متعين شده به سيوستان آمد . و از روي تزک جهانگيري (۱۵۷) ، تغير شمشير خان در سال يازدهم جلوس (۱۵ ربيع الاول ۱۰۲۵ هـ) شد ، نه در سال نهم که صاحب مآثرالامرا" نوشته است .

بهادر خان اوزبک

(متعلق صفحه ۱۰۱ هـ ۱)

ابوالنبی نام ، از بزرگ زادهاي توران است . در عهد
 عبدالمومن خان بعمدگی رسیده حکومت مشهد مقدس داشت .
 پس از کشته شدن خان مزبور هر چند باقی خان بدلاسا
 پرداخت ، بدستاویز عزم زیارت کعبه نجات جسته به هندوستان
 آمد و سال چهل و هشتم ملازمت عرش آشیانی دریافت ، و
 بمنصب درخور نوازش یافته بعنایت کمر خنجر مرصع
 کام دل بر گرفت . و پس از جلوس جهانگیری چهل هزار روپیه
 درمدد خرج یافته با پنجاه و هفت منصبدار بکمک شیخ فرید
 مرتضی خان که بتعاقب خسرو شتافته بود تعیین گردید . و
 سال پنجم از تغیر تاج خان فوجداری صوبه ملتان باو مرحمت
 شد . و سال هفتم از اصل و اضافه بمنصب سه هزار ،
 سه هزار سوار و خطاب بهادر خانی امتیاز اندوخته . از انتقال

میرزا غازی بحکومت قندهار چهره^۱ بلند پایگی برافروخت. و پس تر باضافهای متواتره بمنصب پنج هزارى، سه هزار و پانصد سوار درجه^۲ اعتلا پیمود. و سال پانزدهم (که بتاریخ ۱۵ - ربیع الثانی ۱۰۲۹ هـ شروع شد) عذر ضعف باصره را در پیش کرده استعفای تعلقه دارى^۳ قندهار نمود. گویند چون آمد آمد فوج. دارای ایران بر زبانها افتاد، نام برده از بی پروای بودن خود قرار نداده دو لک روپیه در سهم سازى^۴ متصدیان پادشاهی صرف نموده تعلقه را گذاشت. پس ازان در صوبه^۵ اکبرآباد جاگیر یافته رایت کامیابی برافراشت الخ “
(مآثرالامرا، ج ۱ ص ۴۰۱)

سید بایزید بخاری

(متعلق صفحه ۱۳۲ - ۲)

سید بایزید بخاری از اولاد قطب الاقطاب حضرت دمدبه (۹) که در پتنه (۹) آسوده اند، بود. مرتضی خان در عنایت خاطر و تربیت ایشان بسیار سعی داشت. چندگاه در عهد حضرت عرش آشیانی داروغه داغ بود. بعده بسیار کرد و خواست که خطاب مرتضی خان یابد، میسر نشد. بخطاب مصطفی خانی و بمنصب سه هزار رسیده، صاحب صوبه تته گشت، همانجا وفات یافت. در اوچ در روضه مقدسه منوره مخدوم سید جلال بخاری آسوده اند.

پسران قابل گذاشت. سید عبدالواحد و محمد باقر و غیره بمنصب رسیده تعینات سهم کابل اند. و میان بده ترک دنیا کرده گوشه گزین بود. این پسران در کمال رضامندی پدر بوده اند. منصبی که داشتند حاصل آنرا متصرف میگشت، بهر یکی ازانها را یومیه مقرر ساخته بود،

ازان زیاده طلبی نمی کرد وقتی سواری اسپ در و پاک بی غرضی میرانجیو می یافتند و اصلا شاکی نبودند . میرانجیو صاحب شوکت و غیرت و جوای نام مبلغی بر اضافه منصب خود و پسران و خطاب خرج کرده . در حکومت بهکر روزی پدر مسود این اوراق باسم شیخ معروف صدر ، و شیخ عبدالرحمن میر عدل و قاضی ابو سعید و قاضی محمد حسین ، بهیئت اجتماعی پیش میرانجیو رفتند . ایشان از روی خوش طبعی باین عزیزان گفتند که : قاعده نحویست که — الضدان لا یجتمعان — ، و امروز چهارضد جمع آمده اید . خوش باشد که چهار شما بقتل رسند ، تمام سرکار بهکر از تمرّد و بغی و فساد پاک می شود . اعزا دیگر ساکت ماندند ، پدر احقر که مظهر جلال احدیت بود ، جواب دادند ، که : فی الواقعه چنین است ، اما پنجم سردار مانده ، که اگر او را بقتل رسانند ملک بهکر صاف تر میشود . میران گفتند که : آن پنجم کدام است ؟ گفت : شما اید . میرانجیو رنجیده برخاست . بعد از چند گاه که خوش طبعی با کسی نکند . و دشنام دختر بکسی ندهد . سید صحیح النسب ، نیکو سلوک ، کم آزاری ، بردبار بود . غیر ازینکه برعیت سختی نداشت دیگر هیچ عیب نداشت . (۳۴۹ - ذخیره الخوانین ، خطی)

جهانگیر در تزک خود در سال ۱۱ (شروع ۱ - ربيع الاول ۵۱۰۲۵) نوشته است که : در بیست و هشتم (ربيع الاول ۵۱۰۲۵) یک زنجیر فیل به پایزید حاکم بهکر

مرحمت نمودم (۱۰۵۸) و ازین ظاهر است که تقرر او بحکومت بهکر در همین سال قرار گرفت .

صاحب لب تاریخ سند نیز همین سال نوشته است .
 و در سال ۱۰۵۸ جهانگیری از بهکر تغیر شده بحکومت تته
 برفت . جهانگیر در تزک (واقعات سال ۱۰۵۸ که بروز جمعه ۱۰ -
 ربیع الثانی ۱۰۵۸ شروع شد) نوشته که : " شنبه ، بست
 و پنجم (ربیع الثانی ۱۰۵۸) سید بایزید بخاری فوجدار
 سرکار بهکر بصاحب صوبگی ولایت ٹهته فرق عزت برافراخت .
 و منصب او اصل و اضافه دو هزارى ذات و هزار و پانصد
 سوار حکم شد ، و علم نیز مرحمت فرمودم . " (۳۰۹)

ازین بیان معلوم شد که سید بایزید در سال ۱۰۵۸
 بحکومت بهکر فایز شده آمد و چهار سال آنجا ماند و در
 ۱۰۶۲ تبدیل یافته بحکومت تته آمد ، و آنجا وفات یافته
 در آج دفن شد .

در سلسله^۲ تاریخ وفات او جهانگیر در تزک خود بضمن
 وقایع بستمین سال (که تاریخ دهم جمادی الثانیه روز شنبه
 ۱۰۶۳ آغاز یافت) نوشته است : (۱۱ - محرم سنه ۱۰۳۵)
 در همین روزها مصطفی خان (سید بایزید بخاری) حاکم
 ٹهته رحلت نمود . صوبه مذکور به شهر یار عنایت شد " (۲۰۷)

ازین معلوم میشود که در ماه آخر (ذی الحج) ۱۰۳۳
 یا در محرم ۱۰۳۵ وفات یافته باشد .

(۲۳)

باقی جان خواجه

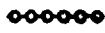
(متعلق صفحه ۱۳۵ - ۱)

در مآثرالاسراء (ج ۲، ص ۶۵۰) ثبت است که :
”از سادات اتای ست، و از جانب مادر نقشبندی . پادشاه
خواجه نام داشت . از ترددات مردانه او، عرش آشیانی
”شیر خواجه“ نام کرد . پس از فوت عرش آشیانی ، جنت
مکانی برای او خلعت عنایت فرستاد — در هنگامه کنار آب
بهت که از سہابت خان گستاخی عظیم سر زده در رکاب جنت
مکانی ، و پس از فوت جنت مکانی ، باتفاق آصف جاہی
شریک جنگ کہ با شہریار رو داده بود . سال اول جلوس
اعلی حضرت بملازمت پیوست و منصب چہار ہزاری ، ہزار
سوار و خطاب خواجه باقی خان برو مسلم ماند . و بصوبہ داری
تتہ کاسیاب شدہ ، رخصت آنجا یافت و در اثنای راہ مطابق
سنہ ۱۰۳۷ ہجرت زندگی بسفر آخرت برہست . پسرش خواجه
ہاشم نام بمنصب پانصدی ، صد سوار سرفرازی داشت .“

کتابخانه مجلس شورای ملی
تاسیس ۱۳۰۳ هجری قمری
شماره ثبت کتابخانه: ۱۳۰۳
شماره ثبت کتاب: ۱۳۰۳

تعلیقات مظهر شاهجهانی

- صاحب مآثر صوبه داری سیستان را بیان نکرده است .
- از بادشاه نامه (۱۸۱ - ۱) ظاهر است که شاهجهان بتاريخ ۱ - رجب ۱۰۳۷ هـ خواجه باقی را فرمان حکومت تته داد .



(۲۴)

شريف الملک

(متعلق صفحه ۱۵۰ - ح ۲)

اصل نام این نواب شريف الملک بود . وقتیکه شاهزاده شاه جهان به تته رسيد ، شريف الملک دروازه‌هاي قلعه را بر شاهزاده بند نمود و مقابله کرد و حرکات نازيبا اختيار کرد . ازین سبب سورخين شاه جهاني او را بجاي شريف الملک " شريف الملک " گفته‌اند . صاحب تحفة الکرام این واقعات را این طور ثبت کرده است : " نواب شريف الملک المعروف به شريف خان یک چشم بايالت تته رسیده . در عهد وي بسال بيست و یکم جلوس جهانگيري مطابق هزار و سي و پنج هجري شاهزاده شاه جهان از پدر گران خاطر شده باراده عراق عجم با معدودي از خواص به تته رسیده ، اراده آن داشت که چندي در تته بماند . شريف الملک نوبت بجنگ افکنده چندگاه بمابين کارتوب و تفنگ گذشت . چند کرت از شرق و جنوب و شمال شهر ، شاهزاده يورشها کرده ، شکست خورد .

نزدیک پیر بدر متصل بل مکی نوبتی جنگ صعب رو داده .
استخوانهای موتای آن جنگ تا هنوز در آن زمین نمودار .

گویند یکبار بیگم پادشاه زاده که حامله بود فرمایش
چند عدد انار کرده ، و شاهزاده بدستخط خاص رقعہ دران
باب نوشت . وی جواب داد که من خود به بیگم میفریسم .
و در حال فرنگی توپ انداز را گرفت تا توپی درون
خیمه^۱ محل بیگم افکند . و گفت اینجا چنین انارها وجود
دارند . بصدمه توپ بیگم را که ایام حمل بسر رسیده بودند ،
وضع حمل شده . قبل خود شریف‌الملک در دوربین دیده توپی
را آتشی داده بود . خیالش اینکه شاهزاده هدف کند . ظاهراً
در همان وقت در طرفه العین پادشاه زاده نقل مکان فرموده
بود . و توب خطا افتاده . بآن خطا خالی ، انگشت بچشم خود ،
که بدان نشان بسته بود ، بطیغ از حدقه بر آورده . و
یک چشم ازان ابتدا شده . بر تقدیر صدق این مقوله گویا از
خود مکافات سو^۲ عمل خود کشیده . بالجمله بان انتقام بمجرد
جلوس شاهزاده بیاسا رسید ، و برخی منصبداران دیگر رفیقش
بشامت وی ماخوذ گردیدند “ — (ج ۳ ، ص ۹۴)

در تکمله تزک جهانگیری ، محمد هادی خان در
واقعات ۲۱ جلوس (آغاز سه شنبه ۲۲ - جمادی الثانی ۱۰۳۵ هـ)
این واقعه را این طور ثبت کرده است : “ شاه جهان با
معدودی از بندها بجانب تهته نهضت فرمود ، چون در ایام

شاهزادگی با پادشاه والا جاه شاه عباس طریقه دوستی و مصادقت مسلوک و ابواب مراسلات مفتوح داشتند و درین هرج و مرج شاه نیز متفحص احوال ایشان بودند، بخاطر صواب اندیش رسید که بدان سمت شتافته بایشان نزدیک باید شد. ممکن که بآیاری سهریانی و اشفاق ایشان، غبار شورش و فساد که مرتفع شده، فرو نشیند. بالجمله چون بحوالی تهنه پیوستند، شریف‌الملک که حارس آن ملک بود، نه هزار سوار و دوازده هزار پیاده فراهم آورده حصار شهر را استحکام داده قدم جرات پیش گذاشت. و بالجمله همگی سیصد چهار صد سوار از بندهای وفادار همراه بودند، تاب صدمه آنها نیاورده بحصار شهر درآمده متحصن گشت، و چون از پیشتر مرست قلعه نموده توپ و تفنگ بسیار در برج و باره آماده ساخته بود. درین ولا بدرون حصار درآمده بمدافعه و مقابله پای ضلالت افشرد و شاه جهان مردم خود را منع فرمود که بر قلعه نتازند، رعیت خود را به توپ و تفنگ ضایع نسازند. باوجود این معنی جمعی از جوانان کار طلب بر حصار بند شهر یورش نمودند، و از استحکام برج و باره و کثرت توپ خانه کاری نساختند و ناگزیر عطف عنان نموده دایره کردند. و پس از روزی چند باز بهادران شیر دل زنجیر گسل مانند برق لامع بقلعه تاختند و چون بر دور قلعه همه جا میدان مسطح بود، و اصلاً پستی و بلندی و دیوار و درخت نداشت، سپرها بر رو کشیده دویدند. قضا را دران ضلع خندق عمیق و عریض

مملو از آب بود . بعضی رفتن محال ، و پس گشتن ازان محال تر شد . در میان میدان نشسته توکل را حصار خود ساختند . درین وقت شاه جهان تکسری بهم رسانید . و بنا بر بعضی موانع که نوشتنی آن طولی دارد و سفر عراق در عقد توقف افتاد و نیز خبر بیماری شاهزاده پرویز پیوست و یقین شد که ازین مرض جانبر نیست . و هم درین ضمن مکتوب نور جهان بیگم رسید . مرقوم بود که : مهابت خان از صیت نهضت موکب بادشاهی سراسیمه گشته ، مبادا از غایت شورش مزاج در راه غبار آسیمی بدامن پسران شما رساند . صلاح دولت دران ست که باز بصوب دکن عطف عنان نموده روزی چند با روزگار باید ساخت .

بنا بران ، باوجود ضعف قوی و بیماری صعب ، پالکی سواره از راه گجرات و ملک بهار متوجه دکن شدند . درین ضمن خبر فوت شاهزاده پرویز رسید . (وفات پرویز شب چهارشنبه هفتم شهر صفر ۱۰۳۰ هـ) . (تذک ص ۲۵ تا ۲۶ م)



(۲۵)

احمد بیگ خان

(متعلق صفحہ ۱۳۵، ج ۱)

احمد بیگ خان، (برادر زادہ ابراہیم خان فتح جنگ،
خلف اعتماد الدولہ میرزا غیاث) در مآثرالامر است کہ :
” و پس ازان کہ سریر فرمان روائی ہندوستان بوجود کرامت
آمد، صاحب قران ثانی (بتاریخ ۸ - جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ)
زیبندگی یافت، خان مذکور بمنصب دو ہزاری ذات، ہزار
و پانصد سوار سرفراز گردیدہ بفوجداری و تیولداری سیوستان
کامیاب عزت شد. و پس ازان بہ نیابت یمین الدولہ آصف خان،
بحکومت ملتان سر عزت برافراخت. “ (ج ۱، ص ۱۹۵)



(۲۶)

مرتضی خان مرزا حسام‌الدین

(متعلق صفحه ۱۳۰ - ۲)

میر حسام‌الدین مرتضی خان انجو پسر میر جمال‌الدین عضدالدوله ، همشیره احمد بیگ را بعقد ازدواج آورده بود . (مآثر ج ۳ ، ص ۳۸۲) . صاحب مآثر نوشته که پس از سریر آرائی و فرمانروائی اعلی‌حضرت (شاه جهان) نظر بر حسن سابقه بمنصب چهار هزار ، سه هزار سوار ، بلند پایه گردانیده شد و در همین سال بخطاب مرتضی خان و عطای پنجاه هزار روپیه نقد بر نواخته بجای سید خواجه که در اثنای راه تهته رهگرای ملک بقا گشت ، بصوبه‌داری آن ولایت (تهته) سرفراز گردید . چون فلک حسد پیشه ، دیرین دشمن کامیابی^۱ ارباب مقاصد است ، هنوز جا گرم نکرده بود که در آخر سال دوم سنه (۱۰۳۹) باره سفر دائمی بریست . (ج ۳ ، ص ۳۸۳)

از بادشاه نامه (ج ۱ ، ص ۲۸۷) معلوم می شود که بعد از رحلت مرتضی خان ، میر ابوالبقا امیر خان که دران

وقت در ملتان از طرف یمین الدوله نیابت میکرد ، بحکومت تنته
 فائز شد . عبارت . بادشاه نامه این طور است : ” و چون
 بعرض رسید که مرتضی خان ولد سیر جمال الدین حسین خان
 انجو صوبه دارته رخت هستی ازین جهان بر بست ، امیر خان
 ولد قاسم خان نمکین را که نیابت یمین الدوله بحکومت ملتان
 می پرداخت بنظم آن صوبه سرفراز گردانیده “



(۲۷)

حکیم صالح

(متعلق صفحه ۱۶۱ - ۱)

وقتیکه بهکر در جاگیر آصف خان شد، حکیم محمد صالح بعهدہٴ عاملِ آنجا تقرر یافت و چند سال به این عہدہ ماند . از ضمیمہٴ تاریخ معصومی معلوم میشود کہ از سال ۱۰۳۸ تا ۱۰۴۲ ھ بهکر در جاگیر نواب آصف جاہی ماند، و حکیم محمد صالح تا ۱۰۴۳ ھ آنجا بود . شیخ فرید بہکری مولف ذخیرۃ الخوانین کہ دران وقت ملازمت خان جہان لودی را ترک کردہ بہ بہکر قیام داشت، در سلسلہٴ شرح حال میرزا حسین یک واقعہ را دربارہٴ حکیم محمد صالح نوشتہ است کہ این جا درج میکنم . وی گوید: ”مسود اوراق بعد از برہم زدگی و تفرقہ دولت خان جہان لودی، بحالت عجیب و غریب افتادان و خیزان بوطن خود بہکر رفت . مرزا حسین (کہ دران وقت صوبہ دار بہکر بود) تمام مدار و اختیار سرکار خود بعہدہٴ کمترین داد . در ملک خود احقر عمل خوب کردہ ،

زر بسیار بجهت او بهم رسانید . این معنی به حکیم محمد صالح عامل سرکار نواب آصف جاهی گران آمد . از مان سنگه واقعه نویسن داخل واقعه کنانید که فلانی دران ملک آمده جمعیت افاغنه را جمع میسازد ، و خان جهان که به مرونج رسیده بود او را ترغیب آمدن بهکر کرده و شیر خان ترین ساکن شال و مستنگ آمده قصبه گنجا به از توابع بهکر را تاخت و تاراج نمود . در بودن او درین ملک موجب فساد است . فرمان صادر شد که ازو ضامن معتبر گرفته بدرگاه فرستند . آخرالامر مرزا حسین هم از خدمت آنجا تغیر شده برفاقت مشار^۵ الیه بدرگاه در برهان پور حاضر شد . . . الخ
(ذخیره الخوانین خطی ص ۳۸۵)



(۲۸)

محمد علی بیگ بندری

(متعلق صفحه ۱۶۱ - ۲)

محمد علی بیگ بندری، اصفهانی است. و در عهد حضرت جنت مکانی، چندگاه در حکومت لاهری بندر گذرانید، ملقب به "بندری" گشت. باز فوجدار سرکار بهکر گشته بود که سمیجه و سر حلقه گروه باغیه مفتنه بود، بحسن تدابیر بدست آورده در قلعه بهکر محبوس کرد، و در آنجا در گذشت. چون بهکر بجاکیر نواب آصف جاهی و نواب نور جهان بیگم بود، بعلت پای حساب آنجا در آخر عمر سبلی روزگار خورد، در قید آمد مذلت بسیار کشید و همانجا در گذشت. سلطان احمد خواهرزاده اش از روی تعصب بسیار، نامهای نامی گرامی حضرات خلفای ثلاثه رضی الله عنهم را را در زیر نعلین می نوشت، از روی جهل تعصب داشتی، کاش چیزی خوانده باشد، اما جاهل مطلق بود. او هم در گذشت. (ذخیره الخوانین خطی ص ۳۰۲)

در ضمیمه تاریخ معصومی مرقوم است که در سال ۱۰۳۸ هـ صوبه بهکر از جاگیر نواب نور جهان بیگم تغیر یافت و به نواب آصف جاه عنایت شد . در همان سال محمد علی بیگ فوجدار شده به بهکر آمد . مردی خوب و خدا ترس و شجاع و دلیر بود . چنانچه از آنجا تاخت کرده مردم سمیجه را تاراج ساخت و بودله سمیجه را بنده کرده در قلعه بهکر آورده بود . بعد از تغیر محمد علی بیگ بندری ، سرکار بهکر به سرزا حسین تفویض شد .



(۲۹)

دیندار خان

(متعلق صفحہ ۱۶۴ - ۲)

سید بہوہ نام ، از قرابتیان مرتضی خان بخاری مت .
سال ہیزدہم جہانگیری بحکومت دہلی سر برافراخت ، و پس
از ان کہ سہابت خان مصدر گستاخی شدہ از پیشگاہ سلطنت
فدائی نمود . او را در فوجی کہ بنعقب او تعین یافت
بر نوشتند و اینہا بہ اجمیر رسیدہ متوقف بودند ، درین ضمن
جنت مکانی بخلد خراسن نمود . و موکب فردوس آشیانی
(شاہ جہان) ببلدہ* مزبور پیوست . او دولت بار یافتہ سال
اول جلوس از اصل و اضافہ بمنصب دو ہزاری ، ہزار و دوہست
سوار و خطاب دیندار خان و عطای خلعت و خنجر مرصع و علم
و اسپ نامیہ بخت افروختہ ، بتفویض فوجداری^۱ میان دو آب
کامرائی اندوخت . سال ہشتم کہ از دارالسلطنۃ لاہور بجانب
مستقرالخلافتہ معاودت پادشاہی واقع شد و اسلام خان با جمعی
برای تنبیہ مفسدان میان دو آب رخصت یافت ، مشار^۲ الیہ

نیز حسب الحکم همپائی او گزید . پس تر در همین سال بهمراهی شاهزاده محمد اورنگ زیب بهادر که بهشتگرسی افواج متعینه بمالشن ججهار سنگه بندیله رایت عزیمت افراشته بود ، دستوری پزیرفت . و بعد چندی مطابق سنه (۱۰۴۵ هـ) هزار و چهل و پنج هجری بدار باقی پیوست (ماثرالامرا ، ج ۲ ص ۲۳ ، ۲۴)

صاحب ذخیره الخوانین نوشته است که : در زمان دولت حضرت صاحب قران ثانی بخطاب دیندار خان معزز گردید ، و سرکار سیوستان سند جاگیر یافت . درانجا به نیکی زندگانی کرد . در هر ماه عرس یکی از حضرات میکرد ، و طعام واقف می بخت ، و بسرود و نماز روزه از اشراق و ضحی و تهجد بغایت مائل و راغب بود . خیرات هم می کرد . و مرتضی خان را یاد میکرد و زار زار میگریست . پسر خود را شیخ فرید نام نهاده ، او بدامادی قطب اقطاب میران سید جلال ولد میران سید محمد بخاری گجراتی شرف دارد . و دیندار خان اسم با مسمی بود . باجل طبعی در گذشت . (نسخه خطی ص ۳۵۷)

از کتیبه های که ایشان بر درگاه حضرت عثمان مرندی و شیخ چفته امرانی نصب کرده اند معلوم میشود که در سنوات ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ در سیوستان بودند .

(۳۰)

جان نثار خان

(متعلق صفحه ۱۶۹ - ۱)

جان نثار خان ، جنیري قدیمی ، کمال الدین حسین نام ، از نیکو خدمتگزاران ایام پادشاهزادگی شاهزاده شاه جهان است سرآمد بندگان مزاجدان و فدویان جانشان بود در سال سیوم (شاه جهانی) از انتقال دیانت خان دست بیاض بقلعہ داری احمد نگر اختصاص گرفت . و بعطائی چهل هزار روپیہ برسم مدد خرچ مورد مرحمت گشت . و در سال چهارم بحضور رسیده باضافہ پانصدی ، پانصد سوار فرق افتخار برافراخته بفوجداری مکھی جنگل مامور گشت . و پس ازان بفوجداری سیوستان مرخص گردید . و چون سال یازدهم قلعہ قندهار مسخر اولیای سلطنت شد ، و صوبہ داران و فوجداران قرب جوار بعنوان کمک خود را بدانجا رسانیدند ، خان مذکور نیز از تعلقہ خود شتافته سرگرم تقدیم کارها شد . و ہمراہی قلیچ خان صوبہ دار قندهار در کشایش قلعہ بست

شریک ترده گردید . و در سال دوازدهم پانصد سوار دیگر بر منصبش افزوده از سیوستان به بهکر رفته ، از تغیر پوسف محمد خان (المتوفی ۱۰۳۹ هـ) بد بندوبست آنجا پرداخت . و در همین سال رخت هستی بر بست .

صاحب ذخیره الخوانین آورده که در حکومت سیوستان بسیاری از دختران زمینداران آنجا از قوم سمیجه و سوده خواستگاری نمود . و بدان جهت نقص عمل او درست نشست . آثار تمرد و منفسه نماند . پس ازان که حیات مستعار را پدرود نمود ، هر یکی از زمینداران دختر خود را از خانه او بزور و اشتلم کشیده برد . شاید این واقعه در بهکر رود داده باشد که سرحدش بسرحد سیوستان پیوسته . و الا فوتش در حکومت سیوستان نشده . کما لایخفی (انتهی) ، (مائرالامرا ، ج ۱ ، ص ۵۲۷ تا ۵۲۹) .



فہارس

- ۱- اگر بعد از عددی علامت (ح) آید
مقصد ازان حاشیہ ہمان صفحہ است.
۲- رک = ”رجوع کنید“

۱- اسمای رجال

الف مقصورہ	الف محدودہ
ابا بیگ ۱۰۲ - ۱۰۲ ح	ری شیبہانی (رحمۃ اللہ) ۲۱۲ -
ابراہیم افغان ۱۲۰ -	آصف جاہ ، نواب
ابراہیم بلوچ ۳۰ - ۱۰۸ -	۱ ح - (نیر رک آصف خان) -
ابراہیم بیگ (جدسعید خان چفتہ)	آصف جاہی، نواب ۲۱۳ - ۲۱۳ ح -
۲۸۰ -	۳۱۳ - ۳۲۳ - ۳۲۵ -
ابراہیم بیگ (دیوان) ۱۰۳ -	۳۲۶ - (نیر رک آصف خان)
ابراہیم بیگ چریک (پدرشاہ بیگ)	آصف خان (سیرزا ابوالحسن، معروف
چریک) ۲۸۵ -	بہ آصف جاہ ، آصف جاہی،
ابراہیم خان فتح جنگ ۳۲۰ -	برادرکلان نورجہان بیگم)
ابره، میر ۱۷ - (رک میر ابرہ)	۱ ح - ۲۱۳ - ۲۱۳ ح - ۳۱۳ -
ابن بطوطہ ۲۶۷ -	۳۲۰ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ -
ابو اسحاق ابراہیم ، شیخ ۲۶۳ -	۳۲۵ - ۳۲۶ -
ابوالبقا، امیرخان (بن ابوالقاسم خان	آقہ محمد ۱۰۷ -
نمکین و برادر مولف مظہر	آمر ۲۷۵ -

ابوالقاسم (بن ابوالبقا امير خان، نبيره ابوالقاسم نمکين) ۳۹ - ابوالقاسم تبا تبا (واقمه نويس تهته) ۱۶۳ - ۱۶۴ ح	شاهجهاني (۲۹ - ۲۹ ح - ۳۵ - ۳۵ ح - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۳۴ - ۴۶ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۲۹ ح - ۱۳۲ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۱ ح - ۲۰۱ - ۲۱۳ - ۲۲۱ - ۲۸۲ - ۲۹۳ - ۳۰۳ - ۳۰۳ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ابوالبقا اوزبک ۲۸۲ -
ابوالنبي ۳۰۹ ابوبکر، ميان سيد ۲۲۵ ابوسعيد، قاضي ۳۱۲	ابوالحسن، ميرزا (بن اعتماد الدوله غياث بيگ، ملقب به آصف خان، معروف به آصف جاهي، ۲۱۳ ح - انيزرک آصف خان) ابوالفضل ۱۱۲ ح -
احمد بيگ خان ۶۶ - ۶۷ - ۷۸ - ۱۵۳ - ۱۵۶ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۷۷ - ۱۸۰ - ۲۲۹ - ۲۳۳ - ۳۲۰	ابوالفضل، سيد (بن مير عدل ۱۰ - ابوالقاسم نمکين، مير ("پير غلام"، ۲ - ۲۸ - ۲۸ ح ۳۷ - ۴۳ - ۵۸ - ۸۷ - ۹۱ ح - ۱۰۲ - ۱۰۸ - ۱۰۸ ح - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۲ ح - ۱۱۳ - ۱۱۳ - ۱۱۳ ح - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۷ ح - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۸۶ - ۲۰۷ - ۲۱۷ - ۲۲۱ - ۲۲۵ - ۲۳۰ - ۲۸۰ - ۲۸۲ - ۲۹۳ - ۲۹۳ - ۳۲۲ -
اختيار الدين ۲۶۸ ارباب داوود ۱۵۵ ارباب علي ۱۵۵ ارحميند بانو بيگم (محتاز محل) ۳۱۷ ح - ۲۱۳ اسکندر ۲۶۸ اسلام خان ۳۲۷ اسماعيل بن امام جعفر صادق ۲۶۲ - ۲۶۳ اسماعيل شوره ۳۳ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۹ اعتماد الدوله، غياث بيگ ۲۲۰ ح - ۲۱۳	

باقي جان خواجه (شير خواجه،
بادشاه خواجه) ۱۳۵-۳۱۳
(نيز رک شير خواجه)
باقي خان ۳۰۹
بايزيد (خدشگار ابوالقاسم نمکين)
۱۰۹
بايزيد بخاري، سيد (المخاطب به
مصطفي خان) ۱۱-۱۱-ح-۱۹
۳۱-۳۸-ح-۳۹-۵۰
۵۱-۱۳۲-ح-۱۵۰-۲۳۱
۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳
بجار جوکيه ۵۰
بختيار بيگ ترکمان ۲۸-ح-۶۱-ح
۶۶-۸۷-۹۱-۹۱-ح-۹۳-۹۵
۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱
۱۰۱-ح-۱۰۳-۱۳۵-۱۳۶
۱۸۲-۱۸۵-۱۸۶-۲۰۳-۲۰۶
۲۱۷-۲۲۱-۲۲۹-۲۳۰

بدايوني ح

بدخشي، شاه ۲۶۳
برني ۲۶۷ (نيز رک ضيا برني)
بلين، سلطان ۲۵۹
بودله سميجه ۹۳-۱۹۶-۳۲۶
بوعلی قلندر ۲۶۰
بهاالدين بخاري، سيد ۲۸-ح-۶۱
بهاالدين بهوار ۱۰۳-۱۰۳-۱۰۵
۱۰۵-۱۶۰-۲۰۳-۳۰۷
بهاالدين زکريا ملتاني، شيخ
۲۶۰-۲۶۳-۲۶۵

اکبر بادشاه (جلال الدين محمد ،
"عرش آسماني") ۲-۳-۹-۹
۱۱-۱۱-ح-۲۳-۲۸-۳۰
۳۱-ح-۶۱-۷۳-۹۱-۹۱
۱۰۲-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲
۱۱۳-۱۲۱-۱۸۶-۱۹۱
۲۳۲-۲۶۹-۲۸۰-۲۸۳
۲۸۵-۲۸۶-۲۹۵-۳۰۱
۳۰۷-۳۰۹-۳۱۱-۳۱۳
اميرخان، مير ابوالقاسم ح-۳۲۲-
(نيز رک ابوالقاسم)
امين الدين حسين خان (نبيره ابوالقاسم)
امير خان) ۲۹۳
انور، ميرزا ۹۹-۱۰۱-۲۷۹
اني راي سنگ دکن، راجا ۳۰۰-
اورنگزيب، شاهزاده ۳۲۸- (رک
عالمگير، شهنشاه)
اويس قرني ۵۰-

ب

بابا ابراهيم ۲۶۵
بابا بيگ ۱۰۳
بابا جوکک ۷
بابو پليجه (بابوي پليجه) ۳۶-۳۹
بادشاه خواجه (شير خواجه، باقي
جان خواجه)
۱۳۸-۱۳۹ (نيز رک شيرخواجه)
باقر (کاردار) ۲۷۲
باقي ترخان، ميرزا محمد (رک
محمد باقي ترخان)

ت

تاج خان کابلی (تاش بیگ خان)

۲۹ - ۲۹۹ ح - ۳۳ - ۱۲۳ -

۳۰۱ - ۳۰۳ - ۳۰۶ - ۳۰۹

تاش بیگ ۰۳۰۶ (رک تاج خان)

تخته بیگ ۲۸۷ - ۲۹۱

تراج ولد ونس گوبال (قانونگوی

بھکر) ۲۳۶

تغلق شاه ۱۷۸ - ۱۷۹

تماچی، جام ۱۷۸ ح

توخته بیگ خان ۱۱۳

تودر مل راجہ ۶۱ - ۶۱ ح

۶۲ ح

تیموری بیگ ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷

ج

جا کله (هندو) ۲۰۷

جام تماچی ۱۷۸ ح

جام خیرالدین ۱۷۸ - ۱۷۸ ح

۱۷۹

جام نندہ ۲۰۷ - ۲۰۸

جان محمد ۱۰۷

جان نثار خان، جنیری قدیمی

(کمال الدین حسین) ۱۶۹ - ۳۲۹

چانش خان بہادر ۶۱

جانی بیگ ترخان، میرزا

۲ - ۳۱ ح - ۶۱ - ۶۲ ح -

۹۱ - ۹۷ - ۹۸ - ۱۱۱ -

۲۲۶ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۸۰ -

۲۸۲ - ۲۸۷ - ۲۹۷ - ۲۹۸ -

بہاؤ الدین، شیخ ۵۸ ح

بہادرخان اوزبک ۳۷ - ۳۱ - ۳۱ - ۳۰۹

بہادرخان ترین ۶۲ ح

بہادر خواجہ ۱۶۸

بہرام مرزا ۳۶ ح - ۲۹۸

بی بی حلیمہ ۶۶

بی بی فاطمہ ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸

بیگ محمد قرق اوزبک ۱۳۰

بیگم بادشاہ زادہ (ممتاز محل) ۳۱۷

(رک اردمند بانو بیگم)

بیورج ۲۸۶

پ

پادشاہ خواجہ ۳۱۳

پربت ۱۷۱

پرویز، شاہزادہ ۳۱۹

پرہہ (سردار سمیجہ اوتر) ۹۳ - ۱۰۰

پیر توین ۱۶۷

پیر غلام - (میر ابوالقاسم نمکین)

۲۸۳ - ۲۸۳ ح - ۵۸ - ۷۳ - ۸۷ -

۹۱ ح - ۱۰۲ - ۱۰۸ - ۱۰۹ -

۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ -

۱۱۳ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ -

۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۳۰ -

۱۳۶ - ۱۸۶ - ۲۰۷ - ۲۱۷ -

۲۲۱ - ۲۲۵ - ۲۳۰ - ۲۹۳ -

(نیز رک ابوالقاسم نمکین)

۲۹۲
 رای سنگھ (نواسہ گوریہ) ۷۷
 رای سنگھ بہرتہ ۶۶۲
 رائحہ بیگم ۹۰
 رحمان قلی ۹۶-۹۷-۹۸
 رستم (پسر کلان خسرو بیگ) ۴۱
 رستم قندھاری، مرزا (میرزا رستم صفوی) ۲۹-۳۶-۳۶-ح
 ۱۲۲-۱۲۲-ح ۲۹۸-۲۹۹-۲۹۹
 ۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴
 رضوان مکانی (مرزا محمد باقی ترخان ۶۰
 رعنا عمر (رانا عمر) ۳۳-ح-۳۳
 ۳۵
 رکن الدین عرف اختیارالدین ۲۶۷
 روشن سلطان، سردار ۲۳۵
 ونجھی رانی، مائی ۱۰۹-ح
 ز
 زمانہ بیگ ۱۴۹-ح
 زین العابدین علی بن امام حسین (امام) ۲۶۳
 زین خان کوکہ ۲۷۹-۲۸۳
 س
 ساند ۷۸
 سائیدتہ، المخاطب بہ ہندو خان ۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۲۳۵-ح-۲۳۶
 سپیرا افغان ۱۴۳
 سردار خان ۱۱۳-۱۱۳-۱۱۵-ح
 ۲۸۳-۲۸۴

دریا خان ۲۰۷
 دلپت ۶۲-ح
 دلو رای ۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸
 دمدمہ ۳۱۱
 ذئی بخش ۱۱۰-ح-۱۲۷-ح-۱۳۲
 ذئی ہرتو ۱۱۰-ح-۱۲۷-ح-۱۳۲
 ذئی ہسا، ۱۱۰-۱۱۰-ح-۱۱۹-ح-۱۲۷
 ۱۳۰-۱۳۲
 دوست بیگ، میرزا ۳۳-۱۲۳-۲۱۳
 دولت خان لودی ۶۲-ح
 دھارو ۶۲-ح
 دیال داس ۲۴۶
 دیانت خان ۲۲۹
 دیندارخان ۴۰-۲۵۰-۷۹-۸۱-۱۶۳
 ۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۴-۱۷۷
 ۱۸۳-۱۸۷-۲۱۵-۲۱۸-۲۱۹
 ۲۲۰-۲۲۳-۲۲۹-۲۶۹-۲۷۰
 ۲۷۱-۲۷۷
 ۳۲۸
 ذ
 ذوالنون ارغون، امیر ۵-ح
)
 راشدی، سید حسام الدین (مولف تذکرہ امیرخانی - مولانا محب علی سندھی - مقدمہ مثنوی چنیسرنانہ)
 ۱۱۳-ح-۱۱۵-ح-۲۶۵-۲۹۲
 رانا عمر ۳۳-ح
 رای سنگ ولد مانگ راء ۲۳۶

سید جنگ ۱۶۶	سعداۃ خان ۲۸۰-۲۸۱
سید حسن ۲۲۴	سعدی، شیخ ۹۲
سید حسن کبیرالدین (سید کبیرالدین احمد پدر شیخ عثمان لعل شہباز قلندر) ۲۶۳-	سعید خان چغتہ ۱۱۱-۱۱۲-۲۸۰-
(نیز رک کبیرالدین احمد) سید خالد بن سید محب ۲۶۳	۲۸۲-۲۸۱
سید خواجہ ۳۲۱	سلطان احمد ۳۲۵
سید شاہ بن سید خالد ۲۶۳	سلطان بلن ۲۵۹
سید عثمان ۲۷۱	سلطان حسین میرزا (صفوی)
سید علی قادری ۲۶۴	۲۹۸-۳۶
سید غالب بن سید منصور ۲۶۳	سلطان خرم، بادشاہزادہ (شاہجہان)
سید کمال ۲۱۹	۲۹۶-۳۰۸ (رک شاہجہان)
سید محب بن سید مشتاق ۲۶۳	سلطان سلیم، شاہزادہ (جہانگیر)
سید محمد امروہہ، میر عدل ۹ (رک میر عدل)	۲۸۳ (نیز رک جہانگیر)
سید مشتاق بن سید نورالدین ۲۶۳	سلطان شہریار، شاہزادہ ۱۵۰-
سید منتجب بن سید غالب ۲۶۳	۱۵۰
سید منصور بن سید اسماعیل ۲۶۳	سلطان محمد برتنکائی ارغون (برتنکائی)
سید مہدی بن سید منتجب ۲۶۳	۶۴-۶۵-۶۶ ح ۲۰
سید ہادی بن سید مہدی ۲۶۳	سلطان محمد تغلق ۲۶۷
سید یوسف ۱۶۶	سلطان محمد خان شہید ۲۵۹
سید یوسف ارباب ۲۲۴	سلطان محمود خان (حاکم بیکر)
سید اللوک کاشغری ۱۵۲-۱۵۳-	۶-۷-۸-۸-۸ ح ۲۳-۲۴-۲۷-
۲۵۴	۳۰-۳۱-۳۲
ش	سلیم، شاہزادہ (بادشاہ جہانگیر)
شاہ اسکندر ۲۶۴	۲۸۳ (نیز رک جہانگیر)
شاہ اسماعیل (صفوی) ۳۶-۳۹۸	سنائی، حکیم ۱۷۵
شاہ بدخشی ۲۶۳	سید ابراہیم مجرد ۲۶۳
	سید احمد شاہ بن سید ہادی ۲۶۳
	سید باقر ۱۴۲
	سید بہو و عرف دیندارخان ۲۷-۳۲
	(نیز رک دیندارخان)
	سید جلال ۱۶۷-۱۶۹-۲۲۰

شاہ علی ۷ ح
 شاہ قاسم، خان زمان ۶۳ ح
 شاہ محمد ۱۰۰-۱۰۰
 شجاعت رای ۴۲
 شربیک (شیر بیگ بن میر علی
 شیر ارغون) ۱۱۸
 (رک شیربیگ)
 شریرالملک (شریف الملک) ۱۴۹
 ۱۵۰-۱۵۱-۳۱۶
 (نیز رک شریف الملک)
 شریف الملک (شریف خان
 ”یک چشم“ ”شریر الملک“
 صوبہ دار تہتہ) ۱۳۹ ح-۱۵۰-۱۵۱
 ۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸
 شریف خان یک چشم ۳۱۶
 (نیز رک شریف الملک)
 شمس الدین ۱۵۰-۱۵۱
 شمس الدین ۲۶۱
 شمس الدین بن صلاح الدین ۲۶۳
 شمس الدین بن سید نور شاہ ۲۶۳
 شمس الدین محمد خان اتکہ،
 خان اعظم ۹۹ ح
 شمشیر بیگ ۳۰۳-۳۰۶
 (رک شمشیر خان)
 شمشیر خان، ارسلان بی ازبک
 (شمشیر بیگ) ۳۶-۳۷-۳۳-
 ۳۴-۳۵-۳۷-۶۶-۷۱-۷۳-۷۸-
 ۸۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-
 ۱۲۸-۱۲۹-۱۲۹-۱۳۰ ح-
 ۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-

شاہ بیگ ارغون، امیر ۵-۵-۶-۷ ح-
 ۷ ح-۸-۱۵-۶۳-۷۳ ح
 شاہ بیگ خان، کابلی، (ارغون)
 المغاٹبہ ”خان دوران“
 حاکم قندھار و کابل (۶۱ ح-
 ۶۲ ح-۱۱۳-۲۸۳-۲۸۵-۲۸۶-
 ۲۸۷-۲۸۹-۳۰۲
 شاہ جمال مجرد ۲۶۳
 شاہ جہان، ابوالمظفر، شہاب الدین
 محمد، صاحب قران ثانی
 (”فردوس آشیانی“)
 ۳۰-۳۳ ح-۳۹ ح-۱۶۲
 ۱۸۰-۱۳۳ ح-۲۰۵-۲۶۹
 ۲۷۰-۲۷۱-۲۷۸-۲۹۶
 ۳۰۸-۳۱۰-۳۱۶-۳۱۷
 ۳۱۸-۳۱۹-۳۲۱-۳۲۷
 ۳۲۹
 شاہ حسن ارغون، میرزا ۲-۷ ح-۳۱
 ۷۳-۷۳ ح
 شاہ خضر سیوستانی ۲۶۳
 شاہ خواجہ اخویش شمشیر خان
 اوزبک (۴۷-۴۸-۴۸-۱۳۸-
 ۱۴۰-۱۳۹
 شاہ رخ، میرزا ۹۳ ح
 شاہزادہ پرویز ۳۱۹
 شاہزادہ محمد اورنگ زیب ۳۲۸
 شاہ شمس (؟) بوعلی قلندر ۲۶۰
 شاہ عباس (صفوی) ۲۸-۱۱۳
 ۱۰۴-۱۳۳ ح-۲۸۵-۳۱۸
 شاہ عثمان لعل قلندر ۲۶۳

شیخ عثمان (مخدوم لعل شہباز قلندر)	۱۳۵-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹
(رک لعل شہباز)	۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳
شیخ فرید بھکری ۲۲۳	۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷
شیخ فرید شکر گنج ۵۸ ح ۲۶۵	۱۸۲-۱۸۵-۱۸۶-۱۹۶
شیخ فرید، مرتضیٰ خان ۳۲۹	۲۰۳-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷
شیخ فرید (بن دیندار خان) ۳۲۸	۲۰۸-۲۱۰-۲۱۱-۲۲۳
شیخ فیضی، ملک الشعرا ۶۱ ح	۲۲۷-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱
شیخ مرتضیٰ سبحانی ۲۶۴	۳۰۱-۳۰۳-۳۰۶-۳۰۸
شیخ مسکین شہید ۲۶۳	شہاب الدین سہروردی، شیخ ۲۶۳
شیخ مصطفیٰ ۱۵۱-۱۵۲	شہاب الدین محمد، ابوالمظفر،
شیخ معروف صدر ۲۹۹-۳۱۲	صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ
شیخ موسیٰ گیلانی ۱۰۷-۱۰۸ ح	۱۶۱-۲۵۵ (نیز رک شاہ جہان)
شہخو بیگ ۱۶۷	شہبازخان (خدمتگار) ۲۳۵-۲۳۶
شہربیگ ۱۱۸-۳۶۲-۳۶۳ ح ۲۹۲	شہبازی (خدمتگار) ۴۱
شیر خان ۶۱ ح	شہ بیگ (داماد نندہ) ۲۴۵
شیر خان افغان ۴۰ ح	شہ بیگ خان ۱۱۳
شیرخان ترین ۳۲۴	(رک شاہ بیگ خان)
شیر خواجہ (باقی جان خواجہ،	شہ میر ۷۸
بادشاہ خواجہ) ۸۵-۱۴۵-۱۴۶	شہر یار، شاہزادہ ۱۵۰-۱۵۱ ح
۱۴۷-۱۴۸-۱۵۰-۱۹۶	۳۱۳-۳۱۴
۱۹۷-۳۰۸-۳۱۳ ح	شہسوار (شقدار) ۹۴
ص	شیخ بول (بولہ ؟) ۳۱
صاير ۲۷۲	شیخ بولہ ؟ ۳۱ ح
صاحب قرآن ثانی (ابوالمظفر،	شیخ جمال مجرد ۲۶۵
شہاب الدین، شاہ جہان)	شیخ چہتہ امرانی
۱۶۲-۲۵۵-۲۷۷-۲۹۷-۳۲۰	(رک چتا امرانی، چہتہ امرانی،
۳۲۸ (نیز رک شاہ جہان)	چہوتہ امرانی)
صالح ترخان، مرزا ۹۰	شیخ حبیب ۱۶۳
صدرالدین، شیخ ۲۵۹-۲۶۲-۲۶۶	شیخ سعدي ۹۲
صدیق ۲۴۵	شیخ عاقل شہید ۲۶۳

عبدالکریم (الشہیر بہ ” میران “
بن یعقوب بویکانی) ۶۳ح-

۶۸ح

عبدالله ۱۷۵

عبدالنبی صدر، شیخ ۹۵

عبدالواحد (قاضی موضع سامتانی)

۱۵۸

عبدالواحد (ارباب ہرگنہ تکر)

۲۳۶

عبدالواحد، سید (بن سید بایزید

بخاری) ۱۱۱

عتیق اللہ (بن ابوالبقا امیر خان)

۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰

۳۰۵

عثمان مروندی، شیخ (مخدوم لعل

شہباز قلندر) ۵۸ح-۱۷۰ح-۲۵۹

۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷

۳۲۸ (نیز رک اہل شہباز)

عثمان (؟) ۲۷۸

عربی (حلال خور) ۱۶۷

عرش آشیالی (شہنشاہ جلال الدین

اکبر) ۲-۳-۹-۱۱-۱۱ح-

۲۳-۲۸-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴

۹۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲

۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸

۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵

۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶

(نیز رک اکبر بادشاہ)

عزیز کوکہ، خان اعظم ۹۹

عضدالدولہ (میر جمال الدین) ۳۲۱

صلاح الدین بن سید شاہ ۲۶۳
مصمبام الدولہ (ہسر مرتضیٰ خان ثانی)

۳۷-۳۷

ض

ضیاء الدین یوسف

(بن ابوالبقا امیر خان) ۳۹

ضیاء برنی ۲۵۹-۲۶۷

ط

طالب سمیعہ ۱۱۸

طاہر محمد شقدار ۲۳۶

طلب ۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴

ع

عابد خواجہ ۲۸۲

عالمگیر، شہنشاہ (اورنگ زیب)

۲۹۳-۳۲۸

عباس (رضی اللہ عنہ، عم رسول اکرم)

۲۷۱

عبدالباقی ۱۷۶

عبدالرحمان (بن بختیار بیگ) ۱۰۳

عبدالرحمان، شیخ (میر عدل) ۳۱۲

عبدالرحیم خانخانان، میرزا ۱۱

۱۲ح-۲۸-۶۱-۶۱ح-۶۲ح

۹۰-۹۱-۹۱ح-۲۶۹

عبدالرزاق الحسینی، میر (المخاطب

بہ مظفر خان معموری)

(رک مظفر خان) ۲۹۸-۳۰۶-۳۰۷

عبدالعلی ترخان ۶۳ح

عبدالقادر جیلانی، شیخ ۲۶۳

فتح محمد، مولوي ۲۶۰
 فتحي ۱۱۹-۲۳۵
 فردوس آشياني (شاہجہان) ۳۲۷
 فرید (سردار سمیچہ اونر) ۱۱۰-۹۳
 فریدون خان برلاس ح-۶۱
 فیروز تغلق، سلطان ۲۷۰-۲۶۷
 فیروز شاہ ۱۷۸-۲۹۸
 فیضی، شیخ ح-۶۱

ق

قاسم باریجہ ۱۳۳-۲۰۸
 قاسم خان ارغون ۳۱-۹۶۲-۹۳
 ۲۳۵-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۶-۹۵
 ۲۹۲-۲۳۶
 قاسم خان نمکین ۳۲۲
 (نیزک ابوالقاسم خان نمکین)

قاضی بیرہ ۱۷۰
 قاضی قاضن ۸
 قاضی محمود ۲۹۹
 قرا بیگ ترکمان (قرا خان) ح-۶۱
 ۲۸۷-۱۱۳-۱۰۸-۱۰۸-۱۰۷

قرا خان (قرا بیگ) ۲۸۷
 قلندر لعل شہباز ح-۵۹
 (رک لعل شہباز)

قلی جان ۱۱۱

قلیچ خان ۱۶۸-۳۲۹
 قنبر خواجہ ۱۳۱
 قوج علی شاملو ۹۳
 قوج علی کرد ۲۹-۲۹-۳۱۳۰

عطاء اللہ مشہدی، میر ۱۱۲
 علی (کرم اللہ وجہہ) ۵۸
 علی شیر ارغون ۲۹۲
 عمر ۱۷۵-۱۷۶
 عمران ۲۷۸
 عمري ۱۷۶

عیسی بہوار ۶۶-۱۰۰-۲۳۳-۲۳۳
 عیسیٰ ترخان، میرزا ح-۶۰-۶۳
 ح-۶۳-۱۲۶

غ

غازی بیگ ترخان، مرزا ح-۱۰۳-۱۰۳
 ۱۱۳-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۱-۱۱۱-۱۱۳
 ح-۱۱۷-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۳
 ۱۲۰-۱۲۲-۱۲۳-۲۳۵-۲۶۹
 ۲۲۸-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۸-۲۹۰
 ۲۹۱-۲۹۲-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹

۳۰۷-۳۰۷-۳۱۰
 غلام شاہ کھورہ، میان ۲۷۱
 غلام علی آزاد بلگرامی، میر ۲۶۵
 غلام علی "مائیل" میر ۲۷۲-۲۷۳-۲۷۲
 ۳۰۷

غیاث بیگ، اعتمادالدولہ، مرزا
 ح-۲۱۳-۳۲۰
 غیور بیگ ح-۱۳۹

ف

فتح جنگ (ابراہیم خان خلف
 اعتمادالدولہ مرزا غیاث ۳۲۰
 فتح خان، شیخ ۱۶۳
 فتح خان ۱۱۵-۱۱۵

۲۶۳-۲۶۳-۲۵۹-۲۱۵-ح۵۹

۲۴۱-۲۴۰-۲۶۶-۲۶۶-۲۶۵

۲۴۳

م

مان سنگ دیوان بہکر ۱۶۱-۱۶۳-۱۶۴

۳۲۳-۲۳۶-۱۷۶-۱۶۵

مانک رای (ولد گھوریہ) ۱۰۶-۱۰۷

۲۳۳-۲۳۲-۱۱۳-۱۰۷

۲۹۲-۲۳۶-۲۳۳

مائل (رک غلام علی مائل)

مبارک خان (غلام) ۳۰

مجاہد ، مرزا ۳۰

محب علی تتوی ، مولانا ۲۶۵

محببت (خدمتگار) ۵۴

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۶۶

محمد ، میرزا ۳۷-۳۷

محمد بن امام زین العابدین علی ۲۶۳

محمد بن زندہ علی بیگ ۳۹ ح

محمد باقر ۳۱۱

محمد باقی ترخان ، میرزا ۶۰-۶۰-ح۶۰

۹۰-۹۳ ح

محمد بغدادی ۲۶۶

محمد حسین ، قاضی ۳۱۲

محمد حکیم ، میرزا ۲۸۳-۲۹۱-۳۰۱

محمد خان ، میر سید ۲۶۶

محمد خان شہید ، سلطان

(بن سلطان بلین) ۲۶۰

محمد خان نوازی ، میان ۶۱-ح۶۲ ح

محمد رضا بیگ ۱۵۴

ک

کارہ ۸۷

کبیر الدین احمد ، سید (پدر شیخ

عثمان لعل شہباز قلندر) ۲۶۲-

۲۶۳

کبیر الدین احمد بن سید صدر الدین

۲۶۲

کبیر الدین بن سید شمس الدین

۲۶۳

کرم علی جہلی ۲۶۴

کرم علی خان تالپر ، میر ۲۴۲-۲۴۳

کون ۷۹

کمال الدین حسین (جان نثار خان)

۳۲۹- (نیز رک جان نثار خان)

کورہ (کھوریو) ۱۰۳-۲۳۲-

۲۳۲ ح (رک گورہ ، کورہ)

گ

گورہ ، کورہ ، کھوریہ ، کھوریو

(کورہ ، کورہ) ۷۷-۷۷-ح

۱۰۳-۱۰۶-۱۰۸-ح۲۳۲-۲۳۲

۲۳۲ ح

ل

لاکہ ، ولد پریہ سمیجہ ۱۲۶

لالو سہر (لالی سہر) ۸ ح

لالی سہر (لالو سہر ؟) ۸

لطف اللہ ۴۰

لطیف بیگ ۱۵۱

لعل شہباز قلندر ، مخدوم (شیخ

عثمان مروندی) ۵۷-۵۸-ح۵۹-

ملا راجو کنبوہ ۱۴۲
 ممتاز محل (ارجمند بانو بیگم)
 ۲۱۳
 مناهي (سردار قوم دل) ۳۵-۳۴-
 ۳۶
 منظور (خدمتگار) ۱۲۵
 موسیٰ (سردار قوم پھوار) ۱۰۰-۶۶-
 موسیٰ خان افغان (تھانہ دار حالہ
 کندي) ۳۷
 سہابت خان ۳۱۳-۳۱۹-۳۲۷
 سہابت خان، خان خانان ۱۴۹-۱۴۹
 سہدي سلطان ۱۵۳
 میان پده ۳۱۱
 میان میر سندی ۲۶۳
 میر 'پسر عیسیٰ سردار پھواران)
 ۲۳۳-۲۳۳
 میر ابرہ ۱۷-۱۷
 میر عاقل (سید چولاغ)
 ۱۳۸-۱۳۹
 میر عدل ۹-۹-۱۰-۱۰
 میر فاضل ۷-۸-۸
 میر کامل ۱۲۶-۱۲۸
 میر مائل ۷-۳۰ (نیز رک غلام علی
 مائل)
 میر معصوم بہکری ۳-۳۵-۳۶-۳۷-
 ۹-۱۰-۱۱-۱۱-۱۱-۱۲-
 ۱۳-۱۸-۱۹-۲۸-۳۱-
 ۶۲-۶۳-۹۰-۱۰۲-
 ۱۰۲-۱۰۲

محمد شاہ ۱۷۸
 محمد شفیع لاہوری ۲۶۸
 محمد صادق خان ۱۲
 محمد عدل، میر (میر سید محمد)
 ح-۱۰ (رک میر عدل)
 محمد علی بیگ بندری ۷-۱۶۱-
 ۱۹۶-۱۹۷-۲۴۵-۳۲۶-
 محمد ہادی خان ۳۱۷
 محمود ۹۴
 محمود شاہ بن سید احمد شاہ ۲۶۳
 مرتضیٰ سبحانی، سید ۲۶۳
 مرتضیٰ خان ثانی، مرزا حسام الدین
 انجو ۷-۳۷-۱۵۳-۱۶۱-۳۰۹-
 ۳۱۱-۳۲۱-۳۲۳-۳۲۷-
 مرزا حکیم ۲۸۳-۳۰۱
 (رک محمد حکیم، مرزا)
 مرزا مجاہد ۳۰
 مرید، سردار ۱۳۷-۳۸
 مصطفیٰ خان (سید بایزید بخاری)
 ۱۵۰-۳۱۱
 (نیز رک بایزید بخاری)
 مظفر حسین قندھاری صفوی، میرزا
 ۲۸۵
 مظفر خان معموری، میر عبدالرزاق
 ۳۵-۳۵-۳۷-۳۷-۳۷-۳۷-
 ۳۶-۱۲۸-۲۹۶-۳۰۶-۳۰۷-
 ۳۰۸
 معصوم بہکری، میر
 (رک میر معصوم بہکری)
 مقصود بیگ ۹۱

۳۲۶-۳۲۵
 نور شاہ بن سید محمود شاہ ۲۶۳
 نوروز بیگ ۱۵۱-۱۵۲
 و
 ولی محمد خان ۲۹۶
 ونس گوال قانونگوی بھکر ۲۳۶
 ۵
 ۵ رون اعلیہ السلام ۲۲۷
 ہدو خان (سایدنہ ہندو) ۴۱ (نیز
 رک سایدنہ)
 ہینری کوزنس ۵۸ ح
 ی
 یار محمد کوآہ ۱۳۸-۱۵۰
 یعقوب البوکائی ۶۳-۶۸ ح
 یعقوب بیگ (بن ابراہیم بیگ)
 ۲۸۰
 یمین الدولہ (آصف خان، آصف جاہی)
 ۳۷-۳۲۰ ح-۳۰۵-۳۲۰ ح
 ۳۲۲ . رک آصف جاہ)
 یوسف حجاج ۵۴
 یوسف سمیچہ ۳۸
 یوسف محمد خان ۳۳
 یوسف، میرزا ۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶
 ۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۷۷
 یوسف میرک (بن ابوالقاسم نمکین،
 مولف مظہر شاہجہانی)
 ۱۱۳-۱۲۲-۱۳۱ ح-۳۷
 ۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۸
 ۱۳۹-۱۴۲-۱۵۹-۱۶
 ۱۶۱-۱۶۲-۱۷۲-۷۳
 ۲۱۹-۲۲۱-۲۳۲-۲۴۳-۲۹۳
 Wilson, Dr. - ۵۸ ح

میر ہاشم ۱۶۱
 میرانچیر (سید بایزید بخاری) ۳۱۲
 میران سید جلال ۳۲۸
 میران سید محمد بخاری گجراتی ۳۲۸
 میران صدر جہان ۱۲۱-۲۹۵
 ”میران“ عبدالکریم بن یعقوب
 بوپکانی (۶۳ ح-۶۸ ح
 میرزا انور ۱۰۱-۱۰۹-۲۷۹
 میرزا حسن ۳۲۳-۳۲۴-۳۲۶
 میرزا رستم ۲۹۸-۲۹۹-۳۰۱-۳۰۲
 ۳۰۶-۳۰۷
 میرزا غیاث (اعتماد الدولہ)
 ۳۲ . ارک اعتماد الدولہ
 میرزا محمد (برادرزادہ یوسف میرک
 مولف مظہر شاہجہانی) ۳۶-۴۷
 میرزا یوسف ۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۸
 ۱۵۹-۱۵۰-۱۷۷
 ن
 ناتالہ، سردار ۱۳۶
 نارو ۴۲
 ناہید بیگم ۹۰
 نچدو ۱۴۰
 نصیر الدین محمد ۲۰۷
 نعمت اللہ ۱۶۵-۱۷۴
 نمکین، میر ابوالقاسم (رک پیر
 غلام و ابوالقاسم)
 نندہ ۲۴۵-۲۴۶
 نندہ ابرہ ۱۷
 نور اللہ ۴۶
 نورالدین ۱۰۸ ح
 نورالدین بن سید اسماعیل ۲۶۳
 نورجہان بیگم ۱۹۱-۱۹۳-۲۱۹ ح-۳۱۹

(۴) ناسہای کتب

تذکرۃ الانساب ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴
 تذکرۃ الفقرا ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۵
 تذکرۃ اہل یرخانہ ۳۵-۳۹-۴۶ ح
 ۱۱۳-۱۱۵-۱۱۷-۲۹۳
 ۳۰۳
 تذکرہ مشائخ سند ۲۶۵
 تذکرہ مشائخ سیوستان ۲۶۸-۲۶۹-
 ۲۷۸
 ترخان نامہ ۳۰۶
 تزک جہانگیری ۱۳۳-۱۳۹ ح
 ۱۵۰-۲۸۷-۲۸۸-۲۹۰-۲۹۱
 ۳۰۸-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۷-۳۱۹
 تعلیقات سبکی نامہ ۹۰ ح

ح

حاصل النهج ۶۸ ح
 حل العقود فی طلاق السنود ۶۸ ح
 حیات نامہ گلندری ۲۶۰-۲۶۱-۲۶۳

خ

خزینۃ الاصفیا ۲۶۱-۲۶۳-۲۶۴

ذ

ذخیرۃ الخوانین (خطی) ۹-۱۱ ح
 ۲۹-۳۷ ح
 ۳۰-۳۳ ح
 ۲۸۰-۲۷۹-۱۲۲ ح
 ۲۹۷-۲۹۸-۳۰۱-۳۱۲-۳۲۳
 ۳۲۳-۳۲۵-۳۲۸-۳۳۰

الف

اخبار الاولیا ۲۶۳-۲۶۵
 اکبر نامہ ۹-۲۸-۹۱-۱۱۲ ح
 البصائر فی العمل بالاشارة ۶۸ ح
 المتانة فی مرتبة الخزانة ۶۸ ح

ب

بادشاہ نامہ ۷-۳۱۵-۳۲۱-۳۲۲
 برکات اولیا ۲۶۲-۲۶۵
 برنی ۲۶۷
 بوستان ۹۲
 بیگلار نامہ (بیگلر نامہ) ۳۶-۳۹ ح
 ۹۳-۲۳۲ ح

ت

تاریخ الاولیا ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۵
 تاریخ امروہہ (اردو) ۹ ح
 تاریخ طاہری ۲۳۶-۲۷۷
 تاریخ سند ۶-۶-۷-۷-۸-۹ ح
 ۱۰-۱۱-۱۵-۲۳-۲۳-۲۳ ح
 ۲۵-۲۶-۳۰-۳۱-۳۲ ح
 ۱-۶۱-۶۲-۶۳-۹۰ ح
 ۱۷۸-۱۷۹-۲۶۰ ح
 تاریخ فیروز شاہی ۲۵۹ ح
 تاریخ معصومی ۲۲۳
 تحفة الکرام ۲۶-۲۹-۵۷-۵۹ ح
 ۱۲۲-۱۳۹-۲۶۱-۲۶۲ ح
 ۲۷۵-۳۱۶ ح

ل

لب تاریخ سند و ضمیمہ تاریخ سند
میر معصوم (تالیف محمد بن
زندہ علی بیگ) ح۱۱-ح۲۹-ح-
ح۳۹-ح۳۸-ح۲۸-ح۲۷-ح۲۶-ح۲۵-ح۲۴-ح۲۳-ح۲۲-ح۲۱-ح۲۰-ح۱۹-ح۱۸-ح۱۷-ح۱۶-ح۱۵-ح۱۴-ح۱۳-ح۱۲-ح۱۱-ح۱۰-ح۹-ح۸-ح۷-ح۶-ح۵-ح۴-ح۳-ح۲-ح۱-ح۰-ح۳۱۳

م

مائثر الامرا ح۳۷-ح۳۴-ح۳۳-ح۳۲-ح۳۱-ح۳۰-ح۲۹-ح۲۸-ح۲۷-ح۲۶-ح۲۵-ح۲۴-ح۲۳-ح۲۲-ح۲۱-ح۲۰-ح۱۹-ح۱۸-ح۱۷-ح۱۶-ح۱۵-ح۱۴-ح۱۳-ح۱۲-ح۱۱-ح۱۰-ح۹-ح۸-ح۷-ح۶-ح۵-ح۴-ح۳-ح۲-ح۱-ح۰-ح۳۱۳

۳۳۰-۳۲۸

مائثر الکرام، آزد ۲۶۱
مثنوی ہری خانہ سلیمان ۲۹۳

مجلہ تاریخ و سیاست ۲۶۵

مجلہ مہران ح۹۰-ح۳۰۷

مظہر التذییر ۱۶۲

مظہر شاہجہانی ۲۹۳-۳۰۵

معارج الولاية ۲۶۴

معلومات الافاق ۲۹۳

مقالات الشعرا ح۳۸-ح۱۲۲-ح۲۶۱

مقدمہ مثنوی چنیسرا نامہ ح۹۴-ح

ح۲۳۶ ح۲۹۲

منہج العمال (منتخب کنز العمال)

ح۶۸

ر

رشحات فنون ۲۹۳
ریاض الاولیا ۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴

س

سادات امیرخانی ۲۹۳

سلسلۃ السادات ۲۶۳

ش

شاہجہان نامہ ۲۶۵

ض

ضمیمہ تاریخ معصومی ۳۲۶

ط

طبقات اکبری ح۹-ح۹۱

ع

عجالة الطالبین ح۶۸

ف

فتح الدارین ح۶۸

فرشتہ، میر معصوم ۲۶۰

فیروز شاہی، برنی ح۱۷۸-ح

ق

قرنہ فی مرتنہ و ہرنہ ح۶۸

ک

کشف الحق ح۶۸

گ

گزیتر لازکالہ ۲۶۱

The Antiquities of Sind ح ۵۸ Memoirs on the Cave Temples etc. of Western India. ح ۵۸	”مولانا محب علی سندي“ (مقاله) مؤلفہ سید حسام الدین راشدی ۲۶۵ ن نزهة الخواطر ۲۶۰-۲۶۱
--	---

(۳) اماکن جغرافی

الور ۲۷۵ انرہور (انڑہور) ح ۶۲-۹۷ انکی ۲۰۹ انون بیله ۶۰-۳۹-۲۳۲ اواورہ ۱۳-۲۹-۲۹-ح ۲۲۲ اوتھل، موضع ۲۰۹ اویچ (آچ) ۳۱۳-۳۱۱-۳ ایران ۳۱۰	الف محدودہ آب بہت ۳۱۳ آستانہ خصر علیہ السلام م آستانہ مخدوم لعل شہباز ۵۷-۲۱۵ آگرہ ۱۱۲-۱۲۲-۲۸۶-۳۰۳ آلور ۵ آری، موضع ۲۳-۷۳-ح ۵-۲۲۳-۲۲۵
ب بارکان ۲۶ بازاران، موضع ۲۱۱ باغ قلندر لعل شہباز ح ۵۹ باغبانان، قریہ ۶۳-۶۳-ح ۲۰۳ باقی جی ۶۰ بیری، موضع ۱۰۳ بداپور (بداپر) ۹۵-۹۷-۳۲ بدین ۳۵-۳۵-۳۶-۱۲۹-۱۲۹-ح برج خونئی (شہر بھکر) ۹ برهان پور ۳۲۳ برہمن آباد ۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸ بغداد ۱۷۵	الف مقصورہ اپاورہ ۳۰۳ اپریچہ، موضع ۱۹۸ اجمیر ۲۹۸-۳۰۶ احمد نگر ۳۲۹ ادریلی، موضع ۷۵-۲۲۷ ارارہ، موضع ۲۶-۲۰۹ اشیشن سیوہن ح ۵۸ افغانستان ۲۸۹ اکبرآباد، موضع، ۶۶-۹۶-۱۲۳- ۱۶۳-۱۵۵-۱۳۳ اکٹاری ۲۰۹

بیانہ ۲۱۲	بکر (بھکر) ۹۹ ح (رک بھکر)
بیلی شیخ سومہ، قصبہ ۲۲۳	بلگرام ۲۶۶
پ	بندر لاہری ۲-۹۱- (رک لاہری)
بات (باتر) ۶۵ ح	بند ساوہ ۲۱۶
باتر، قصبہ ۲۶-۲۷-ح-۱۱۹-۱۶۳-	بنگالہ ۱۵۷-۲۸۶-۳۰۷
۲۱۰	بنہن، قصبہ ۱۰۳
پاہنی کوت، موضع ۲۱۱	بوکان، قصبہ ۶۸-۱۳۸-۱۷۱-۲۰۹
پتربجہ ۶۳	بہار ۳۱۹
پتنہ ۳۱۱	بھانبرا (برہمن آباد) ۲۷۶-۲۷۵
پتیجی ۶۳	بھت ۱۳۹ ح
پچراہ ۱۰ ح	بھکر ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۱-ح-۱۱-
بیدا پور (بداپور) ۹۷ ح-۳۲ ح-۹۷ ح	۱۱ ح-۱۲ ح-۱۶ ح-۱۷ ح-۲۱ ح-
پرگنہ اکیبر آباد ۸۷	۲۳ ح-۲۶ ح-۲۸ ح-۲۸ ح-۲۹ ح-
پرگنہ الور ۱۹۵	۲۹ ح-۳۱ ح-۳۹ ح-۴۰ ح-
پرگنہ انرپور ۹۷	۳۸ ح-۶۱ ح-۶۳ ح-۸۲ ح-۸۵ ح-
پرگنہ باغبانان ۷-۷ ح-۶۳ ح-۶۶ ح-	۸۶ ح-۹۹ ح-۹۹ ح-۱۰۰ ح-۱۰۳ ح-
۸۳-۸۶-۸۷-۸۷-۱۱۰-۱۱۹-۱۲۳-	۱۰۳-۱۱۲-۱۰۸-۱۰۳-
۱۲۳-۱۲۳-۱۳۸-۱۱۵-۱۶۵-	۱۱۵-۱۱۷-۱۲۹-۱۳۲-
۳-۲-۲-۲۳۷-	۱۶۰-۱۶۱-۱۶۳-۱۶۵-
پرگنہ بوکان ۶۷-۶۷ ح-۷۱ ح-۱۳۳-	۱۷۴-۱۷۶-۱۷۷-۱۸۰-
۱۳۵-۱۳۷-۱۶۰-۱۶۲-۲۰۳-	۱۸۱-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-
۲۰۵-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-	۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱-۱۰۲-
۲۱۱-۲۲۰	۲۱۷-۲۲۶-۲۳۳-۲۳۱-
پرگنہ پاتر ۶۵-۸۷-۲۰۹	۲۳۲-۲۳۳-۲۳۵-۲۳۶-
پرگنہ نکر ۱۶-۲۱-۶۳-۲۳۱-	۲۷۹-۲۸۰-۲۸۸-۲۹۰-
۲۳۶-۲۳۵	۲۹۱-۲۹۹-۳۰۱-۳۰۲-
پرگنہ جتوئی ۱۳-۲۳۱	۳۱۲-۳۱۳-۳۲۳-۳۲۳-
پرگنہ جٹیجہ ۷۵-۸۵-۱۰۳-۱۰۸-	۳۲۵-۳۲۶-۳۳۰
۱۱۷-۱۲۸-۱۵۳-۱۶۰-۱۹۳-	بنہن (بن) ۷ ح-۱۰۳ ح
۱۹۷-۲۰۰-۲۲۹	بہوترہ ۲۲۳

۱۹۷-۱۶۳-۱۶۲-۱۶۰-۱۳۷
 ۲۱۰-۲۰۹-۲۰۷-۲۰۵-۲۰۳
 ۲۳۳-۲۳۳-۲۳۲
 ہرگنہ کبیر ۳۸
 ہرگنہ لاکوٹ ۷۹-۷۹-۸۰-۸۳
 ۱۹۶-۱۹۳-۱۳۸-۹۳-۸۵
 ۲۳۰-۲۲۹-۲۰۱-۱۹۷
 ہرگنہ لدہ کاکن (کاگن) ح ۶۶
 ہرگنہ ماتیلہ ۵-۱۹۵-۲۳۶
 ہرگنہ مہر ۵
 ہرگنہ نصرپور ح ۹۳
 ہرگنہ نیرون ۶۵-۶۹-۲۱۰
 ہرگنہ ہالہ کنڈی ۳۰-۸۵-۱۲۷
 ۲۰۱-۱۹۸
 ہریاری ۸۶
 ہشاور ۲۸۳
 ہلجی، موضع (ہلجی) ۳۶-۶۵-۲۰۲
 پنجاب ۲۷۹
 پوٹھی ح ۷
 پیتھ ۱۱۰
 پیتھو (پیتھ) ح ۱۱۰
 پیرپدر (متصل ہل سکلی) ح ۳۱
 پھیری ح ۱۰۳
 ت
 تابک ۲۰۹
 تبریز ۲۶۵
 تپہ مردم لاکہ ۱۲۵
 تپہ سمیجہ اونر ۱۲۵
 تلہتی، موضع ۷۷-۷۷-۲۳۰
 توران ۲۹۷-۲۹۷-۳۰۹

۲۳۰
 ہرگنہ جون ۶۱-۶۱ ح
 ہرگنہ چاچکان ح ۱۲۹
 ہرگنہ چندو کہ ۱۵-۱۷-۱۸ ح
 ۲۳۵-۲۳۱-۲۳۳-۲۱
 ہرگنہ حویلی سہوان ۷۱-۶۹-۷۹
 ۱۳۷-۱۱۱-۱۱۰-۹۷-۸۸
 ۱۹۷-۱۹۳-۱۶۲-۱۵۳-۱۳۸
 ۲۲۳-۲۲۲-۲۲۰-۲۱۳-۲۱۰
 ۲۳۱-۲۳۰
 ہرگنہ خطہ ۷۶-۷۶-۸۵-۱۰۸
 ۱۶۲-۱۲۸-۱۲۶-۱۱۹-۱۱۰
 ۲۰۰-۱۹۸-۱۹۷-۱۹۶-۱۹۳
 ۲۳۰-۲۲۳
 ہرگنہ داربجہ ۵
 ہرگنہ دریبلہ ۱۰-۱۱-۱۲ ح
 ح ۱۸-۱۶۵-۸۵-۳۸-۳۹
 ۱۹۹
 ہرگنہ دل ۸۳
 ہرگنہ ساکرہ ۵۰
 ہرگنہ سمواتی ۳۶-۳۸-۳۰-۸۳
 ہرگنہ سن ۷۲-۷۳-۷۹-۸۸-۹۷
 ۱۹۳-۱۶۶-۱۶۲-۱۰۹-۹۸
 ۲۳۰-۲۲۵-۲۲۳-۲۱۷
 ہرگنہ سہوان ۱۳۰
 ہرگنہ شال ۸۳-۸۳ ح
 ہرگنہ فتح پور ح ۷
 ہرگنہ کاکری ۹
 ہرگنہ کاهان ح ۶۳-۶۶-۶۶-۸۷
 ۱۳۳-۱۰۸-۱۰۶-۱۰۳-۱۰۰

ج
 جائزہ ۱۱۸
 جانکارہ، موضع ۲۱۱
 جلیجہ ۱۲۸-۲۳۰
 جوگی ہرنی ۱۷
 جوشی ۱۳۷
 جھانگیر آباد، موضع ۱۱۹-۱۶۸
 موضع جیسروت ۲۲۷
 جیسلمیر، ۶-۱۳-۸۲-۸۵-۱۰۶-۱۰۷
 ۱۱۷-۱۱۹-۱۲۵-۱۹۵-۱۹۸
 ۲۰۲

جن ۶۳

ج
 چاکر ہالہ ۲۳۱
 چتر، موضع ۲۵
 چشمہ حضرت مخدوم شہباز ۵۹
 چشمہ کٹنی ۱۳۵-۱۳۵-۲۲۰
 چشمہ نیشنگ ۱۳۵-۱۳۶-۲۲۲
 ۲۲۲

چن، موضع ۶۳ ۱۱۰
 چندو کہ، قصبہ ۷-۱۲۰
 چنی (ضلع دادو) ۶۳-۱۱۰-ح
 ۱۳۷
 چولی ۸۸
 چھتر ۲۳

خ

خب، موضع ۲۳۳
 حسن ابدال ۲۸۹

تورہ ۱۶۵
 تھانہ باجور ۱۱۳-۱۱۳-ح
 تھانہ زمین داور ۲۳۵
 تھانہ سمیجہ ۱۹۷
 تھانہ وینجرہ ۲۰۱
 تھانہ ہالہ کنڈی ۲۰۱

تھتہ (تتہ) ۱۱-۲-ح ۲۹۰-۳۳-۳۳-ح

۳۵-ح ۳۶-۳۶-ح ۳۷-۳۸-۳۰-ح

۳۱-۳۱-ح ۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶

۳۷-۳۸-۳۸-ح ۳۹-۵۰-۵۲

۵۳-۵۴-۶۱-ح ۸۲-۸۶-۸۸

۸۹-۱۰۳-۱۰۳-۱۱۱-۱۱۲

۱۲۳-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۸

۱۳۹-۱۵۰-۱۵۰-۱۵۰-ح

۱۵۱-۱۶۱-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳

۱۷۷-۱۷۸-۱۷۸-ح ۱۷۸-۱۸۰

۱۸۱-۱۸۶-۱۹۵-۱۹۸-۲۰۱

۲۰۲-۲۲۶-۲۲۸-۲۳۵-۲۳۹

۲۳۰-۲۳۲-۲۶۷-۲۸۰-۲۸۱

۲۸۲-۲۹۰-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۳

۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۱

۳۰۲-۳۰۳-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸

۳۱۳-۳۱۳-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷

۳۱۸-۳۲۱-۳۲۲

تہتی، موضع ۷-۳۷-۳۸-۷۳-ح

۷۵-۱۳۷-۱۳۷-ح ۲۱۱-۲۲۳

۲۲۵

تیبہ ۶۳

تیر (تیرھی)، موضع ۱۱۱-۱۱۱-ح

۱۳۹-۲۱۳-۲۲۲

دیراؤن ، موضع ، ۸۵-۱۱۳-۱۱۸

۱۳۱-۱۱۹

دیرہ چندائی ۲۳۶

دیرہ مانک ۲۳۵

دیہ ، موضع ، ۱۱۰-۲۲۳

ر

رہری لنگمان ۱۲۱

رفیمان ، موضع ، ۱۲۸-۱۲۹

رہمن (بہن) ۳۷-۳۷ ح

روضہ شاہ چہتہ ۲۷۸

روضہ مخدوم سید جلال بخاری

۳۱۱

ریلوے اسٹیشن سیوہن ۲۷۸

ریلوے اسٹیشن گوبانک (خانوت)

ح۹۷

ز

زمین کور ۲۴

س

سابہ ۱۱۸-۸۶

سادر ۲۰۹

سانکیور ۲۲۳

سانکرہ ۱۱۸

سامتانی ، موضع ، ۱۰۳-۱۰۳-۱۵۸ ح

۱۶۰

ساوہ ، موضع ، ۲۱۰

خ

خاصہ شورہ (خسائی شورہ) ح۳۳-

ح۳۷-ح۳۵

خانقاہ شیخ عثمان ۲۶۷

خراسان ۲۸۵

خسائی شورہ ۲۲-۲۳-۳۴-۳۵-۳۷-۳۸-

۱۲۸-۹۸-۹۷

خیر پور ناتن شاہ ۱۳۷ ح

د

دادو ، ضلع ، ح۱۰۳-ح۱۱-۱۳۵ ح-

ح۱۳۷-ح۱۳۲

دادیجی ۲۳۸

دارو بند ۴۶

ڈاھری ۷۸ ح

دریلہ ، قصبہ ۱۳

درگاہ شیخ چہتہ ۲۲۸

درگاہ حضرت عثمان . رندی ۳۲۸

دری ۱۵

دکری خورد ۵۹

دکری کلان ۵۹

دکن ۲۸۶-۳۱۹

دوآب ۳۲۷

دولت آباد ، موضع ۲۲۳

دومک ۲۰۹

دہلی ۱۷۸-۱۷۸-ح۳۷

ڈیتہ ۷۷ ح

سوان ۷-۱۴-۱۶-۱۷-۲۳-۲۶-۳۲-۳۴
 ۳۳-۳۴-۳۵-۳۷-۳۸-۵۰-۵۱
 ۵۵-۵۷-۶۲-۶۶-۷۱-۷۲
 ۷۳-۸۰-۸۶-۸۸-۸۹-۹۱-۹۳
 ۹۵-۹۶-۹۸-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲
 ۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۷-۱۰۸
 ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵
 ۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰
 ۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۷
 ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۱-۱۳۳-۱۳۴
 ۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹
 ۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵
 ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵
 ۱۵۶-۱۵۷-۱۶۰-۱۶۳-۱۶۶
 ۱۶۸-۱۷۲-۱۷۴-۱۷۷-۱۷۸
 ۱۷۸-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۶
 ۱۹۳-۱۹۵-۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱
 ۲۰۲-۲۰۵-۲۰۷-۲۱۳-۲۱۶
 ۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱
 ۲۲۶-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲
 ۲۳۳-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱
 ۲۴۲-۲۷۷
 سیتار جہ ۲۸۱
 سیتا سر ۴
 سیتپور ناہران ۳-۲۶-۵۷
 سیدان کارہ ، موضع ۲۲۳
 سیستان ۲۸۶
 سیکر جی ، موضع ۲۳۳
 سوان ۲۷۷

سوکار بھکر ۲-۱۲-۱۸-۳۸-ح
 ۲۸۰-۲۸۱-۲۹۹-۳۰۱-۳۱۲
 ۳۱۳
 سرکار تھتہ ۲-۳۳-۵۰
 سرکار جون ۲
 سرکار چاچکن ۲-۳۳-۳۵-۴۱
 سرکار چاکرہالہ ۲-۳۳-۳۵
 ۳۹-۵۰-۸۸-۹۷-۹۹
 ۱۲۹-ح-۱۸۰-۲۳۹
 ۲۴۱-۲۴۰
 سرکار سہوان ۲-۹۱-۱۲۱
 سرکار سیوستان ۲۹۷
 سرکار ملتان ۲۸۰
 سرکار نصرپور ۲-۳۳-۳۵-۸۵
 ۹۵-۹۸-۱۱۶-۱۱۸-۱۸۰
 ۱۹۵-۲۰۱-۲۳۵
 سروا ۲۴
 سرونج ۲۲۴
 سکرند ، تعلقہ ۷۹-ح
 سن ، قصبہ ۴۳-۸۰-۹۶-۱۰۹
 ۱۰۹-ح-۱۲۷-۱۳۰-۱۵۳-۱۶۳
 ۱۶۷-۱۷۸-۲۲۳-۲۲۵-۲۲۷
 ۲۲۸
 سندھ ۲-۳۵-ح-۷۷-ح-۱۱۱-۲۰۱-۲۱۰-ح
 ۶۴-۶۳-ح-۶۵-۹۰-۹۱-۹۱-ح
 ۱۲۷-۱۶۲-۱۷۸-۱۷۸-ح
 ۱۸۰-۱۹۸-۲۰۷-۲۲۷-۲۳۹
 ۲۴۰-۲۴۲-۲۶۰-۲۶۹-۲۶۹
 ۲۷۱-۲۷۲-۲۷۶-۲۷۹-۳۰۵
 ۳۲۸

صید کر (صدگر) ح ۱۱۸-۱۱۹	سیوستان ح- ۲۸-۹۱-۱۰۱ ح
ظ	۱۰۸-۱۱۱-۱۱۳-۱۳۵ ح
ظفر آباد ۳۳	۲۶۰-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹
ع	۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۳۰۸ ح
عجم ۳۱۶	۳۱۵-۳۲۰-۳۲۸-۳۲۹ ح
عراق ۳۱۹-۳۱۶-۱۳۵-۳۳	سیوہن ح- ۵۸-۹۱ ح- ۲۷۸
عزیزانی ، موضع ۲۱۰	سیوی (سوی) ۲-۲-۱۶-۲۳-۲۳
ف	۲۵-۲۶-۲۶ ح- ۲۷-۲۸
فرنگ ۱۳۵-۳۳	۲۸-۳۰ ح- ۳۱-۳۲-۳۰ ح
ق	۳۰ ح- ۹۱ ح- ۱۰۲-۱۰۲ ح- ۱۰۲ ح
قاسم باریجہ ، موضع ۲۰۸	۱۱۲-۱۱۳-۱۹۶-۲۰۳-۲۳۳ ح
قبر حضرت ہارون ۲۲۷	۲۳۷-۲۴۱-۲۴۷
قبر خواجہ ویس قرنی ۲۲۸	ش
قبر شیخ بیگ ۲۳۶	شاد بیلہ م
قبرستان قدیم سیوہن ۲۷۸	شال ح- ۷۷-۸۵-۱۲۹-۲۲۴ ح
قریہ شاہ حسن ح ۱۳۷	شکر ، قصبہ م- ۵-۸-۱۳-۲۴۱ ح
قصبہ قاضی احمد ح ۷۹	ص
قلجی ، موضع ح ۶۵	صدگر ۱۱۸
قلعہ ابریجہ ۲۰۱	صفہ بہکر ۵۸
قلعہ احمد بیگ خان ۲۱۵-۲۲۲	صفہ صفا م- ۳-۳۹-۲۹۳-۴۴ ح
۲۲۴	صفہ وقا ۵۸
قلعہ الور ۵	صوبہ اکبرآباد ۳۱۰
قلعہ بست ۳۲۹	صوبہ تمہتہ ۱۲۳-۱۹۸-۲۰۱-۳۰۷ ح
قلعہ بہکر ۱۰۳-۱۱۰-۱۱۵-۳۱	۳۱۱
۳۲۶	صوبہ قندھار ۱۱۲
قلعہ جہانگیرآباد ۱۲۰-۱۲۵-۱۲۶	صوبہ گجرات ۲۸۶
۱۲۸	صوبہ ملتان ۱۶۴-۱۷۷-۲۹۰-۳۰۶ ح

ح ۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-
 ۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-
 ۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-
 ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-
 ۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-
 ۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-
 ۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-
 ۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-
 ۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-
 ۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-
 ۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-
 ۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-
 ۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-
 ۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-
 ۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-
 ۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-
 ۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-
 ۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-
 ۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-
 ۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-
 ۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-
 ۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-
 ۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-
 ۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-
 ۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-
 ۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-
 ۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-
 ۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-
 ۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-
 ۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-
 ۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-
 ۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-
 ۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-
 ۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-
 ۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-
 ۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-
 ۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-
 ۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-
 ۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-
 ۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-
 ۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-
 ۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-
 ۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-
 ۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-
 ۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-
 ۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-
 ۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-
 ۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-
 ۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-
 ۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-
 ۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-
 ۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-
 ۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-
 ۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-
 ۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-
 ۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-
 ۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-
 ۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-
 ۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-
 ۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-
 ۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-
 ۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-
 ۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-
 ۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-
 ۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-
 ۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-
 ۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-
 ۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-
 ۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-
 ۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-
 ۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-
 ۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-
 ۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-
 ۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-
 ۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-
 ۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-
 ۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-
 ۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-
 ۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-
 ۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-
 ۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-
 ۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-
 ۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-
 ۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-
 ۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-
 ۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-
 ۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-
 ۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-
 ۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-
 ۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-
 ۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-
 ۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-
 ۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-
 ۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-
 ۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-
 ۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-
 ۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-
 ۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-
 ۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-
 ۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-
 ۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-
 ۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-
 ۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-
 ۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-
 ۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-
 ۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-
 ۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-
 ۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-
 ۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-
 ۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-
 ۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-
 ۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-
 ۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-
 ۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-
 ۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-
 ۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-
 ۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-
 ۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-
 ۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-
 ۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-
 ۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-
 ۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-
 ۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-
 ۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-
 ۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-
 ۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-
 ۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-
 ۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-
 ۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-
 ۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-
 ۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-
 ۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-
 ۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-
 ۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-
 ۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-
 ۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-
 ۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-
 ۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-
 ۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-
 ۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-
 ۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-
 ۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-
 ۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-
 ۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-
 ۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-
 ۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-
 ۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-
 ۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-
 ۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-
 ۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-
 ۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-
 ۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-
 ۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-
 ۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-
 ۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-
 ۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-
 ۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-
 ۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-
 ۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-
 ۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-
 ۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-
 ۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-
 ۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-
 ۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-
 ۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-
 ۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-
 ۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-
 ۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-
 ۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-
 ۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-
 ۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-
 ۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-
 ۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-
 ۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-
 ۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-
 ۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-
 ۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-
 ۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-
 ۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-
 ۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-
 ۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-
 ۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-
 ۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-
 ۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-
 ۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-
 ۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-
 ۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴

۲۲۶	کرنک ، موضع ۱۹۸
کوه لنده (لندو) ۱۲۴-۱۲۳ ح	کروتی ، موضع ۲۰۹
کوهیار ، موضع ۳۰-۳۱-۳۰	کشیر ۵۹
کهرد ۲۹۶	کعبہ ۳۰۹-۲۷۵
کیچ ۲۳۹-۲۳۸-۵۹-۲۸	کلان کوٹ ۳۳
گ	کمال پور ۲۱۹
گانہ ۶۰	کمان ، موضع ۹۸
گجرات ۱۱ ح-۱۷۹-۳۱۹	کن ، موضع ۷۷
گجر گوٹ (گجران) ۱۰۹ ح	کنبد گنبد) موضع ۱۰۰ ح
گچیرو ۱۰۵ ح	کنده کوٹ ۶۸-۱۱۰
گذر سن ۱۲۸-۱۵۳-۱۹۵	کوٹری ۸۳ ح
گذر-پھوان ۱۷۲-۱۸۶-۱۹۵	کوٹله ، موضع ۲۰۸
گذر لاکرت ، قصبہ ۱۳۲	کوٹلی ۷۷ ح
گذر مندیجی ۱۳۵-۱۶۵-۱۶۸	کورانه ۲۰۹
گذر مہرہ ۱۱۹	کولاب ریل
گذر حالہ کنڈی ۱۹۵	کولاب ساہ ۱۲۵
گنبت (کنبد) ۱۰ ح	کولاب -ونہری ۱۰۶
گنبد ۱۰ ح	کولاب کتاہر ۱۰۷
گنجاہ ۲۵-۲۶-۲۷-۲۷ ح-۲۹	کولاب کلان (منجر) ۶۹ ح
۲۰۳-۱۲۲-۳۰-۳۰ ح	کولاب منجر (منجر) ۲۸-۶۹-۱۰۰
۲۳۷-۲۳۱-۳۰۳-۳۲۳	۱۳۶-۲۰۷-۲۰۷ ح-۲۳۳
گورستان خان زمان ۲۹۲	کولاب مہا ۶۵-۲۰۳
ل	کولاب وینجرہ (وینجرہ) ۱۲۷-۲۲۹
لاکات ۷۹ ح	کونر کوٹ ، موضع ۱۰۰
لا کوٹ ، قصبہ ۱۳۲-۱۳۸-۱۵۰	کوهچہ مکلی ۳۸ ح
۲۳۰	کوه دارو بند ۱۲۴
لا کیار ۲۳۶	کوه چنهور ۷۷ ح
لاہری بندر ۲-۹۱-۳۲۵	کوه کلان اوٹھل ۲۰۹
	کوه لکی ۶۰-۲۱۶-۲۱۸-۲۲۰

سلطان ۶-۱۳-۲۸-ح ۲۳-۲۴-ح ۲۴-ح ۲۶-ح
 ۸۶-۹۹-ح ۱۲۴-۱۳۴-۱۶۱-
 ۱۶۱-ح ۱۶۳-۲۵۹-۲۸۰-
 ۳۰۵-۳۲۰-۳۲۲-
 مکران ۲۸-۵۹-۲۳۸-
 کھوی جنگل ۳۲۹-
 منچر ۲۳-۶۹-ح
 مندیپھی ۱۱۸-
 منہ شہر میرا برہ ۱۷-ح
 موزہ (ضلع نواب شاہ) ۵-ح
 مہران ۱-وضع ۱۰-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۷-

ن

نار، موضع ۵۸-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۸-ح
 ۱۰۳-۱۵۲-۱۳۰-
 نارلم، موضع ۳۳-
 ناریلہ، موضع ۵۰-
 ناوی ۲۶-ح
 نالہ ساوہ ۲۰۷-
 نالہ ماروی ۲۰۳-
 نجف اشرف ۳۰۷-
 نیچدو ۱۳۰-
 نصر پور ۳۱-۳۳-۹۳-۹۵-ح ۹۵-۱۱۲-
 ۱۱۸-۱۱۹-۱۱۹-ح ۲۳۶-۹۲-
 نظرگاہ حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ۵۸-
 نظرگاہ اویس قرنی ۵۰-
 نگر، موضع ۹۵-
 نواب شاہ، ضلع ۷۹-۱۰۵-ح

لاہور ۱۱-ح ۱۳۷-۱۳۷-ح ۲۱۳-۲۸۳-
 ۲۸۷-۲۸۸-۲۹۰-۲۹۷-۳۲۷-
 لشکری ۸۸-
 لعل واہی ۵۹-ح
 لکملوی، موضع ۴۳-۳۰-۲۱۷-
 ۲۲۵-۲۲۳-
 لکھنؤ ۲۰۵-
 لکی، موضع ۴۳-ح ۲۹-
 لنجار، موضع ۲۲۳-
 لوہری ۳-۵-۶-۲۹۳-۳۰۰-

م

ماتیلہ ۱۳-
 ماری رضوان، مکان ۶۰-
 ماری کپھر رای اساری کپھر وازی)
 ۲۳-۲۳-ح
 مالوہ ۳۰۷-
 معراب پور ۹-ح
 محمودآباد ۳۰۷-
 مرند ۲۶۵-
 مزار پیر نوین ۱۶۷-
 مزار چہتہ (مخدوم جنا اسرانی) ۵۷-
 ۲۷۸-
 مستنگ ۳۲۳-
 مسجد جامع تہ ۳۰۷-
 مسجد خضریٰ ۲۰۷-
 مسجد شیخ بہوہ ۷۱-
 مشہد مقدس ۳۰۹-
 مطیع نواکشور ۱۳۳-ح

۵
 ۸۸ ہارون
 ۳۸-۳۷-۳۶-۳۵ ہالہ کنڈی ، قصبہ
 ۱۲۹-۱۱۸-۱۱۰-۱۰۰
 ۲۸۶-۲۸۵-۲۸۳ ہرات
 ۲۸۲ ہر بلائی بندر
 ۲۸۷ ہلمند
 ۳۰۷-۲۶۷-۱۶۲-۱۳۵-۱۰۸ ہند
 ۲۶۰-۲۳۲-۱۶۱-۳- ہندوستان
 ۳۲۰-۳۰۹-۳۰۲-۲۹۰-۲۶۵

۵۷-۵۸
 ۵۸-۵۷
 Ek Thamb ۵۸
 Sehwan ۵۸

نوارہ ۶۲ ح
 ۳۰۰-۲۹۱-۲۹۰-۲۸۸ نول کشور
 ۴۲۰-۴۱۵-۴۱۰ ح
 ۱۲۹-۱۲۱-۱۱۵-۱۰۹-۱۰۵ نیرن کوت
 ۳ نپہ بدرہ

و

واہی ، موضع ۶۵
 ونکار ۶۰-۳۱
 ویجرہ (بجراہ) ، موضع ۱۰-۱۰-ح
 (نیز رک ویجرہ)
 ویجرہ (وینجرہ) موضع ۱۰۵-۸۶-۳۹-
 ۱۲۹-۱۲۸-۱۲۷-۱۱۸-۱۱۰
 ۲۳۰-۲۲۹-۱۶۸-۱۳۲

(۴) اقوام و قبائل

۲۳۱-۳۹-۲۷۷-۲۲۲ بیر
 ۲۰۲-۶۳ برہہ
 ۲۰۲-۸۲-۶۳-۶۳ بکیہ (بکیجہ)
 ۱۶ بلدی
 ۹۷-۹۶-۶۱-۵۹-۱۵-ح ۱۱ بلوچ
 ۲۳۹-۱۶۳
 ۱۳۵-۱۳۳ بلوچ باریجہ
 ۳۹-۳۷-۳۰-۲۳ بلوچ بیر
 ۱۶-۱۵ بلوچ بلدی
 ۵ بلوچ جتوئی
 ۱۳۳-۹۹-۹۰-۸۶ بلوچ چاندیہ
 ۲۳۷-۲۱۳

الف

۱۶-۱۶-ح ۲۳۶-۶۳ ابرہہ
 ۹ ارغون
 ۱۹۶ افغانہ سیوی
 ۲۲۸-۲۲۸ افغانان ہنی (افغانہ ہنی)
 ۳۱-۲۹
 ۸۲ اوتہ قوم
 ۱۳۵-۱۳۳-۱۳۲-۱۳۱ اوزبک
 ۸۳-۸۳ اونر
 ۱۳۵ باریجہ

ب

سمیجه اوته ۷۶	راهو (فرقه) ۸۳
سمیجه اونر ۱۸-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹	راهوجه ۷۷-۸۳-۸۶-۱۲۷-۱۳۰
۶۳-۷۳-۷۵-۷۶-۷۸-۷۹-۸۰	زند ۱۶-۲۶
۹۰-۹۳-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸	س
۱۰۵-۱۰۶-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۵	سادات ۶۷-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۱۵۳
۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰	۲۲۵-۲۲۷
۱۲۲-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸	سادات اتای ۳۱۷
۱۲۹-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴	سادات امیر خانی ۲۹۳
۱۳۳-۱۳۴-۱۳۸-۱۵۰-۱۵۳	سادات نهکر ۶
۱۶۲-۱۶۵-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹	سادات من ۷۹
۹۳-۹۶-۹۸-۱۹۸-۲۰۰-۲۰۱	سادات کهری ۲۵ ح
۲۲۳-۲۲۶-۲۲۹-۲۳۰	سادات لعلطری ۷۳-۷۹
سمیجه نکیه ۱۶-۶۷-۶۸-۷۵-۷۷	ساربه (سانربه) ۸۳ ح
۱۱۷	اند (فرقه) ۸۳
سمیجه بریه ۷۷	سانربه (فرقه) ۸۳-۸۴-۸۵
سمیجه تیره ۶۷-۱۱۰-۱۱۹-۱۲۳	ساگی ۱۶-۱۷ ح
۱۲۳-۱۵۰	سأهتی ۸۳ ح
سمیجه جوانیجه ۳۶	نعمه ۵-۶۷
سمیجه داهری ۷۷-۷۸-۷۸ ح	سمیجه ۱۰-۱۶-۱۷ ح-۳۹-۴۰-۶۳
سمیجه دل ۳۵-۳۶-۴۰-۴۵-۴۶	۶۷-۶۸-۷۴-۷۵-۸۰-۸۱
۶۸	۸۲-۸۳-۸۷-۹۰-۹۵-۱۰۰
سمیجه دل سمواتی ۱۲۳	۱۰۳-۱۰۴-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۷-۱۱۰
سمیجه راهوجه ۱۶۷	۱۱۳-۱۱۴-۱۲۶-۱۳۳-۱۳۳
سمیجه ساند ۳۶	۱۳۵-۱۳۳-۱۳۹-۱۴۳-۱۶۳
سمیجه کبیر ۳۶	۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۹۴-۱۹۹
سمیجه کهریه ۳۶	۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۶-۲۱۶
سمیجه لاکیار ۲۳۶	۲۱۸-۲۱۹-۲۲۳-۲۲۹-۲۳۰
سهته ۸۵-۹۱-۱۹۹-۲۰۰	۲۳۱-۲۳۳-۲۰۵-۲۲۵-۳۲۶
سهوده (سوده) ۳۵-۳۶-۴۰-۴۰	۳۳۰

گ

گروه لعل شہبازیہ ۲۶۴
گورا ۸۷

ل

لاشاری ۲۶-۱۶
لا لہ ۲۲-۲۳-۲۵-۲۷-۸۰-۸۱
لا ۸۵-۱۰۹-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۹
لا ۱۲۰-۱۶۸-۱۹۶-۱۹۷-۲۰۰
لا ۲۰۱-۲۲۹-۲۳۰
لاکیار ۱۶-۸۳
لنچار ۴۱

م

ماچی ۷-۶۶-۹۶
مانچند ۷۲
مخادیم ۶۸
مگسی ۱۶-۲۶
ملاحان ۲۱۰
ملکان باغبانان ۶۳
مناہجہ ۸۳-۸۶-۱۲۷-۱۳۰-۱۳۱
مندرہ ۳۵
منگنیچہ ۹-۱۰۰
منگوانہ ۸۳-۸۴-۱۲۷
مہر ۱۵۰۵

ش

شورہ ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۵-۳۶
ش ۳۷-۳۹-۲۳۱
شیخان ۶۷-۷۵-۷۶
شیخان ہدیچہ ۱۶

ف

فیروزجہ ۸۴-۸۶-۱۲۷-۱۳۰

ق

قریشی ۶۶
قزلباش ۲۸۳-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷

ک

کارا ۸۷
کاهیچہ ۷۲-۷۳ ح
کنوھر ۱۶
کرد ۲۹
کمال ۷۲
کورائی ۱۵
کوربجہ ۳۱-۶۶-۷۲-۷۵-۷۶-۷۷
ک ۸۵-۱۰۰-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵
ک ۲۰۰
کوریہ تیبہ ۱۲۴-۱۲۴ ح
کوهی (سردم) ۷۵-۲۰۴-۲۱۶
ک ۲۱۸-۲۲۶-۲۳۹
کبیر (قوم) ۸۲
کبریہ (فرقہ) ۸۳
کدھر ۳۴-۳۵

ھ	ن
ہالہ ۲۰۱-۸۵	ناریجہ ۴۱
ہالہ پوترہ ۲۰۰-۸۵-۷۸-۷۶	نکاسہ ۳۵-۳۴
ہزارہ ۲۳۵	نو کدر ۲۳۵
ہندو ۶۸	نہمردی ۳۱-۵۰-۵۱-۸۷-۹۰-۹۶
ہوسرہ ۱۳۸-۱۳۲-۴۵-۴۴-۴۳	۹۷-۱۱۱-۱۲۳-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۷
	۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۵۱-۱۵۲
	۱۵۳-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷
	۱۶۸-۲۰۵-۲۱۴-۱۸۳-۲۲۳
یوسف زئی ۲۸۳	۲۳۴-۲۳۸-۲۳۹

۵- مصطلحات خاص

استمالت ۲۳۱	الف
انقطاع دار ۲۸	آب دزد ۲۲۰
الئی یومنا ۱۵۵	آفت رسیدگی ۱۵۹-۱۳۶
الکنی ۱۷۶	ابریشمه فروش ۱۵۶
امین ۱۸۰-۵۱-۲۱	اتکه ۷
انعام ۱۸۲-۱۸	احاره ۱۹۶-۲۱-۱۹
انعام اربابان ۱۸۵	اجارهای باطله ۲۳۳-۱۷۰
اوباش ۱۶۳-۱۶۳	اجود ۱۸۳
اوبچی ۲۳۳-۹۷	احدی ۱۳۳
اول گرفته ۱۲۸	اخار نویسی ۱۹۰
اهور ۱۸۳	ادل ۱۲۹
انمه ۱۹۳-۱۸۰-۱۳	ارازه ۱۵۵
ایت ثیل ۲۱۹-۱۶۸	اساب ۱۵۵-۱۵-۲۲-۱۸-۱۳
ایل نمودن ۲۳۷	ازداوه ۱۵۲-۱۲۳
ب	ارزن ۱۸۳-۱۸۳
بادنجان ۱۸۳	اسامی ۲۳۳
بادیان ۱۸۳	اسامی وار ۱۸۳
باره قلعه ۷	اسب زهري ۳۲
بالمناصفه ۲۰۳	اسب ترکا ۱۷۲
بخشی ۱۹۰-۱۸۰-۱۷۷-۹۳-۳۰	اسب عراقی ۱۲۲
بد (بنلی) ۷۱-۷۱ ح	آمتره ۲۵
بدرقه ۱۳۰	استعداد زراعت ۲۰۶-۱۵۸-۱۳۶

پ	برات ۱۸۸
پارچہ آلچہ ۱۳۰	برج ۷
پاس ۱۵۶	برسات ۱۲۹
پاؤزار ۵۰	برق انداز ۲۲۹۰۲۰۱-۲۰۰-۳۰
پاوکروہ ۱۳۵-۱۶۵-۱۶۶	۲۳۲
پتواری ۱۵۵	برہ ۱۳
پر تہیہ ۱۳۱-۱۶۸	بذرگران ۱۸۰
پرچہ ۱۷۰-۲۲۶	بعد الیوم ۱۱-۱۳۷
پرچہ پوشیدنی ۶۹	بقعی (؟) ۱۰۵
پر کلکی (پر کلی) ۶۵-۷۲-۷۶	بندیان ۱۳۵
پرگنہ ۵-۱۰-۱۷	بنگ ۱۵۹-۱۸۳
پروانچہ ۱۳۷	بود ۱۲-۱۳
پل فہار ۱۵۷	بود و نابود ۱۲-۱۸
پنجرہ ۲۵	بہ (بجہ) ۷۰-۷۷ ح
پنکی ۱۵۹	بھومیہ ۲۲۲
پیادہ ۱۳۹-۱۹۲	بی باق نمودن ۱۲۶
پیشکش فصلانہ ۱۲۳	بیت المال ۵۳
بی کردن ۳۳	بیسوی ۱۸۲-۲۰۳
ت	بیگار ۱۶۰
تاریکیان ۲۸۳	بیگہ ۲۰۳-۹
تپہ ۸۰-۱۲۸	بیگہ پختہ ۱۸۲
تخاقوئیل ۱۶۸	بیل ۸
تغذیف حصہ ۱۰۹	

تیمپ شدہ ۱۲۶	تخم زدہ ۱۲-۱۳-۱۸۲
تیر انداز ۳۰-۲۲۹-۲۳۲	تخمین ۱۷۱
تیولدار ۲۸ ح	تیر ۶۹
ج	ترانہ و سرود ۱۶۹
جارجی ۹۳	ترب ۱۸۳
جاگیردار ۱۵-۲۸ ح-۳۱	نرد ۱۵۱
جہر ۶۹-۱۶۵	تفصیلہ ۱۳۰
جرمانہ ۵۳	تفنگ اندازی ۱۳۹
جریب ۱۲-۱۳-۱۳۶	تقلبی ۱۹۲
جکر ۱۳۱	تمسکات ترعیہ ۳۸
جلو ۳۳-۱۳۹-۱۵۱	تناً لو ۱۷۲-۱۸۳
جلو ریز ۱۰۶	تنجواہ ۱۶۵
جلو گردان ۱۰۶	تنکہ ۱۷۲-۱۷۳
جمع بندی ۱۸-۸-۱۰۷-۳۰۷	توجیہ ۱۸-۲۰-۵۱-۱۰۲
جنکرہ ۲۲۲	توجیہ پیشکش اسپ ۵۳
جنگل ۱۳	توجیہ ظلمانہ ۱۹۲
جواری ۱۲۵-۱۸۳	توجیہ مال واجبی ۱۰۳
جہاز ۴	توجیہ (انداختن) ۱۹۲
جیبہ ۲۳۴	توجیہات باطلہ ۵۱
جیفہ مرصع ۱۲۲	تورک (نمودن) (?) ۱۲۰
ج	تویہ ۳۶-۱۸۲
چابک ۲۳۳	تہانہ ۲۱-۳۰-۵۰-۸۸-۱۹۶
چادر ۱۵۷	تہانہ دار ۳۷-۵۰-۶۴-۲۳۷
	تہانہ نشانیدن ۲۰۰-۲۰۲

خالصہ شریفہ ۱۸۷-۱۹۲	چبوترہ ۳
خدمات مامورہ ۱۹۳	چبوترہ ۱۵۹-۲۳۸-۲۳۵
خرچین (خرچینہا) ۴۲	چبوترہ کوتوالی ۵۳
خروار ۱۸۲-۲۰۸	چرخ ۲۳۵
خریف ۱۸-ح-۷۱-۸۶	چغل (چغلان) ۱۳۶-۱۵۵-۱۵۸
خزانچی ۱۸۸	۱۷۳
خسرہ ۱۲-۱۳	چک (چکماي) ۱۳۷-۱۵۸-۱۹۱
د	چویداران ۱۳۴
دارالقضا ۱۹۳	چوشیدن ۲۵
دار و مدار ۱۲۲-۱۲۹-۱۳۳	چوکی ۱۹۵
داغ ۱۵۵	چوکیداران ۱۹۵
دام ۱۷۲-۱۸۳	ح
دازہ بندی ۹-ح	حاصل کشتیہای ۱۳۵
درو ۱۰۳	حرفت ۳۳
دوایش ۲۴۰	حر فروشی ۱۳۰-۱۶۶
دست آویز ۱۶۲	حرفہ گر ۱۸۸
د-تک ۱۵۷	حفاظ ۱۷۰
دست گیر ۱۹۹	”حقیقت دان“ ۱۵۸
دستور ۱۳-۱۳۶-۱۷۱-۱۸۲	حکم چلہ و کمان داشتن ۱۳۰
دستور العمل ۹-۱۳-۱۸-۱۳۷-۱۸۲	حکمی ۱۵۷-۱۶۰
دستور العمل درت ۷۲:	حلال خور ۱۶۷
دستور دھرت ۱۷۷	خ
دستوری ۱۳	خاصہ خیلان ۱۳۹
	خالصہ ۱۸-۵۳-۱۳۴-۱۶۵

ز	دفتر خانہ شہنشاہی ۱۸۹
زرچک فرمانی ۱۵۸	دفعہ وقت ۱۷۴
زردک ۱۸۳	دگری خورد ۵۹
زمینداران ۸	دگری کلان ۲۲۷-۵۹
زمین ریزانی ۸۰	دکہ (خوردن) ~
زمینہای کاجہ ۲۰۳	دلمل ۱۵۴
زنہار ۱۵۱	دوجائی ۱۹۲
زیادہ طلبی ۲۱	دہارا تیرت ۲۲۷
زیرہ ۱۸۴	دہرت ۱۸۷-۱۸۲-۱۳۷
	دہ بیست ۱۵۹
س	دہ سی ۱۵۹
ساعی ۱۵۸	دیر (ڈیر) ۷۱-۱۷۱ ح
سبز بری ۱۳-۱۳۴	دیرہ دادہ ۱۱۰-۱۲۷-۱۳۱
سپاہگری ۲۱۴	دیوان ۱۴
ستم شریک (شریکی) ۱۰۲)
سچقان ٹیل ۱۳۶	راکس ۱۰۸
سر جریب ۱۳۶	رانا ۳۴ ح
سر حاصل ۱۵۸	رنج ۷۱-۸۶
سرشف ۱۸۳	رنجی ۱۸ ح
سرکار ۲	رسوم ۱۸۶
سرکله ۳۷-۲۰۸	رعیت ریزہ ۲۰-۲۰۷
سرکوب ۱۲۹	رنگ (جانور) ۱۴۲-۲۲۱
	روزہ طی ۱۷۰
	ریزانی ۲۰۴-۲۰۶
	ریگ ساہی ۵۹

۲۳۶-۱۲۸-۹۳-۳۱-۲۱-۱۸ شقدار ۱۵۰-۱۵۹-۱۵۷ سروہا (پوشانیدن)

شکار قمرعہ ۴۹ سزاوہ ۱۹۸-۱۷۷-۲۹

شکار گز و تور ۱۳ سزاوہی کردن ۱۱۲

شلاق ۱۷۱ سزاوہی نمودن ۱۲۲

شتقار (شدن) ۱۱۳ سفید بری ۳۳-۱۳

شورہ ۱۸۲ سکہا ۴۲

شیبہ ۲۱۲ سگ تازی ۳۲

ص سن ۱۸۳

صدر ۱۹۲-۱۹۰ سوار ۲۰۰-۱۶۶-۱۳۹

صفہ ۳ سواری (کردن) ۱۵۳-۱۲۶-۸۰

۱۹۶

ض سٹیس ۱۳۳

ضبط ۱۰۲-۹۶-۱۳-۱۳ سیر ۱۸۳-۱۸۲

ضبط آوردن ۱۵۹ سیر جہانگیری ۱۳۶

ضبط کردن ۱۲ سیرون ۱۵۳

ضبط و ربط ۱۰۳ سیورغال ۷۳

ضبطی ۱۷ سیوہ رات ہندوان ۲۲۶

ضبطی شدہ ۲۰۳-۱۳ ش

ط شالی ۱۸۳

طریقہ ملامتیہ ۲۶۳ شب سیورات ۵۹

طناب ۱۸ شترکوهی ۳۲

طناب کشان ۸ شطرنجی ۳۰

طومار ۱۶۰ شطرنجی خواجہ نشین ۳۲

طوبلہ ۱۲۲

فصل خریف ۱۰۵

فصل ربیع ۱۰۵

فوتی ۱۹۲

فوتی و فراری ۲۳۵

فوجدار ۱۱-۳۸-۱۳۸

ق

قاضي ۱۹۰-۱۹۳

قانون گو ۱۳-۱۸-۵۱-۱۵۵

قبل داشتن ۳-۱۱۳

قترہ ۳۸-۱۵۲

قترہ کردن ۱۲۷

قدغن ۱۵۷

قرا ۱۵۶

قوار بالمناصفہ ۱۲۱-۱۳۳

قوار سیوم حصہ ۱۰۱

قوار کن کوت ۹

قراولی ۴۹

قترہ ۴۳

قضائتہ ۱۳۳

قطاع طریقان ۱۳۰-۱۶۵

قلبہ ۱۵۸

قلعہ ۱۶۹

قوال ۱۶۹

قوج ۲۲۱

ع

عائل ۱۳-۱۹

عسد ۱۸۳

عرص ۱۶۹

عزیز ۱۹۳

علوفہ ۲۲۲

عمل ۱۶-۱۸۶-۱۸۹

عمل ضبط ۱۰۲

عمل ضبطی ۱۳۳

عمل غلہ بخشی ۵۱-۱۰۲-۱۳۳

عمل معمول ۲۰۳-۲۳۲

غ

غلہ بخشی ۵۱-۱۰۱-۱۷۱-۱۸۲

غور رسی ۱۸۸

غیر معمولہ ۲۰۸-۲۲۱

ف

فالیز ۲۱۲

فراری ۱۹۲

فرائش ۱۳۳

فرامین سماتی ۱۹۱

فرامین مذکراتی و سماتی-۱۶۱

فرجہ تعبیه ۴۷

فصل آفت رسیدہ ۱۶۳

فصلانہ ۲۲۱

کوکنار ۱۸۳
 کولاب ۷۰
 کبہر (کبہر) ۷۱-۷۱ ح
 کھلی ہا ۱۶۱

ک

گاذر ۱۶۶-۱۳۲
 گانہ ۶
 گتہ خرچہا ۱۹
 گچ ۲۰۷-۲۰۸
 گنڈر ۱۵۷-۱۸۶
 گرگ دو ۱۲۷
 گری ۱۰۹-۱۳۹
 گل معصفر ۱۸۳
 گماشتہ ۱۵۶-۱۶۵-۱۸۸
 گورہ ۱۲۳-۱۵۲

ل

لاچین ۲۳۵
 لاری ۹۵
 لباسی ۱۹۲
 لک ۷۰
 لوت (کردن، نمودن) ۱۶۳-۱۶۶
 لور (لوڑ) ۷۰-۷۰ ح

ک

کارکن مال ۲۱
 کاسبی ۲۳
 کاسہ ۱۳۶-۱۴۲-۱۸۲
 کال ۱۸۳
 کچرہ ۱۸۳
 کرایہ ۶
 کرور ۷۰
 کروری ۱۵۱
 کرورہان ۲۳۲
 کرورہ ۸۵-۲۰۳
 کرہ ۱۵۶
 کرہ زدن ۱۵۶
 کسری ۱۹۳
 کشالہ ۳۸
 کلانتران ۶-۹۰
 کٹم ۷۰-۷۰ ح
 کنجد ۱۸۳
 کنگاش ۱۰۵-۱۳۱
 کوتوالی ۵۳
 کوتہ پاچہ ۱۲۸
 کور زمین ۲۳
 کوس ۱۷۸ ح

مردم چغل ۱۰۹	م	ماری ۶۰
مردم غرضگوی ۱۳۶		ماش ۱۸۳
مردم کارندہ ۱۹۱		مال ۶
مسماقی ۱۵۸-۱۶۱		مال اجارہ ۱۹-۱۷۱
سنگ ۱۸۳		مال دیوان ۱۱-۶۹-۸۹-۱۵۹
مشت تقرہ ۱۲۲		مالگذاری ۶۷-۸۵
مطروحہ ۱۹۲		مالگذاری کردن ۱۰۹-۱۶۸
مظلّمہ ۱۳۶		مالگذاری نمودن ۱۱۰
معاملہ گذاری ۶		مال واجبی ۱۸
معلمان جہاز ۲۷		متعدی ۱۸۹
معمول ۱۸۳		متمردان ۱۶۳
معمولہ ۲۰۸		مجری ۲۰
مفتیان ۱۹۰		مجری دادن ۲۱۷
مقدم ۱۵۵		مجرتی ۲۲۲
مقدمان ۸		محال ۱۳-۱۶۳
مقطعی ۲۸-۶۹-۸۵-۱۳۳-۱۳۵		محتسب ۱۹۰
ملاحظہ ۱۶۸		مخادیم ۱۳۳
ملاّمیہ ۲۶۳		مغذول العاقبہ ۱۱۸-۱۸۰
ملسا ۲۵		مد ۶۹
ممالک محروسہ بادشاہی ۲-۱۷۳		مدد معاش ۱۲۱-۱۳۷-۱۹۱
مسن ۹-۱۷۲		مذکراتی ۱۵۸-۱۶۱
مین اعمال ۲۰۱		مرادی ۱۸۳
مندوہ ۱۸۳		
منصب دار ۳۰-۱۶۸		

مواضع ریزانی ۲۰۵	منصبدار ریزہ ۱۳۳
مواضع کاجہ ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷	مذگ ۱۸۳-۱۸۴
۲۰۸	مذگ کہنہ ۱۸۲
موزاہ ۲۶	منہب ۱۸۸
موسم آب کلانی ۲۰۵	مواجبی ۲۱۷
مہنہ ۲۳۳	موازی ۱۳
مہم ۱۱۳-۱۸۱	مواس ۲۲۰
میلکہای زرین ۳۲	مواشی ۱۳-۷

(۶) اقوام و قبائل سندھ

(برای نشان صفحہ رک فہرست ندیرم اقوام و قبائل)

بلوچ بَہَر (بَہَر، بَروچ)	الف
بلوچ بَلَدِي (بَڑدِي، بَروچ)	اَیرہ (اَیڑا)
بلوچ جَٹوئي (جَٹوئي، بَروچ)	اوتہ (اوتہا)
بلوچ چاندیہ (چاندیا، بَروچ)	اوتَر (اوتَر)
بلوچ کَلیماتی (کَلیماتی، بَروچ)	ب
بلوچ مکی (مکی، بَروچ)	باریجہ (باریجا)
بلوچ نوت بندہ (نوت، بَروچ)	بَہَر (بَہَر)
بلوچ نوحانی (نوحانی، بَروچ)	بَریہ (بَریہا)
بُوتک (بُوتک)	بُکیہ - بُکیجہ (بُکیجا)
بہان (بہان)	بُلَدِي (بُلَدِي - بَڑدِي)
بہجہ (بہجا)	بَلوچ (بَروچ)
بہن (بہن)	بلوچ باریجہ (باریجا، بَروچ)
بہوار (بہوار)	

دل	پ
دونبکی - دونبکی (دُونبِکِي)	پتر بہ (پترِیا)
دبتہ (ذبتا)	پلی (پلی)
دیربجہ (دِبری جا)	پدیجہ (پلیجا)
دیناری	پوار (پتہ-نور)
ر	پہوار (پتہ-نور)
راجپال	ت
راجپوت	تسیم (یا - تھم)
راہو	تیہ (ٹیہا)
راہوجتہ (راہوجا)	ج
رند	جت
س	جتر (چتر)
سادات اتای	جوکیہ (جوکیا)
سادات امیرخانی	جونجہ (جونجا)
سادات بہکر	چ
سادات سن	چاندیہ (چاندیا)
سادات کھیری (کھیری)	خ
سادات لکھتری (لکھتری)	خواجہ (خواجا)
ساریہ (ساریا)	د
ساند	دار دشت
سانریہ (ساریا)	داربجہ (داربجا)
سانگی	داہری (ڈاہیری)
سمہ (سما)	

ق	سَمِيجَه (سَمِيجا)
قَرِيشِي	سَمِيجَه اوتَه (سَمِيجا ، اونا)
ک	سَمِيجَه اَوَنَر (سَمِيجا ، اَنَنَر)
کارا (کارا)	سَمِيجَه بَنکِيَه (سَمِيجا ، بَنکِيَا)
کاهيجَه ، گاهيجَا	سَمِيجَه پَرِيَه (سَمِيجا ، پَرِيَا)
کَتوهر (کتوهر)	سَمِيجَه نِيَه (سَمِيجا ، نِيَا)
کُمان (کُمان)	سَمِيجَه جُونِيجَه (سَمِيجا ، جُونِيجا)
کُوراني (کُوراني)	سَمِيجَه داهري (سَمِيجا ، دَاهِرِي)
کوريجَه (کُوريجا)	سَمِيجَه دَل (سَمِيجا ، دَل)
کوربه نيَه (گهَورِيا تِيَه)	سَمِيجَه دَل سَمِِواتِي
کِيبر (کِيبر)	(سَمِيجا ، دَل سَمِِواتِي)
کِيبرَه (کِيبرِيا)	سَمِيجَه رَاهُوجَه (سَمِيجا ، رَاهُوجَا)
کِيهر (کِيهر)	سَمِيجَه سَانَدَ (سَمِيجا ، سَانَد)
گ	سَمِيجَه کِيبر (سَمِيجا ، کِيبر)
گُورا	سَمِيجَه کِيبرِيَه (سَمِيجا ، کِيبرِيا)
ل	سَمِيجَه لاکِيَارَ (سَمِيجا ، لاکِيَار)
لاشارِي	سَهتَه (سَهتا)
لاکَه (لاکا)	سُهودَه - سوده (سودا)
لاکِيَار (لاکِيَار)	ش
لجار	شوره (شورا)
م	شيخان (شيخ)
ماچِي (ماچِي)	شيخان مَهديجَه (مَهديجَا شيخ)
مانجند (مانجند)	ف
	فيروزجَه (فيروزي جا)

نیکاسره (نیکامڑا)	مگسی
نهمردی (نهمردا - نهمیریا)	مبکان باغیانان (باغبان جا مک)
۵	مناهیجه (مناهیجا)
هاله (هالا)	سندرہ
هاله پوتره (هالیپوتنا)	سنگنیجه (سنگنیجا)
هندو	سنگوانه (سنگوانا)
هوسره (هوسڑا)	مہر
	ن
	ناریجه (ناریجا)

(در قوسین اسم قبائل، بزبان سنڌي نوشته شده است)

(۷) اسمای اماکن سنڌه

آکناری (اگناری)	الف محدودہ
آلور (آروڑ)	آستانہ خصر (علیہ السلام)
آنر پور (آنر پور)	آستانہ مخدوم لعل شہباز
آنکی (آنکی)	آمیری، موضع
آنون بیلہ	الف مقصورہ
آباورہ (آباورہ) (آپاورو)	آباورہ (آپاورو)
آوتھل (آٹھل)	آبریجه، موضع (آبریجا)
ب	آدر بیلی، موضع
بارکان	آرازہ، موضع

ہاتر، قصبہ (ہات)	بازاران، موضع
ہاھنی کوت، موضع (ہاھنی کوت)	ہاچ قلندر لعل شہباز
ہتريجه (ہتيجي)	ہاغبانان، قریہ (ہاغبان)
ہتيجی (ہتيجي)	ہاقي جي (ہاقي ع جي)
ہتيجراہ (ہتيجرو)	ہتيري، موضع (ہتيري يا ہتيري)
ہرگنہ اکر آباد	ہداہور (ہداہر) (ہداہر)
ہرگنہ الور (ہرگنو اروز)	ہدين
ہرگنہ آنرپور (ہرگنو انرپور)	ہرج خونين (شہر ہجر)
ہرگنہ ہاغبانان	ہرھمن آباد
ہرگنہ ہوبکان (ہرگنو ہوبڪ)	ہتكر (ہتكر)
ہرگنہ ہاتر (ہرگنو ہات)	ہندر لاھری
ہرگنہ تڪر (ہرگنو تڪر)	ہندر ساوہ (ساوہ بند)
ہرگنہ جتوئی	ہنھن، قصبہ (ہتھن)
ہرگنہ جنيجه (ہرگنو جونيجه)	ہوبكان، (ہوبڪ)
ہرگنہ جئون (ہرگنو جون)	ہھانبرا (ہرھمن آباد) (ہانبرا)
ہرگنہ جاجڪان	ہھت (ہيت)
ہرگنہ چندوڪہ (ہرگنو چانڊڪو)	ہتھكر
ہرگنہ حويلی ميهوان	ہتھن (ہتھن)
(ہرگنو حويلي سيوھن)	ہھوترہ (ہوتيزا)
ہرگنہ خيٹہ	ہيلي شيخ مومہ، موضع
ہرگنہ داريجہ (ہرگنو داريجو)	(ہيلي شيخ مومہ)
ہرگنہ در بيلہ (ہرگنو در بيلو)	
ہرگنہ دل	پ
	ہات (ہاتر)، (ہات)

ت	ہرگنہ ساکیروہ (ہرگٹو ساکیرو)
تابک	ہرگنہ سمواتی
تپہ مردم لاکہ (تپو لاکٹن جو)	ہرگنہ سن
تپہ سمیجہ اونر	ہرگنہ سھوان
تلھتی ، موضع (تلتی)	ہرگنہ شال
تورہ	ہرگنہ فتح پور
تھانہ سمیجہ (ٹاٹو سمیجا)	ہرگنہ کاکیری (ہرگٹو کاکڑی)
تھانہ وینجرہ (ٹاٹو وینجرہ)	ہرگنہ کاهان
تھانہ ہالہ کنڈی	ہرگنہ کیبر (ہرگٹو کیبر)
تھتہ (تتہ)	ہرگنہ لاکوت (ہرگٹو لاکٹ)
تھتی ، موضع (تتی)	ہرگنہ لدہ کاکن (کاکن)
تپہ (تپا)	ہرگنہ ماتیلہ (ہرگٹو ماتیلو)
تیری ، موضع (تیرھی)	ہرگنہ مسہر
	ہرگنہ نصرپور
ج	ہرگنہ لہرون
جانیرہ	ہرگنہ ہالہ کنڈی
جانکارہ ، موضع (جانکارا)	(ہرگٹو ہالہ کنڈی)
جین	ہریاری
جسٹیجہ (جسٹیجا)	ہلجی ، موضع (ہلجی)
جوکی ہرنی	ہونتی (ہونتی)
جسوی	پتہ (پتو)
جھانگیر آباد	پتو (پتہ) (پتو)
جیسروت ، موضع	پدر پدر (متصل پل سکلی)

دراگہ حضرت عثمان ، روندی	چاکر ہالہ
دَری ، قلعہ	چَتر ، موضع
دکری خورد	چشمہ حضرت مخدوم شہباز
دکری کلان	چشمہ کائی
دولت آباد ، موضع	چشمہ نیشنگ (چشمو نیشنگ)
دومک	چَن ، موضع (چَن)
دیراؤن ، موضع	چندوکہ ، قصبہ (چاندِ کو)
دیہہ جندائی (دیرو جندائی)	چَنی (ضلع دادو) (چنی)
دیہہ مانک (دیرو مانک)	چولی
دیہہ ، موضع (دیہہ)	چَتر
د	ح
دہری لنگاہان (لانگاہن جی رہڑی)	حَب
دقیعان ، موضع	خ
دینھن (بیہن) (شاید - بیہن -)	خاصہ شورہ (خصائی شورہ)
یا رَتنپن	خصائی شورہ ، موضع
روضہ شاہ چہتہ (روضو شاہ چَتر)	خیرپور ناتن شاہ (خیرپور ناتن شاہ)
ذ	د
زمین کور (کھیر) (کیہر)	دادو ، ضلع
س	دادیجھی ، نالہ
ساہہ ؟	دارو بند
سادر ؟ (شاید - سادر)	داهیری (ڈاہیری)
سانکپور (سانگ پور)	دَریلہ ، قصبہ (دَریلو)
سامتانی ، موضع (گوت سامتانی)	درگاہ شیخ چہتہ (درگاہ شیخ چَتر)

شال (گھوٹنا - شال)	ساوہ ، موضع (گھوٹ ساٹو)
شکر ، قصبہ (سکھر) (سکتر)	سرکار بھکر
	سرکار تھتہ
ص	سرکار چاچکان
صد گر (صید گڑھ - سید گڑھ)	سرکار چاکر ہالہ وجون
صفہ بھکر	سرکار سہوان
صفہ صفا	سرکار نصرپور
صفہ وفا	سروا (سروہ) (سَرِ واہ)
صوبہ تھتہ	سکرند ، تعلقہ (سکرندہ)
صید گر (رک : صد گر)	سن ، قصبہ
ط	سند
طغر آباد (طغرل باد - تفرق آباد)	سہوان (سیوستان) (سیوہن) (سیوان)
	سیتارجہ ، موضع (سیتارجہ)
ع	سیتاسر (یا ستیاسر) یا سیتاسر
عزیزانی ، موضع (عزیزانی گھوٹ)	سیت پور ناہران (ناہیرن جی
	سیت پتر)
ق	سیدان کارہ ، موضع ؟
قاسم باربجہ ، موضع	سیکرجی ، موضع
قبر حضرت ہارون	سیوان (رک : سہوان)
قبر خواجہ ویس قرنی	سیوستان (رک : سہوان)
قبر شیخ بیگ	سیوہن (رک : سہوان)
قبرستان قدیم سیوہن	سیوی (سوی ، سبی)
قریدہ شاہ حسن	
قصبہ قاضی احمد	ش
قلعہ ابربجہ (آہو بجن جو قلعو)	شاد بیلہ (ساد بیلو)

کا کہ ، موضع	قلعہ احمد بیگ خان
کانبو (کانبو)	قلعہ آلتور
کانگرہ (کانگریو)	قلعہ بہکر
کانہری ، موضع (کاہنری)	قلعہ جہانگیر آباد
کاہان ، قصبہ	قلعہ سلطان محمد برننگانی ارغون
کاہنری (رک : کانہری)	(برننگانی؟)
کاہی محبوبی ، موضع	قلعہ سہوان
(کاہی لیکٹل)	قلعہ سیوی
کبروت (کسبروت)	قلعہ قدیم بہکر
کتوہر (کتوہڑ)	قلعہ کا کہ
کجران ، موضع (گجران جو گون)	قلعہ کاہان
کچی ، موضع (کسچی یا کچی)	قلعہ کانہرہ (کاہنری)
کجیرہ ، موضع (گجیرو)	قلعہ کرنک (شاید : گتڑنگ)
کچی ، موضع (کچی یا کچی)	قلعہ لاکوت (لاکات وارو قلعو)
کراچی	قلعہ ماتیلہ (ماتیلی وارو قلعو)
کرنک ، موضع (گتڑنگ گون)	قلعہ نار
کروتی ، موضع (کروتی)	قلعہ نارنگہ (شاید : نورنگ)
کلان کوت (کلان کوت)	قلعہ نصرپور
کمال پور	قلعہ نیرن کوت
کمان ، موضع	قلعہ ویجرہ (وینجرہ) (ویجھڑو)
کین ، موضع (کین)	
کنبد ، موضع (گنبد)	
کنده کوت (کند کوت)	ک
کوٹری (کوٹیڑی)	کاترہ (کانیڑی)
کوٹلہ ، موضع (کوٹیلو)	کاچہ (کاچو)
	کاکری (کاکیڑی)

کچر گوت (کجران)	کوتلی (کوتلی)
(کچرن جو گوت)	کورانه
کچيرو (کچيرو)	کولاب ريل (ريل جي ڏنڊ)
گذر سن (سن جو پتڻ يا گهير)	کولاب ماہه (سايي جي ڏنڊ)
گذر سهوان (سيوهڻ جو پتڻ	کولاب سونهري (سوني ڏنڊ يا
يا گهير)	سونهري ڏنڊ)
گذر قصبه لاکوت	کولاب کتاھر (کتھون واري ڏنڊ
(لاکاٽ وارو پتڻ يا گهير)	يا کتھر ڏنڊ)
گذر منديحي (منديجي وارو پتڻ	کولاب کلان (منچر) (وڏي ڏنڊ)
يا گهير)	کولاب منچر (منچر) (مسنچر)
گذر مهره (مھري وارو پتڻ	کولاب مها (معنی: وڏي ڏنڊ)
يا گهير)	کولاب ويجره (ويجهڙي ڏنڊ)
گذر هاله کندي (هالن وارو پتڻ	کونر کوت ، موضع
يا گهير)	کوهچه مکلی
گنبت (گنبت)	کوه دارو بند
گنبد	کوه سينهور
گنجابه	کوه کلان اوتھل (آڏل وارو
گورستان خان زمان	وڏو جبل)
ل	کوه لکي
لاکات (لاکاٽ)	کوه لنده (لَنڊو جبل)
لاکوت ، قصبه (رک : لاکاٽ)	کوهيار ، موضع (کوهيار)
لاکيار (لاکير)	کيج (کيج)
لاھري بندر (لاھور يا لاھوري بندر)	ک
لشکری	کانه (گھانو)

ن

نار ، موضع
نارِ اتم ، موضع
ناریلہ ، موضع
ناری (ناڑی)
نالہ ساوہ (ساٹو واہ)
نالہ ماروی (ماروی جو واہ)

نصرپور

نظرہ گاہ امیر علی مرتضیٰ

نظرہ گاہ اویس قرنی

نگر ، موضع

نواب شاہ ، ضلع

نوارہ

نیننگ

نیرن کوت

نیہ بدرہ

و

واہی ، موضع

ونکار (ویکار)

ویجرہ ، موضع (بھراہ ، ویجرہ)

ویجرہ ، موضع (ویجھڑو)

ھ

ھارون

لعل واہی (لعل جی واہی)

ہا لال کسی)

لکملوی ، موضع (لکپاری گوت)

لکھی ، موضع (لکھی)

لنجاہ ، موضع

لوہری (روہڑی)

م

ماتیلہ (ماتیلو)

ماری رضوان مکانی (ماڑی)

ماری کبھر راي (ماڑی کبھر واری)

محراب پور

مزار بہر توہین (بہر توہین)

مزار چھتہ (مخدوم چٹا امرانی)

(چٹو یا چٹو)

مستنگ (مستونگ)

مسجد جامع تہ

مسجد خضری

مسجد شیخ بہورہ

مکران

منچر (منچر)

منڈیجی (منڈیجی)

منٹہ (شہر میر ابرہ) (منٹھن)

مورہ (ضلع نواب شاہ) (مورو)

مہران ، موضع (مہران)



<p>ی یک تنبی، کوہ (ہے تنبی - یک تنبی)</p>	<p>ہالہ کندی (ہالہ کنڈی) ہربلائی بندر</p>
---	---

DR.ZAKIR HUSAIN LIBRARY



76146